فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

عورتوں کے ضروری مسائل

بفیض روحانی

حضور اسرائیل ملت حافظ و قاری اسرائیل صاحب نقشبندی، مجددی، تیغی

(وصال ۱۴۴۳ھ / ۲۰۲۲ء)

مصنف

حضرت علامہ و مولانا الحاج مفتی محمد نظام الدین صاحب قادری

ناظم اعلیٰ دار العلوم حضرت بلال

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ

حبیبی پرنٹنگ پریس

Habibi Printing Press Sindri Dhanband

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام-----------------عورتوں کے ضروری مسائل

مصنف کا نام---------------الحاج مفتی محمد نظام الدین قادری

نظرِ ثانی ---مفتی شبیر احمد نوری نعیمی، موضع دلواہ، سنگلدان
ضلع رام بن، کریانی تالاب نروال جموں، کشمیر

تصدیق --مفتی محمد سلامت حسین صاحب نوری عطا خاں مسجد ٹیٹا گڑھ کولکاتا

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائنگ ----مولانا محمد عظیم الدین حبیبی دھنباد

طباعت -----------------حبیبی پرنٹنگ پریس دھنباد

سن طباعت ------------ستمبر 2022 صفر المظفر ۱۴۴۴ھ

انتساب

ام السادات، مخدومہ کائنات، دختر مصطفی، بانوے مرتضی
سردار خواتین وجناں حضرت سیدہ طیبہ، طاہرہ، زاکیہ
راضیہ، مرضیہ، عابدہ، زاہدہ، محدثہ، مبارکہ، ذکیہ، عذرا،
سیدۃ النساء، خاتونِ جنت، معظّمہ ام الہاد، ام الحسنین
حضرت سیدنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔



اھدائ

مجدد اعظم حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت کنز الکرامت عالم شریعت قاطع شرک و بدعت جبل الاستقامت
غواص بحر معرف الحاج الحافظ الشاہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

تاجدار اہلسنت شہزادہ حضور اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ و مولانا الشاہ
محمد مصطفیٰ رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشیں حضور مفتی اعظم ہند قاضی القضاۃ تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج
مفتی محمد اختر رضا خان ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مفتیٔ بنگال شہزادۂ حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ و مولانا مفتی ثناء المصطفیٰ صاحب قبلہ امجدی رحمۃ اللہ علیہ
سابق استاذ فقہ و معقولات و صدر شعبۂ افتاء دار العلوم ضیاء الاسلام ٹکیہ پاڑہ ہوڑہ

مفکر قوم و ملت خطیب بنگال حضرت علامہ و مولانا انیس القادری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ
سابق ناظم اعلیٰ دار العلوم ضیاء الاسلام ٹکیہ پاڑہ ہوڑہ

ناصح قوم و ملت بلبل بنگال حضرت علامہ و مولانا محمد قمر الدین صاحب نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

برائے ایصال ثواب

مرحوم جناب عتب علی صاحب (دادا جان) مرحومہ پرویزن خاتون (دادی جان)

مرحوم جناب عبدالقادر صاحب (چچا جان) مرحومہ حسینہ خاتون (چچی جان)

مرحوم محمد شہاب الدین انصاری صاحب (والد محترم) مولانا محمد عظیم الدین حبیبیؔ

مرحومہ آسمہ خاتون (والدہ محترمہ) مولانا محمد عظیم الدین حبیبیؔ

وجملہ مرحومین اہل خاندان

ایک نظر اِدھر بھی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

(امابعد) ارشاد باری تعالیٰ ہے (واما بنعمت ربک فحدث) اور اپنے پاک پروردگار عالم کی نعمتوں کا خوب تذکرہ کریں (سورۃ والضحی آیت نمبر 11)

اللہ جل شانہ کا کروڑہا شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل **(عورتوں کے ضروری مسائل)** قلم بند کرنے کی توفیق بخشی (عورتوں کے ضروری مسائل) کتاب میں۔ میں نے عورت کے مخصوص اور اہم اہم مسائل کا ذکر کیا ہے اللہ عزوجل اس ذکر کے صدقے میں میرے والدین، وجملہ اہل خاندان، معاونین، اور پوری امت مسلمہ کی مغفرت فرمائے)

الحاج محمد نظام الدین قادری

معاونین علمائے کرام

حضرت حافظ وقاری جناب نظام الدین صاحب رضوی پرنسپل دارالعلوم حضرت بلال

حضرت علامہ ومولانا نقیب اہلسنت جناب غلام مصطفی صاحب جامی مہتمم دارالعلوم حضرت بلال

حضرت مولانا جناب عظیم الدین صاحب حبیبی، دھنباد

جناب حافظ سرفراز احمد صاحب رضوی پار ٹانڈ، گھوڑتھمبہ

تقریظ جمیل

حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد سلامت حسین صاحب نوری عطا خاں مسجد ٹیٹا گڑھ کولکاتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین (امابعد)

(خلیفۂ حضور اسرائیل ملت) فاضل جلیل علامہ ومولانا مفتی محمد نظام الدین صاحب قادری نے ،درس وتدریس ،افتائ ،افہام وتفہیم ،وعظ ،وتلقین ،خطابت وارشاد ،اور دیگر مصروفیات کیساتھ ساتھ تحریری کام بھی بڑی محنت اور لگن سے سرانجام دیتے ہیں ،جس کا ثبوت یہ مجموعہ دستہ (عورتوں کے ضرور مسائل) ہے ،بندۂ ناچیز نے (عورتوں کے ضروری مسائل) کا مطالعہ کیا تو نہایت ہی عمدہ الفاظ سے مزین اور ہر سوال کے جواب کو قرآن واحادیث واقوال اکابر علماء اہلسنت سے آراستہ پایا ہے (میں اسکی تصدیق کرتا ہوں) اور سبحان اللہ ایسی کتاب کا انتخاب فرمایا ہے جو عورتوں کی رہنمائی کا سدا بہار مہکتا ہوا پھول اور گلستان ہے اور مسلمان عورتوں کیلئے علمی وایمانی روحانی سرمایہ ہے ،دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے (عورتوں کے ضروری مسائل) کو قبول فرمائے (آمین)

کتبہ: الحقیر محمد سلامت حسین نوری

تأثر گرامی

حضرت مولانا محمد منظور عالم (گوا)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

زیر مطالعہ عورتوں کے ضروری مسائل محب گرامی حضرت العلام الحاج محمد نظام الدین صاحب قادری کی سعی پیہم اور جہد مسلسل کا حسین نتیجہ اور فقہی گلدستہ ہے جس میں موصوف نے عورتوں کے خاص خاص اور ضروری مسائل کو بڑی ہی متانت و سنجیدگی سے فقہ کے مطابق تحریر فرمایا ہے میں نے مفتی صاحب کی تصنیف (عورتوں کے ضروری مسائل) کو دیکھا اور پڑھا ماشاءاللہ خوب سے خوب تر پایا اطمنان و وثوق کے ساتھ میں نے تصدیق بھی کی مولیٰ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کے طفیل مفتی صاحب کی مساعی جمیلہ کو مشکور فرما کر اجر جزیل عطا فرمائے اور ہر خاص و عام کو مجموعہ عورتوں کے ضروری مسائل سے استفادہ کی توفیق بخشے آمین ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

کتبہ الفقیر مولانا محمد منظور عالم (گوا)

تاثر گرامی

حضرت مولانا جمشید جوہر نعمانی گریڈیہہ جھارکھنڈ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دینی کام کرنا ہر دور میں سب سے زیادہ مشکل اور دشوار ترین کام تھا اور دور حاضر میں بھی دینی کام کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، اور دینی کام کرنے والے اس بات کو بخوبی جانتے ہیں، ہر دور میں دشمنان دین سے تقابل ہوتا رہا اور انکی بیخ کنی کا کام جاری بھی رہا۔ ہر دور میں، علماء وصلحا، ومفتیان کرام اپنی اپنی ذمہ داریاں بخوبی نبھاتے رہے۔ اور دشمنان دین کو دنداں شکن جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دیتے رہے، اور اللہ عزوجل سے امید بھی یہی ہے کہ، ان شاء اللہ عزوجل صبح قیامت تک ایسے افراد فرش گیتی پر جنم لیتے رہینگے اور دین اسلام کی تبلیغ کرتے رہینگے، یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ ہر دور میں کام کرنے کا طریقہ اور انداز الگ تھا اور رہیگا، بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ دور حاضر کے علمائے کرام بھی اپنی حیثیت کے مطابق دینی خدمات کو انجام دے رہے ہیں خیال رہے کہ دینی کاموں میں سب سے اہم اور مشکل ترین کام کار تصنیف وکار افتاء ہے، کار تصنیف وافتاء درحقیقت فضل الہی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے ہی آسان ہوسکتا ہے، ورنہ سبھی اہل علم ودانش بخوبی جانتے ہیں کہ یہ مشکل ترین کار ہے، اور جب اس تناظر میں دیکھا گیا تو ہماری جماعت اہلسنت کے ایک نہایت ہی منفرد متدین، علمائے حاضر کی رہنمائی کرنے والا، قرآن واحایث اور اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے اقوال کی روشنی میں مشکل ترین سوالوں کو حل کرنے والا ملک وبیرون ملک سے آئے سوالوں کا مدلل ومفصل جواب دینے والا۔ دشمنان دین کا دنداں شکن جواب دینے والا، حضرت علامہ

ومولانا الحاج مفتی محمد نظام الدین صاحب قادری (سربراہ اعلیٰ دارالعلوم حضرت بلال، نوااہرا، گریڈیہہ (جھارکھنڈ) دام ظلہ کی بھی ایک ذات ہے بفضلہٖ تبارک وتعالیٰ وبکرم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ومحبوبان بارگاہ کی عنایتوں سے بہت ساری خوبیوں کے مالک ہیں، انکے علمی سرمایوں میں ایک عظیم اور خوبصورت سرمایہ وتحفہ (عورتوں کے ضروری مسائل) جسکو انہوں نے تصنیف کر کے مسلمان عورتوں کو ایک عظیم نعمت حاصل کرایا، اللہ جل شانہ کی بارگاہ اقدس میں دعا ہے کہ اپنے محبوب سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وطفیل میں (عورتوں کے ضروری مسائل) کو مقبول انام بنائے اور حضرت مفتی نظام الدین صاحب قبلہ کو، کونین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے، اور تصانیف کی مزید توفیق عطا فرمائے آمین (بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

تقریظ جمیل

اسیر حضور تاج الشریعہ سگ غوث اعظم قاری مفتی شبیر احمد نوری نعیمی، موضع دلواہ، سنگلدان، ضلع رام بن، نائب صدر مسلم پرسنل لا بورڈ جموں وصدر تحریک امن واصلاح ضلع جموں وخطیب وامام مرکزی جامع مسجد شریف کریانی تالاب نروال جموں، کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کتاب مجموعہ عورتوں کے ضروری مسائل پی ڈی ایف میں مکمل تیار ہے، اوران شاء اللہ عزوجل بہت جلد چھپنے جارہی ہے، اس کتاب میں سو منتخب سوالات مع جوابات ہیں، اسکے مضامین جو میں نے پڑھے نہایت عمدہ اور دلائل وبراہین سے مزین ہیں اور پوری ذمہ داری کے ساتھ سپرد قلم کئے گئے ہیں۔ اور تمام سوالات کے جوابات کی تحقیق وتدقیق میں کوئی فروگزاشت نہیں کی گئی ہے اس میں ایک خوبی یہ ہے کہ اس دور کے بعض الجھے ہوئے عورتوں کے مخصوص مسائل پوری تفصیل سے لکھدیئے گئے ہیں۔ مجموعہ کتاب (عورتوں کے ضروری مسائل) کی تصنیف میں محقق دوراں مفتئی جھارکھنڈ حضرت علامہ ومولانا الحاج محمد نظام الدین قادری نے کڑی محنت کی ہے اور تمام سوالات کے جوابات قرآن واحادیث اور اکابر علماء اہلسنت اقوال کی روشنی میں دینے کی پوری کوشش کی ہے۔ (فقیر شبیر احمد نوری نعیمی) اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا گو ہے کہ مولائے کریم اس مجموعہ کی طباعت واشاعت کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور قبول عام عطا فرمائے، آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

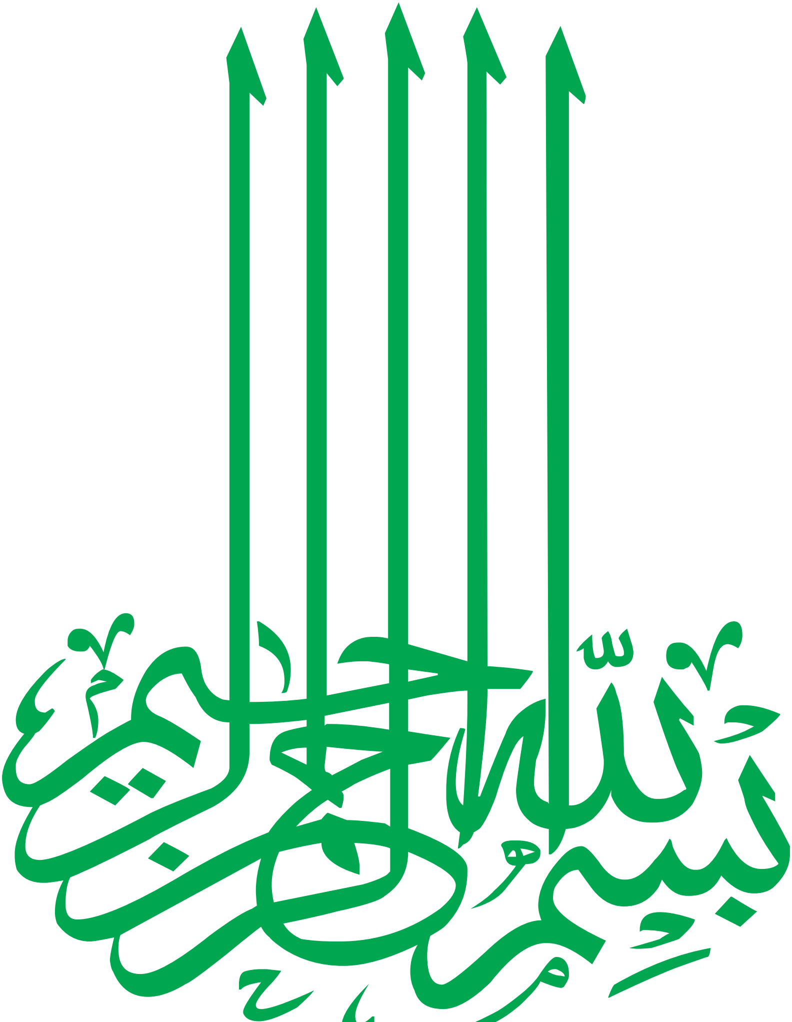
کتبہ الفقیر شبیر احمد نوری غفرلہ

18/9/2022 بمطابق ۲۰ صفر المظفر ۱۴۴۴ھ

سبب تصنیف

دور حاضر میں مسلمان عورتوں کی آزاد خیالی مسلم معاشرہ کی تباہی اور بدحالی اور بے شمار غلط فہمیوں کو دیکھ کر بار بار میرے دل میں یہ خیال آتا تھا کہ مسلمان عورتوں کی صلاح وفلاح اور انکے درمیان جو غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں انکی اصلاح کیلئے ایک کتاب لکھدوں لیکن کثرت کار کی وجہ سے اسطرف توجہ کی فرصت ہی نہیں ملی یہاں تک کہ حضرت مولانا جناب محمد نصیر الدین صاحب برکاتی، بھتوا ٹانڈ، نوری محلہ، راجدھنوار، گریڈیہہ جھارکھنڈ۔ حضرت مولانا افضل حسین صاحب ضیائی، درجناڈیہہ، گریڈیہہ جھارکھنڈ۔ حضرت مولانا جمشید جوہر صاحب نعمانی، مہوا ٹانڈ، راجدھنوار، گریڈیہ جھارکھنڈ۔ حضرت مولانا محمد عظیم الدین حبیبی، بکسر، بہار۔ جناب حافظ محمد مقصود عالم صاحب رضوی من جھنے گانواں، گریڈیہہ جھارکھند۔ جناب حافظ محمد رفیق صاحب، خطیب وامام چڑیا موڑ، بیرکپور، کلکتہ ویسٹ بنگال۔ مبلغ اہلسنت عاشق رسول جناب ہارون رضوی صاحب، پور بندر، گجرات۔ جناب سید سمیع الدین صاحب رضوی، ہکل گنج بنارس، یوپی۔ اور جناب ماسٹر عبدالغفور صاحب، نوااہرا، بیریا، منڈرو، گریڈیہہ جھارکھنڈ۔ اور بہت سارے دوست واحباب نے بارہا مجھے کہا کہ دور حاضر میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے جو مسلمان عورتوں کی دینی ودنیاوی ضرورتوں کے متعلق ہو اور مسلمان بچیوں کے تعلیمی کورس میں شامل بھی کیا جاسکے اور مسلمان لڑکیوں کو جہیز میں بھی دیا جاسکے اور مسلمان عورتوں کی صحیح رہنمائی بھی ہوسکے، آخر کار میں نے یہ عزم کرلیا کہ ان شاء اللہ تعالی بہت جلد ایک ایسی کتاب لکھونگا جو عورتوں کی اصلاح کیلئے ذریعہ ہدایت بنے اور مجھ گنہگار کیلئے سامان آخرت بن جائے چنانچہ رب العالمین کا بے شمار شکر ہے کہ صرف بیس سے پچیس دنوں کے قلیل مدت میں عورتوں کے مخصوص وضروری مسائل کو چن چن کر مسائل وخصائل کا ایک خوبصورت دستہ (عورتوں کے ضروری مسائل) کے نام سے ناظرین کی خدمت میں نذر کرتا ہوں، یہ کتاب ایک سو، سوالات اور اسکے جوابات کا مجموعہ ہے، اور بحمدہ تبارک وتعالی سوال کا جواب بے حد خوبصورت اور مستند دلائل سے مزین ہے، خداوند کریم میری اس حقیر قلمی خدمت دین کو شرف قبول سے سرفراز فرمائے (آمین)

الحاج محمد نظام الدین قادری


بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝



مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ   لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ   وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا   وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

نذرانۂ عقیدت

سیاح بنگلہ دیش ومصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ ومولانا الحاج ابوالکلام احسن القادری صاحب

(ضیاءالاسلام ٹکیہ پاڑہ ہوڑہ)

مناظر اہلسنت حضرت علامہ ومولانا طاہر حسین صاحب مصباحی (ٹکیہ پاڑہ ہوڑہ)

(مفتی بنگال) حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد دلدار عالم صاحب (دارالعلوم ضیاءالاسلام ٹکیہ پاڑہ ہوڑہ)

حضرت علامہ ومولانا مقبول احمد صاحب (ضیاءالاسلام ٹکیہ پاڑہ ہوڑہ)

حضرت علامہ ومولانا الحاج محمد مشرف حسین صاحب (توپسیا کولکاتا)

حضرت علامہ ومولانا محمد شرافت حسین صاحب (آگر پاڑہ کولکاتا)

اسے ضرور پڑھیں

محترم المقام خواتین اسلام بفضل رب کریم، وبطفیل نبی کریم ﷺ (عورتوں کے ضروری مسائل) کا مجموعہ دستہ خوبصورت ڈیزائننگ اور لاجواب کمپوزنگ کیساتھ آپکی خدمت میں حاضر ہے اس دستے میں ایک (100) سوالات کے جوابات مع دلائل) موجود ہیں۔ہم احسان مند ہیں حضرت مولانا محمد عظیم الدین حبیبی صاحب قبلہ کے جنہوں نے اس کتاب کی ڈیزائننگ اور کمپوزنگ بہت خوبصورت طریقے سے کرکے اس کتاب کی خوبصورتی میں چار چاند لگادیا ہے۔اللہ عزوجل انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔مجھے امید ہے کہ آپ لوگوں کو یہ کتاب بہت پسند آئیگی۔

آپ لوگوں سے میری گزارش ہے کہ اس کتاب کو پڑھیں اور اس میں جو مسائل شرعیہ بیان کئے گئے ہیں اسے اپنی اسلامی بہنوں تک زیادہ سے زیادہ پہنچائیں۔اور مجھ فقیر کیلئے بخشش کی دُعاء بھی کریں۔

العارض:۔ الحاج محمد نظام الدین قادری

حمد باری تعالیٰ

وہی رب ہے جس نے تجھکو ہمہ تن کرم بنایا ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا تجھے حمد ہے خدایا

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا کوئی تم سا کون آیا

وہ کنواری پاک مریم ونفخت فیہ کا دم ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا تجھے یک نے یک بنایا

فاذا فرغت فانصب یہ ملا ہے تجھکو منصب جو گدا بنا چکے اب اُٹھو وقت بخشش آیا
کرو قسمتیں عطایا کرو قسمتیں عطایا

ارے ائے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں ائے رضا تیرے دل کا پتہ چلا بمشکل در روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا یہ نہ پوچھ کیسا پایا

(حدائق بخشش)

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

سوال نمبر ۱

اللہ تعالیٰ کو اُوپر والا کہنا کیسا ہے۔

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

(خیال رہیکہ) اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے بجائے اوپر والا بولنا، یہ نہایت ہی غلط بات ہے، بلکہ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھ کر یہ لفظ بولے کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے (تو یہ کفر ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اوپر، نیچے، آگے پیچھے، داہنے، بائیں، تمام سمتوں، ہر مکان، اور زمان سے پاک ہے، برتر و بالا ہے (یاد رہے کہ) ان سب جہات یعنی سمتوں، پورب، پچھّم، اتر، دکھن، اوپر، نیچے، داہنے، بائیں، آگے پیچھے، زمان ومکان کو اسی نے پیدا فرمایا ہے، تو اللہ تعالیٰ کیلئے یہ نہیں بولا جاسکتا کہ وہ اوپر ہے یا نیچے ہے، پورب میں ہے یا پچھّم میں ہے، کیونکہ جب اس نے ان چیزوں کو پیدا نہیں کیا تھا وہ تب بھی تھا، کہاں تھا اور کیا تھا اسکی حقیقت کو اسکے علاوہ کوئی نہیں جانتا، اگر کوئی کہے اللہ عرش پر ہے تو اس سے یہ پوچھا جائے کہ جب اس نے عرش کو پیدا نہیں کیا تھا تو وہ کہاں تھا؟ یونہی اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے تو اس سے پوچھا جائے کہ اوپر کو پیدا کرنے سے پہلے وہ کہاں تھا، ہاں اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو اوپر والا اس خیال سے کہے وہ سب سے بلند و بالا ہے اور اس کا مرتبہ سب سے اوپر ہے تو یہ کفر نہیں ہے، لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کیلئے ایسے الفاظ بولنا صحیح نہیں ہے، جن سے کفر کا شبہ ہو اور اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہنا بہر حال منع ہے، جس سے بچنا ضروری ہے، کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کو (اللہ) کہنے کے بجائے (مالک) کہتے ہیں کہ مالک نے جو چاہا تو ایسا ہو جائیگا، یا مالک جو کریگا، وہ ہوگا، وغیرہ، وغیرہ، یہ بھی اچھا اور اسلامی طریقہ نہیں سب سے زیادہ سیدھی سچی اچھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ ہی کہا جائے، کیونکہ اس کا نام لینا عبادت ہے، اور اس کا ذکر کرنا ہی انسان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد اور مسلمان کی پہچان ہے، یعنی یوں کہنا چاہیئے (اللہ جو چاہیگا وہ ہوگا اللہ جو کریگا وہ ہوگا) (حوالہ) (غلط فہمیاں اور انکی اصلاح صفحہ نمبر 14 / 15 مطبوعہ اسلامیہ کتب خانہ رضا مارکیٹ دھونرہ بریلی شریف یوپی) (فتاوی فیض الرسول جلد اول باب العقائد مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاھور

سوال نمبر ۲ (دو ماہ کا حمل ساقط ہونے پر عدت وفات پوری کرنا ہوگی یا نہیں)

ایک عورت کا شوہر تیس نومبر کو وفات پا گیا اُسی دن پتہ چلا کہ عورت حاملہ ہے 22 دسمبر سے عورت کو مسلسل حیض کے دنوں کی طرح خون آرہا ہے اور ساتھ میں گوشت کے لوتھڑے بھی نکل رہے ہیں، چیک کرنے پر پتا چلا کہ حمل ضائع ہوگیا حمل تقریباً دو مہینے کا تھا، اس صورت میں عدت وفات پوری کرنا ہوگی یا عدت ختم ہوگئی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں عورت پر لازم ہے کہ شوہر کی وفات سے چار ماہ دس دن عدت گزارے، دو مہینے کا حمل ساقط ہونے سے عدت پوری نہیں ہوئی کیونکہ حمل ساقط ہونے سے عدت پوری ہونے کی شرط یہ ہے کہ بعض یا کل اعضا بن چکے ہوں اور اعضا چار مہینے یا ایک سو بیس دن میں بنتے ہیں، اس سے پہلے اعضا نہیں بنتے، چونکہ دو ماہ کا حمل ساقط ہوا ہے تو یہ خون کا لوتھڑا یا گوشت کا ٹکڑا تھا جسکے اعضا نہیں بنے تھے، اسی بنا پر حمل ساقط ہونے سے عدت پوری نہیں ہوئی (البدائع الصنائع جلد 3 صفحہ نمبر 311) (ردالمحتار جلد 5 صفحہ نمبر 192) (بہار شریعت جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 239 عدت کا بیان مسئلہ نمبر 33) (مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

سوال نمبر۳ عورتیں اپنے مخصوص ایام میں ایصال ثواب اور دم کرسکتی ہے یا نہیں ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

اپنے کسی نیک عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچانا ایصال ثواب ہے۔

اس کے لئے طہارت شرط نہیں۔عورت حیض ونفاس کی حالت میں بھی ایصال ثواب کرسکتی ہے۔البتہ ہمارے یہاں ایصال ثواب کا ایک معروف طریقہ یہ ہے کہ سورہ فاتحہ اور چاروں قل وغیرہ پڑھ کر کسی کو ثواب پہنچایا جائے اس صورت میں تفصیل یہ ہے کہ عورت ان ایام میں قرآن شریف کی تلاوت نہیں کرسکتی اس کے علاوہ ذکر درود وغیرہ پڑھ کر ایصال ثواب کرنا چاہے تو کرسکتی ہے۔اور اسمیں بہتر یہ ہے کہ وضو یا کم سے کم کُلی کر کے پڑھے۔یہی تفصیل دم کے متعلق ہے کہ قرآن پاک کی آیت تلاوت کر کے دم کرنا جائز نہیں۔اسکے علاوہ اوراد و وظائف پڑھ کر دم کرنا جائز ہے۔

(تنبیہ) عورت حیض ونفاس کی حالت میں مطلقاً قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرسکتی۔لیکن تلاوت قرآن کی نیت نہ ہو۔بلکہ حمد وثنا یا دُعا کے طور پر پڑھنا چاہے تو وہ آیات کے جن میں حمد وثنا یا دُعا کی نیت ممکن ہے انہیں اس نیت سے پڑھ سکتی ہے پھر وہ حمد وثنا کا ثواب کسی کو ایصال کرنا چاہے یا اُس حمد وثنا کی برکت سے شفا وغیرہ حاصل ہو۔ اس نیت سے کسی پر دم کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے۔البتہ حروف مقطعات یا وہ آیات کے جن میں (اللہ وعزّوجلّ) نے متکلم کے صیغے سے اپنی حمد فرمائی ہے انہیں بعینہٖ اسی صیغے کے پڑھنا یا جن سورتوں کے شروع میں۔قل ہے انہیں قل کے ساتھ پڑھنا حمد وثنا اور دُعا کی نیت سے بھی پڑھنا جائز نہیں ہے۔بحوالہ، ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الطہارت جلد اول صفحہ نمبر 353 فتاویٰ رضویہ جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 153 مسئلہ نمبر 366 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

سوال نمبر۴ بچہ ہونے سے ہفتہ دو ہفتہ قبل کبھی خون آئے کبھی رُک جائے تو نماز پڑھنا ہے یا معاف ہے اگر پڑھنا ہے تو صرف وضو کافی ہے یا غسل بھی لازم ہے؟

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں عورت پر نماز پڑھنا فرض ہے، کیونکہ حاملہ عورت کو دوران حمل آنے والا خون اسی

طرح بچے کی پیدائش کے وقت جب کہ بچہ ابھی آدھے سے زیادہ باہر نہ نکلا ہو آنے والا خون استحاضہ کے حکم میں ہوتا ہے اور حالت استحاضہ میں نماز، روزہ، معاف نہیں البتہ خون آنے کی صورت میں اس عورت پر ہر نماز سے پہلے غسل کرنا ضروری نہیں بلکہ ناپاک جگہ کو دھو کر وضو کر لینا کافی ہے۔ کیونکہ استحاضہ کا خون نواقض وضو ہے نواقض غسل نہیں

(بہار شریعت جلد اول صفحہ نمبر 385 استحاضہ کا بیان مطبوعہ المکتبۃ المدینۃ کراچی

سوال نمبر ۵ اگر عورت فرض نماز تنہا پڑھ رہی ہو تو قرأت بلند آواز سے کر سکتی ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں عورت کو جہری نماز میں بھی قرأت میں جہر کرنا منع ہے کیونکہ مرد اور عورتوں کی نماز میں کئی اُمور میں فرق کتب فقہ میں مذکور ہے انہی فرق والے احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ عورت جہری نمازوں میں بھی بلند آواز سے قرأت نہیں کرے گی الفتاویٰ الشامۃ جلد اول صفحہ نمبر 298

سوال نمبر ٦ اگر حائضہ نے آیت سجدہ پڑھی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں، یونہی حائضہ سے آیت سجدہ سننے والے پر واجب ہوگا یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

حیض والی عورت کیلئے تلاوت قرآن کریم ناجائز وحرام ہے اور ایسی عورت نے آیت سجدہ کی تلاوت کی تو بھی اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوا، البتہ حائضہ عورت سے کسی عاقل بالغ اہل نماز نے آیت سجدہ سنی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہو گیا۔

(ہدایہ مع فتح القدیر جلد اول صفحہ نمبر 468 مراقی الفلاح مع طحطاوی جلد دوم صفحہ نمبر 89 بہار شریعت جلد اول صفحہ نمبر 729 سجدہ تلاوت کا بیان مسئلہ نمبر 12 مطبوعہ المکتبۃ المدینۃ کراچی)

سوال نمبر ۷

حالت جنابت میں قرآن مجید کو دیکھنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

حالت جنابت میں قرآن مجید دیکھنا جائز ہے۔ اب چاہے وہ مرد ہو یا عورت البتہ اُس کا پڑھنا جائز نہیں ہے میرے آقا اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان دُرمختار کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں ہے کہ دُرمختار میں ہے۔ لا یکرہ النظر الی القرآن لجنب کما لا تکرہ ادعیۃ ای تحریماً والا فالوضوء لمطلق الذکر مندوب و ترکہ خلاف الاولیٰ۔ اھ۔ جنبی کے لئے دعائیں پڑھنے کی طرح قرآن پاک کو دیکھنا بھی مکروہ نہیں اور اس سے مکروہ تحریمہ مراد ہے

ورنہ مطلق ذکر کیلئے وضو کرنا مستحب ہے اور اس کا چھوڑنا خلاف اولیٰ ہے

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 527 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور) اور منصف بہار شریعت حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ و مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن مجید دیکھنے میں ان سب پر (یعنی جنب شخص) پر کچھ حرج نہیں اگرچہ حروف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور خیال میں پڑھتے جائیں (حوالہ بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ نمبر 327 غسل کا بیان مسئلہ نمبر 38 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

سوال نمبر ۸ اگر حالت حیض میں نکاح ہوا تو ہمبستری کرنا جائز ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

اگر چہ حالت حیض میں بھی نکاح درست ہے کیونکہ نکاح دو گواہوں۔یعنی دومرد یا ایک مرد اور دوعورتوں کی موجودگی میں مرد وعورت کے نکاح کیلئے ایجاب وقبول شرط ہے نہ کہ عوارض نسوانی سے پاک ہونا۔ الدرالمختار کتاب النکاح میں ہے نحو الحیض فھو مانع من حل الوطء لا من محلیۃ العقد: یعنی خون حیض مانع وطی ہے نہ کہ مانع نکاح ۔اور حضور سیدی سرکار اعلی حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا کہ: نکاح پڑھتے وقت عورت کو پانچ کلمے پڑھاتے ہیں اب وہ عورت حیض کی حالت میں ہے تو وہ پانچ کلمے اپنی زبان سے پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔تو آپ جواب ارشادفرماتے ہیں۔حالت حیض میں صرف قرآن عظیم کی تلاوت ممنوع ہے۔کلمے پانچوں پڑھ سکتی ہیں۔اگر ان میں بعض کلمات قرآن ہیں۔مگر ذکر وثنا ہیں اور کلمہ پڑھنے میں نیت ذکر ہی ہے۔نہ نیت تلاوت۔تو جواز یقینی ہے۔کما صرحوابہ قاطبۃ: جیسا کہ تمام فقہاء نے اسکی تصریح فرمائی ہے فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 365 مسئلہ نمبر 153 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور: ایسا ہی فتاوی افریقہ صفحہ نمبر 143 مسئلہ نمبر 89 میں ہے: حالت حیض میں نکاح تو منعقد ہوجائیگا لیکن ایسی حالت میں ہمبستری کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے یسئلونک عن المحیض قل ھو اذی فاعتزلوا النسآء فی المحیض ولا تقربوھن حتی

یطھرن فاذا تطھرن فاتواھن من حیث امرکم اللّٰہ ان اللّٰہ یحب التوابین۔ویحب المتطھرین ترجمہ کنزالایمان اورتم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرمادو ناپاکی ہے توعورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اوران سے نزدیکی نہ کروجبتک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہوجائیں توانکے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا۔بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کواور پسند رکھتا ہے ستھروں کو سورۃ البقرۃ آیت نمبر 222 الدرالمختاروحاشیہ ابن عابدین ردالمحتار جلداول صفحہ نمبر 298 میں ہے یقولہ ویندب لمارواہ احمدوابوداؤدوالترمذی عن ابن عباس مرفوعا فی الذی یہ تی امرأتہ وھی حائض۔یتصدق بدینار اونصف دینارثم قیل،،ان کان الوطی فی اول الحیض فدینار او آخرہ فبنصفہ وقیل بدینار ولوالدم اسودوبنصفہ لواصفر:قال فی البحر:ویدل لہ ما رواہ ابوداؤد والحاکم و صححہ۔واذا واقع الرجل اھلہ وھی حائض۔ان کان دما احمر فلیتصدق بدینار وانکان اصفر فلیتصدق بنصف دینار یعنی اگرابتدائے حیض میں جماع کیا توایک دینارصدقہ کرے اگر حیض کے ختم ہونے سے پہلے پہلے جماع کیا تو آدھا دینارصدقہ کرےاور یہ بھی کہا گیاہیکہ بوقت جماع اگرخون کالا تھاتوایک دینارا گر پیلا تھاتو آدھا دیناراور بحرمیں ہیکہ اگرکسی نے حائضہ بیوی سے جماع کیااور بوقت جماع خون لال ہوتو ایکدیناراور پیلا ہوتو آدھا دینارصدقہ کرےاورحضورصدرالشریعہ بدرالطریقہ ابوالعلاء علامہ ومولانا مفتی محمدامجدعلی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہارشریعت میں تحریرفرماتے ہیں کہ:ہمبستری یعنی جماع اس حالت میں یعنی حالت حیض میں

حرام ہے ایسی حالت میں جماع کو جائز جاننا کفر ہے۔اور حرام سمجھکر کرلیا تو سخت گنہگار ہوا اس پر توبہ فرض ہے اور آمد کے زمانہ میں کیا تو ایک دینار اور قریب ختم کے کیا تو نصف دینار: خیرات کرنا مستحب ہے۔

بہار شریعت جلد نمبر 1 حصہ نمبر 2 صفحہ نمبر 382 مسئلہ نمبر 29 / 30 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی

تنبیہ حالت حیض میں نکاح تو جائز ہے لیکن جماع جائز نہیں ہے لہذا والدین کو چاہیے کہ ان ایام میں نکاح نہ کرے: اور اگر ایام حیض میں نکاح ہو بھی گیا اور رخصتی بھی ہوگئی تو میاں بیوی پر لازم ہیکہ جماع نہ کرے جبتک کہ پاکی حاصل نہ ہو اگر جماع کرلیا۔صدقہ دینا مستحب ہوگا اگر شروع کے زمانے میں جماع کیا تو ایک دینار اگر آخر وقت میں جماع کیا تو آدھا دینار صدقہ کرنا مستحب ہے۔

سوال نمبر ۹ عورتوں کو چست یا ایسے کپڑے پہننا جس سے بدن کا رنگ نظر آئے جائز ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

عورتوں کو چست اور باریک کپڑے پہننا جس سے بدن کا ابھار یعنی اتار چڑھاؤ یا بال کی سیاہی یا بدن کا رنگ نظر آئے ناجائز وحرام اور موجب عذاب الہی ہے اللہ تعالی نے فرمایا: ولا یبدین زینتھن اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے سورۃ النور آیت نمبر 31 ترجمہ کنزالایمان

پھر دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یآ ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا ترجمہ کنزالایمان اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر

والوں کو آگ سے بچاؤ سورۃ التحریم آیت نمبر 6

اور حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: مامن عبد استرعاہ اللّٰہ رعیۃ فلم یحطھا بنصیحۃ الالم یجد رائحۃ الجنۃ: یعنی جس شخص کو اللہ نے کسی رعایا کا نگراں بنایا ہے پھر اس نے اسکی خیر خواہی کا خیال نہ رکھا وہ جنت کی خوشبو نہ پائیگا: بخاری شریف ج4ص456

دوسرے مقام پر حضور پاک ﷺ کا ارشاد پاک ہے: کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ: یعنی تم سب نگراں ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اسکے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائیگا: مسند امام احمد بن حنبل ج 7ص 284

امام اہلسنت حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت کنز الکرامت جبل الاستقامت غواص بحر معرفت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان: تحریر فرماتے ہیں کہ: عورت اگر نامحرم کے سامنے اسطرح آئے کہ اس کے بال کھلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر یا لباس ایسا باریک ہو کہ ان چیزوں سے کوئی حصہ چمکے تو یہ بالاجماع حرام اور ایسی وضع ولباس کے عادی عورتیں فاسقات ہیں۔ اور انکے شوہر اگر اس پر راضی ہوں یا حسب مقدور بندوبست نہ کریں تو دیوث ہیں۔

فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 509 تا 510 مسئلہ نمبر 638 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ مزید ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ: نہ لباس خوب چست بدن سے سلے۔ کہ یہ سب وضع فساق ہے اور ساتر عورت کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے۔ یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے۔

فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 162 تا 163 مسئلہ نمبر 27 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابو العلاء علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: بعض عورتیں بہت باریک کپڑے پہنتی ہیں مثلاً آب رواں یا جالی یا باریک ململ ہی کا ڈوپٹا جس سے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں۔اس حالت میں انکی طرف نظر کرنا حرام اور ایسے موقع پر ان کو اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز۔ بہار شریعت جلد نمبر 3 حصہ نمبر 16 صفحہ نمبر 448 دیکھنے اور چھونے کا بیان مسئلہ نمبر 31 مطبوعہ المکتب ؟ المدینہ

تنبیہ لڑکیوں اورعورتوں کا ایسا باریک کپڑے پہننا کہ جسم نظر آئے یا ایسا چست کپڑے پہننا کہ جسم کے خدوخال نظر آئیں ناجائز وحرام ہے۔اور ایسا کپڑا سینے والے اور سلوانے والے اور پہننے والے اور پہنانے والے یعنی والدین یا شوہر سب گنہگار رہیں۔

سوال نمبر ۱۰ اذان کے درمیان بات کرنا یا قرآن پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

عورت ہو یا مرد کسی کو بھی اذان کے درمیان بات وچیت کرنے کی اجازت نہیں ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابو العلاء علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہار شریعت میں: فتاوی عالمگیری۔ وفتاوی ارضویہ۔ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ: جب اذان ہو تو اتنی دیر کیلئے سلام وکلام اور جواب سلام اور تمام کام موقوف کردے۔ یہاں تک کہ تلاوت قرآن بھی اور اذان غور سے سنے۔اور جواب دے یوہی اقامت میں مزید فرماتے

ہیں کہ جواذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس کا معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔ بہار شریعت جلد اول صفحہ نمبر 473 اذان کا بیان مسئلہ نمبر 57 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی

سوال نمبر ۱۱ حالت حیض ونفاس میں اذان کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

حیض ونفاس والی عورت کیلئے اذان کا جواب دینا جائز نہیں ہے جیسا کہ حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ ابوالعلاء علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہار شریعت میں۔ درمختار۔ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ جنب بھی اذان کا جواب دے۔ مگر۔ حیض ونفاس والی عورت اور خطبہ سننے والے اور نماز پڑھنے والے اور جو جماع میں مشغول یا قضائے حاجت میں ہو ان پر جواب نہیں۔ بہار شریعت جلد اول صفحہ نمبر 473 اذان کا بیان مسئلہ نمبر 56 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی

تنبیہ حیض والی اور نفاس والی عورت اذان کا جواب نہ دے یونہی جو قضائے حاجت میں ہو وہ بھی اذان کا جواب نہ دے یونہی جو جماع میں مشغول ہو وہ اذان کا جواب نہ دے ہاں جنبی کو جواب دینے کی اجازت ہے۔

سوال نمبر ۱۲ عورت نماز کیلئے اذان دے سکتی ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

عورت نماز کیلئے کسی بھی صورت میں اذان نہیں دے سکتی عورتوں کو اذان دینا مکروہ تحریمی ہے اگر دیگی تو گنہگار ہوگی اور اذان کا اعادہ کیا جائیگا۔ کیونکہ یہ صرف مردوں کیلئے مشروع ہے۔ عورتوں کیلئے نہیں۔ جیسا کہ حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ ابوالعلاء علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہار شریعت میں عالمگیر اور ردالمحتار۔ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ: عورتوں کو اذان واقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے کہیں گی تو گنہگار ہونگی۔ اور اعادہ کی جائے گی۔ عورتیں اپنی نماز ادا پڑھتی ہوں یا قضا اس میں اذان واقامت مکروہ ہے۔ اگرچہ جماعت سے پڑھیں کہ انکی جماعت خود مکروہ ہے۔

بہار شریعت جلد اول صفحہ نمبر 466 اذان کا بیان مسئلہ نمبر 13 / 14 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی:

ہاں اگر کسی بلا یا مصیبت سے نجات پانے کیلئے دے تو کوئی حرج نہیں۔ دے سکتی ہے۔ بشرطیکہ اسکی آواز غیر محرم نہ سنے۔

سوال نمبر ۱۳ عورت بچے کے کان میں اذان دے سکتی ہے یا نہیں نیز موبائل سے اذان دینا کافی ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

نومولود کے کان میں اذان دینا مسنون ومستحب ہے اور موبائل فون سے بچے کے کان میں اذان دینا کافی نہیں ہے اور اس سے بھی سنت ادا نہیں ہوگی اسلئے کہ اذان جملہ عبادات میں سے ایک عبادت ہے۔ اور عبادات ادا کرنے کیلئے یہ ضروری ہیکہ کوئی مکلف ہو اور ظاہر ہیکہ یہاں کوئی مکلف نہیں ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے: وذکر فی البدائع ایضا: ان اذا الصبی الذی لا یعقل لا یجزی ویعاد: لان مایصدر لا عن عقل لایعتد بہ۔ کصوت الطیور۔ ان المقصود الاصلی من الاذان فی الشرع الاعلام بدخول اوقات الصلاۃ ثم صار من شعار الاسلام فی کل بلدۃ اؤ ناحیۃ من البلاد الواسعۃ علی مامر۔ فمن حیث الاعلام بدخول الوقت وقبول قولہ لابد من الاسلام والعقل والبلوغ والعدالۃ اھ فتاوی شامی جلداول صفحہ نمبر 394

عورت کی اذان مکروہ ہے اور دیدے تو اعادہ مستحب جیسا کہ حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ ابوالعلاء علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: عورتوں کو اذان واقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے۔

بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ نمبر 466 اذان کا بیان مسئلہ نمبر 14 مطبوعہ المکتبۃ المدینۃ کراچی

علامہ اکمل الدین بابرتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

(قوله كذالك المرأة تؤذن) عطف على قوله: والجنب احب ان يعيد ليقع اى الاذان على وجه السنة فان اذان المرأة لا يكون بل على وجه البدعه والا لم تؤذن على وجه السنة وترك وجه هذه السنة بدعة وليس على النساء اذان ولا اقامة:

حوالہ العنایۃ صفحہ نمبر 137

لیکن اگر عورت بچے کے کان میں اذان دیدے تو ہوجائیگی لوٹانا لازم نہیں ہے مگر منع ہے حاشیہ ہدایہ میں ہے: لان اذان النساء لم يكن فى المتقدمين فكان من جملة المحرمات المرأة منهية عن رفع الصوت لان فى صوتها فتنة ولذا جعل النبى صلى الله تعالى عليه وسلم التسبيح للرجال والتصفيق للنساء وكذالك منهية عن تشهير النفس بأن يكون فى بيتها وراء الحجاب حوالہ حاشیہ ھدایۃ جلد اول صفحہ نمبر 284

اور اگر اذان دینے والا کوئی مرد نہ ہو تو کوئی حرج نہیں: علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: فان قلت اذا لم يوجد رجال ؟قلت : الضرورات مستثناه فى الشرع حوالہ: عمدۃ القاری جلد نمبر 8 صفحہ نمبر مطبوعہ دار الفکر

سوال نمبر ۱۴ اگر عورت کلمۂ کفر کہے تو کیا تجدید نکاح واجب ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

ظاہر مذہب یہ ہیکہ زوجین میں سے کوئی مرتد ہوجائے تو اس کا نکاح فورا فسخ ہوجاتا ہے مگر اب فتوی اس پر ہیکہ عورت ارتداد کے سبب نکاح سے خارج نہیں ہوتی جیسا کہ امام اہلسنت مجدد دین وملت کنز الکرامت جبل الاستقامت غواص بحر معرفت حضور سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: اب فتویٰ اس پر ہیکہ مسلمان عورت معاذ اللہ مرتد ہوکر بھی نکاح سے نہیں نکل سکتی۔

ومن ذالک افتاء مرارا بعدم انفساخ نکاح امرأۃ مسلم بارتدادھا لما رءیت من تجاسرھن مبادرۃ الی قطع العصمۃ کما بینتہ۔ فی السیر من فتاوانا وکم لہ من نظیر:

یعنی اس وجہ سے میں نے بارہا فتوی دیا کہ مسلمان کی بیوی کا نکاح اس کے مرتد ہونے سے فسخ نہ ہوگا کیونکہ میں عورتوں کو عصمت سے نکلنے میں جلد باز وجری دیکھا میں نے اسے اپنے فتاوی کی کتاب السیر میں بیان کیا۔ اور اسکی بہت سی نظریں ہیں۔ حوالہ فوائد رضویہ حاشیہ فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ نمبر 393

اور مرتدہ عورت کے بارے میں دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ

صورت مستفسرہ میں عورت فورًا نکاح سے نکل گئی ان میں باہم کوئی اعلاقہ نہ رہا، مرد محض بیگانہ ہوگیا اب اس سے قربت زنائے خالص ہوگی، تنویر الابصار میں ہے

خاوند بیوی میں سے کسی ایک کے مرتد ہوجانے سے اسی وقت نکاح فسخ ہوجاتا ہے،

حوالہ فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 261 مسئلہ نمبر 95 مطبوعہ رضا فاشنڈیشن لاھور

لہذا مرتدہ کیلئے توبہ واستغفار اور تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح بھی لازم وواجب ہے عورت اسکے شوہر کے جانب مجبور کی جائیگی ۔یعنی لوٹائی جائیگی ۔وہ کسی اور سے نکاح نہیں کرسکتی اور نہ ہی بنا تجدید نکاح اپنے شوہر کیلئے حلال ہوگی ۔عورت کے ارتداد سے نکاح نہیں ٹوٹتا مگر دیگر احکام میں مثل مرتدہ ہی ہے جیسے جماع وغیرہ میں ۔

سوال نمبر ۱۵ عورتیں اپنے چھوٹے بچوں کو سونے یا چاندی کا ہار یا کڑا وغیرہ پہنا سکتی ہیں یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

عورتیں اپنے بچوں کو سونے یا چاندی کا ہار یا کڑا یا چین وغیر ہرگز نہ پہنائیں کیونکہ سب مردوں کیلئے حرام ہے خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔ (یاایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملائکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللّٰہ ماآمرھم ویفعلون مایؤمرون)

ترجمہ کنز الایمان اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جسکے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر طاقتور فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور انہیں جو حکم ہو وہی کرتے ہیں سورۃ التحریم آیت نمبر 6

اور حدیث شریف میں ہے۔ یعمد احدکم الی جمرۃ من النار فیجعلھا فی یدہ ترجمہ: تم میں کا ایک شخص سونا پہن کر آگ کے انگارے کا قصد کرتا ہے پھر اسے اپنے ہاتھ میں رکھتا پہنتا ہے۔ صحیح مسلم باب تحریم خاتم الذھب علی الرجال حدیث نمبر 209

اور علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ولا یتحلی الرجل بذھب وفضۃ مطلقا سواء کان فی حرب اوغیرہ ترجمہ مردوں کیلئے سونا مطلق حرام ہے اگرچہ میدان جنگ میں ہی کیوں نہ ہو۔ حوالہ ردالمحتار جلد 6 ص 358

اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ومایکرہ للرجل لبسہ یکرہ للغلمان والصبیان لان النص حرم الذھب والحریر علی ذکور امتہ بلا قید البلوغ والحریۃ۔

ترجمہ سونا صرف مردوں کیلئے نہیں بلکہ غلاموں۔ بچوں۔ کیلئے بھی ناپسندیدہ ہے کیونکہ نص قطعی سے مردوں کیلئے بالغ ہو یا نابالغ اور آزاد کیلئے سونے کا حرام ہونا ثابت ہے۔ حوالہ الفتاوی الھندیہ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 331

اور امام عشق و محبت تاجدار اہلسنت حضور سیدی سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ لڑکے کو ہنسلی وغیرہ زیور پہنانا حرام ہے۔ فتاوی رضویہ شریف قدیم جلد نہم صفحہ 53

اور حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی قادری علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ لڑکوں کو سونے چاندی کا زیور پہنانا حرام ہے جس نے پہنایا وہ گنہگار ہوگا

حوالہ بہار شریعت حصہ شانزدہم صفحہ ۸۲۴

تنبیہ اکثر عورتیں اپنے چھوٹے لڑکوں کے گلے میں چاندی کا ہار اور ہاتھ میں یا پیر میں کڑا پہنادیتی ہیں جو کہ ناجائز و حرام ہے پہنانے والی مائیں گنہگار ہوتی ہیں لہذا اس سے بچنا چاہیئے۔

سوال نمبر ۱۶ مسلمان عورتوں کیلیئے سندور لگانا یا بندیا اور ٹکلی لگانا جائز ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

مسلمان عورتوں کیلیئے سندور لگانا یا ٹکلی اور بندیا لگانا ناجائز و حرام ہے۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بطرالطریقہ ابوالعلاء علامہ ومولانا مفتی امجد علی صاحب اعظمی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سندرو لگانا مثلہ میں داخل ہے اور حرام ہے نیز اس کا جرم پانی بہنے سے مانع ہوگا جس سے غسل نہیں اتریگا اور افشاں یا ٹکلی بھی وضو و غسل کے ادا کرنے میں مانع ہیں اور ٹکلی میں ہندوؤں سے مشابہت ہوتی ہے کہ مسلمان عورتیں استعمال نہیں کرتیں ان کے استعمال سے احتراز چاہے۔

فتاوی امجدیہ جلد نمبر 4 صفحہ 60 / 61 ناشر دارالعلوم امجدیہ مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی:

تنبیہ مسلمان عورتیں ہرگز سندور۔ ٹکلی۔ بندیا۔ افشاں۔ وغیرہ کا استعمال نہ کریں اور سندور کا بھی استعمال نہ کریں کیونکہ یہ ہندوانہ رسم بھی ہے اور مانع پانی بھی ہے جسکی وجہ سے غسل صحیح نہیں ہوگا اور جب غسل صحیح نہیں ہوگا تو نماز کیونکر ہوگی۔

سوال نمبر ۱۷ عورتیں چوٹی گندھکر اور جوڑا باندھکر نماز پڑھینگی یا کھولکر؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

عورتیں جوڑا باندھکر اور چوٹی گندھکر نماز پڑھینگی کیونکہ جوڑا باندھکر اور چوٹی گندھکر نماز پڑھنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ افضل ہے۔ کہ اس صورت میں بال بکھرنے کا خوف نہیں رہیگا اور حدیث شریف میں جوڑا باندھکر نماز پڑھنے کی جو ممانعت آئی ہے وہ مردوں کیساتھ خاص ہے۔

جیسا کہ حضور سیدی سرکار اعلی حضرت کنز الکرامت جبل الاستقامت مجدد دین وملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: جوڑا باندھنے کی کراہیت مرد کیلئے ضرور ہے۔

حدیث۔ میں صاف نھی الرجل ہے عورت کے بال عورت ہیں۔ پریشان ہونگے تو انکشاف کا خوف ہے۔ اور چوٹی کھولنے کا اسے غسل میں بھی حکم نہ ہوا۔ کہ نماز میں کف شعر گندھی چوٹی میں ہے۔ جب اس میں حرج نہیں۔ جوڑے میں کیا حرج ہے۔ مرد کیلئے ممانعت میں۔ حکمت یہ ہیکہ سجدے میں وہ بھی زمین پر گریں اور اسکے ساتھ سجدے کریں۔ کمافی المرقاۃ جیسا کہ مرقاۃ میں ہے اور عورت ہرگز اسکے مامور نہیں۔ لاجرم امام زین الدین عراقی نے فرمایا ھو مختص بالرجل دون النساء یہ مردوں کیساتھ مخصوص ہے۔ نہ کہ عورتوں کیلئے

(فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 298 مسئلہ نمبر 978 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

تنبیہ۔ عورتوں کو جوڑا باندھکر اور چوٹی گندھکر نماز پڑھنا چاہئے بلکہ افضل ہے اور عورتوں کیلئے یہ جائز نہیں کہ تمام بالوں کو جمع کر کے سر کے اوپر جوڑا باندھلے

حدیث مبارک میں ایسی عورتوں پر وعید وارد ہوئی ہے کہ ایسی عورت کو جنت کی خوشبو نصیب نہ ہوگی جیسا کہ۔ الدر المختار۔ وحاشیہ ابن عابدین۔ رد المحتار۔ 1/405۔ میں ہے۔

وللحرة ولو خنثی جمیع بدنها حتی شعرها النازل فی الاصح یعنی آزاد عورت اگرچہ خنثی ہی کیوں نہ ہو پورے بدن کا چھپانا لازم یعنی فرض ہے یہاں تک کہ اصل مذہب میں لٹکا ہوا بال بھی۔ قوله النازل ای عن الرأس۔ بأن جاوز الاذن، وقید به أذا لا خلاف فیما علی الرؤس۔ یعنی اگر کانوں کے نیچے جوڑا باندھا ہو تو جائز ہے)

سوال نمبر ۱۸ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو بھائی یا باپ کہدے تو نکاح باقی رہیگا یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوهاب اللهم هدایت الحق والصواب

اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو باپ یا بھائی کہدے۔ یا شوہر بیوی کو ماں بہن کہدے تو نکاح میں کوئی فرق نہیں پڑیگا۔ لیکن ایسا کہنا مناسب نہیں بلکہ گناہ ہے۔ فتاوی شامی میں ہے۔ فقد صرحو بان قوله لزوجته یا اخیة مکروه وفیه حدیث رواه ابوداؤد "ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم۔ سمع رجلا یقول لامرأته یا اخیة فکره ذالک ونهی عنه (فتاوی شامی جلد نمبر 3 صفحہ 470 مطبوعہ دار الفکر)

اور حضور سیدی سرکار اعلی حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا کہ۔ ایک شخص نے حالت غصہ میں اپنی بیوی کو ماں۔ بہن کہدیا۔ مگر ناں ونفقہ دیتا رہا تو عورت اسکے نکاح میں رہی

یا بحکم شرع شریف نکاح سے جاتی رہی تو آپ علیہ الرحمۃ جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ۔زوجہ کو ماں بہن کہنا۔خواہ یوں کہ اسے ماں بہن کہکر پکارے۔یا یوں کہے تو میری ماں بہن ہے۔سخت گناہ و ناجائز ہے۔مگر اس سے نہ نکاح میں کوئی خلل آئے نہ توبہ کے سوا کچھ اور لازم ہو۔

فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 280 مسئلہ نمبر 42 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

تنبیہ۔ عورتوں کو چاہئے کہ اپنے شوہروں کو باپ یا بھائی کہہ کر نہ پکارے یونہی مرد حضرات کو بھی چاہئے کہ اپنی بیبیوں کو ماں۔یا بہن کہکر نہ پکارے۔لیکن اگر کسی نے کہا تو اس سے نکاح میں کوئی خلل نہ آئیگا۔مگر ایسا کہنا سخت ناجائز و گناہ ہے ان پہ لازم ہیکہ توبہ کرے اور آئندہ ایسی باتوں سے سخت پرہیز کرے۔اور فی سبیل اللہ صدقہ و خیرات۔کرے قرآن خوانی و میلاد خوانی کا اہتمام کرے کہ نیک اعمال قبولیت توبہ میں معاون و مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۹ ایام مخصوصہ میں عورتوں پرنماز معاف ہے روزہ کیوں نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب
ایام مخصوصہ میں عورتوں سے جونمازیں اورروزے ترک ہوتے ہیں۔ان دنوں کے نمازوں کی قضانہیں ہے لیکن روزوں کی قضا نہیں کریگی تو گنہگار ہوگی۔ جیسا کہ حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ ابوالعلاء علامہ ومولانا مفتی محمدامجدعلی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریرفرماتے ہیں۔کہ: حالت حیض میں روزہ رکھنا اورنماز پڑھنا حرام ہے۔ان دنوں میں نمازیں معاف ہیں۔انکی قضا بھی نہیں ہے۔اور روزوں کی قضا اوردنوں میں رکھنا فرض ہے۔

حوالہ (بہارشریعت جلداول حصہ دوم صفحہ نمبر 380 حیض ونفاس کا بیان مسئلہ نمبر 14 / 15 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

صحیح مسلم میں ہے وعن معاذۃ قالت سألت عائشۃ مابال الحائض تقضی الصوم ولاتقضی الصلواۃ فقالت احروریۃ انت؟ فقلت لست بحروریۃ۔ولکنی اس ?ل۔قالت کان یصیبناذالک فنؤمر بقضاء الصوم ولانؤمر بقضاء الصلاۃوفی روایۃ قدکانت احدائنا تحیض علی عھد رسول۔اللّٰہ ثم لانؤمربقضاء الصلاۃ

ترجمہ حضرت معاذفرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے دریافت کیا کہ عورتیں روزے کی قضاء کرتی ہیں نمازکی کیوں نہیں توانہوں نے فرمایا کیاتو نیچری ہے میں نے کہانہیں لیکن پھر بھی پوچھ رہی ہوں توحضرت عائشہ نے فرمایا کہ ہمیں ایام مخصوصہ میں نمازوں کوچھوڑنے اورروزوں کی قضا کا حکم ہوتا۔ حوالہ الصحیح المسلم۔کتاب الحیض۔باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلاۃ

اور مختصر القدوری میں ہے۔ والحیض یسقط عن الحائض الصلواۃ ویحرم علیھا الصوم وتقضی الصوم ولا تقضی الصلواۃ لان فی قضاء الصلواۃ حرجا لتضاعفھا ولا حرج فی قضاء الصوم ترجمہ: یعنی حالت حیض میں نماز ساقط ہوجاتی ہے اور روزہ رکھنا حرام ہوجاتا ہے لہذا عورتیں قضاء نمازیں نہیں پڑھینگی بلکہ صرف روزے کی قضا کرینگی ۔ کیونکہ نماز کی قضا میں پریشانی زیادہ ہے۔ عورتوں کے کمزور ہونے کی وجہ سے اور روزوں کی قضاء میں پریشانی کم ہے لہذا روزوں کی قضا کرینگی بحوالہ مختصر القدوری باب الحیض

حاصل کلام یہ ہیکہ: عورتوں کو ایام مخصوصہ کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کا حکم دیا گیا ہے جبکہ نمازوں کو چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ خواتین کیلئے ہر ماہ ایام مخصوصہ 2 یا 5 یا 7 یا 10 روز کی نمازوں کی قضا روزمرہ زندگی میں ۔ادا کرنا نہایت دشوار ہے۔ اور بیشک اللہ عزوجل نے دین میں دشواری نہیں رکھی ہے کما قولہ تعالی وما جعل علیکم فی الدین من حرج اور تم پر دین میں تنگی نہ رکھی
ترجمہ کنزالایمان سورۃ الحج آیت نمبر 78

اور نا ہی اللہ عزوجل نے کسی جان پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالا: کما قولہ تعالیٰ لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا اللّٰہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسکی طاقت بھر ترجمہ کنزالایمان سورۃ البقرۃ آیت نمبر 286

جبکہ ماہ رمضان سال میں صرف ایک بار آیا ہے۔ اور ایام مخصوصہ میں چھوٹے ہوئے روزوں کی ادائیگی نماز کی نسبت زیادہ آسان اور قابل عمل ہے۔ لہذا اسی آسانی اور سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے شریعت مطہرہ نے خواتین کو ایام مخصوصہ کی نمازوں کو چھوڑنے اور روزوں کو بعد میں ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

سوال نمبر ۲۰ اگر عورت زنا سے حاملہ ہوئی تو حالت حمل میں نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوہاب اللھم ھدایت الحق والصواب

عورت حالت حمل بھی نکاح کرسکتی ہے مگر یہ خیال رہیکہ حمل جس مرد کا ہے اگر اسکے ساتھ نکاح کرتی ہے تو وطی بھی کرسکتی ہے۔اور اگر غیر زانی سے نکاح کرتی ہے تو جبتک بچے کی ولادت نہیں ہوجاتی جماع نہیں کرسکتی۔ درمختار فصل فی المحرمات میں ہے: صح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیر الزنا لثبوت نسبه وان حرم وطؤها حتی تضعها ولو نکح الزانی حل له وطؤها اتفاقا اه مخلصا: اور فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ 262 میں ہے: قال ابو حنیفة ومحمد رحمهما اللّٰه تعالی یجوز ان یتزوج امرآة حاملا من الزنا ولا یطئها حتی تضع وقال ابو یوسف رحمه اللّٰه تعالیٰ لا یصح والفتوی علی قولهما کذا فی المحیط وکما لا یباح وطئها لاتباح دواعیه کذا فی فتح القدیر۔ وفی مجموع النوازل اذا تزوج امرأة قد زنی هو بها وظهر بها حبل فالنکاح جائز عند الکل وله ان یطئها عند الکل وتستحق النفقة عند الکل کذا فی الذخیرة: اور مجدد دین وملت کنز الکرامت جبل الاستقامت حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان: تحریر فرماتے ہیں کہ: جو عورت معاذ اللہ زنا سے حاملہ ہو اس سے نکاح صحیح ہے خواہ اس زانی سے ہو یا غیر سے۔فرق اتنا ہیکہ زانی جس کا حمل ہے وہ اس سے قربت بھی کرسکتا ہے۔اور اگر غیر زانی سے نکاح کرے تو تا وضع حمل قربت نہیں کرسکتا اور بچے کا نسب نکاح والے کیلئے ہے

فتاوی رضویہ جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 303 مسئلہ نمبر 153 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور) وفتاوی افریقہ صفحہ نمبر 10 وغلط فہمیاں اور انکی اصلاح صفحہ نمبر 79 / 80 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ رضا مارکیٹ قصبہ دھونرہ بریلی شریف

سوال نمبر ۲۱ عورت حالت حمل میں شوہر کیساتھ ہمبستری کرسکتی ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

حالت حمل میں عورت اپنے شوہر کیساتھ ہمبستری کرسکتی ہے اسلئے کہ حیض ونفاس کے علاوہ کبھی بھی جماع کرنا جائز ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا ہے۔ نسآء کم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم وقدموا لانفسکم واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ وبشر المؤمنین: ترجمہ کنزالایمان: تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں۔تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب بشارت دو ایمان والوں کو۔ سورۃ البقرۃ آیت نمبر 223

اور امام اہلسنت کنزالکرامت جبل الاستقامت حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ: اگر مرد کو معلوم ہیکہ میری بی بی حاملہ ہے۔تو کس مدت تک عورت سے صحبت کرنا جائز ہے: اسکے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: جبتک بچہ پیدا نہ ہو۔

فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 380 مسئلہ نمبر 132 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور:

اور خلیل ملت مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النورانی مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احسن الفتاوی المعروف فتاوی خلیلیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ: دوران حمل وضع حمل تک مباشرت شرعا جائز ہے۔لیکن اگر ڈاکٹر منع کردیں یا تکلیف کا خطرہ ہوتو پرہیز کرنا چاہیئے۔ فتاوی خلیلیہ جلد اول صفحہ نمبر 565 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور کراچی پاکستان:

خلاصہ کلام یہ ہیکہ اگر عورت تندرست ہے اور کسی طرح کے خطرے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے تو حالت حمل میں بھی جماع کرسکتی ہے: لیکن اگر کسی طرح کے خطرے کا اندیشہ ہے یا کسی ماہر ڈاکٹر نے حالت حمل میں جماع کرنے سے منع کردیا تو ہونے والی اولاد کی بھلائی کیلئے جماع نہ کرے۔

سوال نمبر ۲۲ اگر شوہر طلاق دیدے یا مرجائے تو عورت کی عدت کب سے شروع ہوگی اور عدت کہاں گزاریگی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

شوہر کے طلاق دیدینے یا شوہر کے مرجانیکے بعد فورا عدت شروع ہوجاتی ہے: جیسا کہ درمختار میں ہیکہ مبدا العدۃ بعد الطلاق وبعد الموت علی الفور: ترجمہ: شوہر کے مرجانے یا شوہر کے طلاق دیدینے کے بعد فوراً عدت شروع ہوجاتی ہے۔

حوالہ درمختار جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 202 مطبوعہ زکریا بک ڈپو

اور شوہر کی موت کے وقت عورت کی سکونت جس گھر میں تھی اسی میں عدت گزاریگی اگر وہ پورا مکان اور صحن اور دوسرے کمرے شوہر کی ملکیت کے ہیں تو وہ اس میں جاسکتی ہے۔ جبکہ غیر محرم کا سامنا نہ ہو۔ ورنہ بلاضرورت نہیں جاسکتی جیسا کہ درمختار میں ہے: ولا تخرج مکلفۃ من بیتھا اصلا لا لیلا ولا نھارا ولا الی صحن دار فیھا منازل لغیرہ اءغیر الزوج بخلاف ما اذا کانت لہ فان لھا تخرج الیھا وتبیت فی ای منزل شائت لانھا تضاف بالسکنی زیلعی:

حوالہ درمختار جلد 5 صفحہ نمبر 224 مطبوعہ ذکریا بکڈپو

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابوالعلاء علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بہارشریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ: موت یا فرقت کے وقت جس مکان میں عورت کی سکونت تھی اسی مکان میں عدت پوری کرے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ گھر سے باہر نہیں جاسکتی اس سے مراد یہی گھر ہے۔ اور اس گھر کو چھوڑ دوسرے مکان میں بھی سکونت نہیں کرسکتی مگر با ضرورت ۔

پھر فرماتے ہیں کہ: چند مکان کا ایک صحن اور وہ سب مکان شوہر کے ہوں تو صحن میں آسکتی ہے: اوروں کے ہوں تو نہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ: جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے اسکو چھوڑ نہیں سکتی مگر اس وقت کہ اسے کوئی نکالدے مثلاً طلاق کی عدت میں شوہر نے گھر میں سے اسکو نکالدیا۔ یا کرایہ کا مکان ہے۔ اور عدت وفات ہے مالک مکان کہتا کہ کرایہ دے یا مکان خالی کر اور اسکے پاس کرایہ نہیں یا وہ مکان اسکے شوہر کا ہے۔ مگر اسکے حصہ میں جتنا پہنچا وہ قابل سکونت نہیں اور ورثہ اپنے حصے میں اسے رہنے نہیں دیتے یا کرایہ مانگتے ہیں اور پاس کرایہ نہیں یا مکان ڈھ رہا ہو یا ڈھنے کا خوف ہو یا چوروں کا خوف ہو یا مال تلف ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ یا آبادی کے کنارے مکان ہے اور مال وغیرہ کا اندیشہ ہے تو ان صورتوں میں مکان بدل سکتی ہے۔ اور اگر کرایہ کا مکان ہو اور کرایہ دے سکتی ہے تو اسی میں رہنا لازم ہے۔ اور اگر حصہ اتنا ملا کہ اس کے رہنے کیلئے کافی ہے تو اسی میں رہے۔ اور دیگر ورثہ شوہر جن سے پردہ فرض ہے۔ ان سے پردہ کرے۔ اور اگر اس مکان میں نہ چور کا خوف ہے۔ نہ پڑوسیوں کا مگر اس میں کوئی اور نہیں ہے۔ اور تنہا رہنے

میں خوف کرتی ہے تو اگر خوف زیادہ ہو مکان بدلنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں :اور طلاق بائن کی عدت ہے اور شوہر فاسق ہے اور کوئی وہاں ایسا نہیں کہ اگر اسکی نیت بدتر ہو تو روک سکے ایسی صورت میں مکان بدل دے۔

پھر فرماتے ہیں کہ: وفات کی عدت میں اگر مکان بدلنا پڑے تو اس مکان سے جہاں تک قریب میسر آسکے اسے لے اور عدت وفات کی ہو تو جس مکان میں شوہر اسے رکھنا چاہے۔ اور اگر شوہر غائب ہے تو عورت کو اختیار ہے۔

پھر فرماتے ہیں جب مکان بدلا تو دوسرے مکان کا حکم وہی ہے جو پہلے کا تھا یعنی اب اس مکان سے باہر جانے کی اجازت نہیں مگر عدت وفات میں بوقت حاجت بقدر حاجت جس کا ذکر پہلے ہو چکا۔

بہار شریعت جلد دوم صفحہ نمبر 244 تا 246 سوگ کا بیان مسئلہ نمبر 20\19\18\16\13 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ باب المدینہ

سوال نمبر ۲۳ بعض لڑکیاں محبت کر کے والدین کی مرضی کیخلاف بھاگ کر شادیاں کرلیتی ہیں ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

اسلامی شہزادیو: نکاح سے پہلے کسی بھی لڑکے سے محبت کرنا یا اس سے ملنا جلنا یا بلا ضرورت فون پر گھنٹوں باتیں کرنا سخت ناجائز وحرام ہے خیال رہیکہ شریعت نے پسند کر کے شادی کا حکم ضرور دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے فانکحوا ماطاب لکم من النسآء ترجمہ کنزالایمان تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں سورۃ النسآء آیت نمبر3 لیکن محبت کر کے شادی کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ اور نا ہی اسکی اجازت دی ہے۔ ہاں اگر طرفین کی محبت پاک ہو اور شرعی حدود کی پابندی کی گئی ہو یعنی محبت کرنے والوں نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا ہو اور اہل خاندان کا اتفاق بھی ہو تو درست ہے اور امید کی جاسکتی ہیکہ ایسی محبت سے انجام پانے والی شادیاں کامیاب ہونگی۔

اسلامی شہزادیو: اسلام دین فطرت ہے جو برائیوں سے بچنے اور نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور بھاگ کر کی جانے والی شادیوں کو معاشرہ عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اور اس سے اہل خاندان کی بدنامی بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا والدین اور معاشرے سے چھپ کر شادی کرنا چونکہ مصالح نکاح کے خلاف ہونے کیساتھ ساتھ بہت سی شرعی و معاشرتی برائیوں کا سبب ہے۔ خصوصاً لڑکی کی طرف سے ایسا اقدام فطری۔ حیاء اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اسلیئے شریعت نے اسکی حوصلہ شکنی کی ہے یاد رہیکہ اگر بھاگ کر شادی کرنے والوں نےکسی غیر مذہب یا غیر کفو سے شادی کرلی مثلاً کسی وہابی یا نجدی یا مرتد یا کسی ہندو سے شادی کرلی تو والدین کو الگ کرنے کا پورا پورا حق ہے اسلیئے کہ بدمذہبوں کیساتھ مسلمان عورت

کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا۔ہاں اگر کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان سے دو عاقل بالغ گواہوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں ایک عاقلہ بالغہ اور ایک عاقل بالغ مرد وعورت نکاح کرے تو منعقد ہوجائیگا۔جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے۔

فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضائولی والاصل ان کل من تصرف فی مالہ تصرف فی نفسہ ومالا فلا حوالہ فتاوی شامی۔ کتاب النکاح باب الولی اگر عورت مکلف یعنی بالغہ ہوتو ولی کی اجازت کے بغیر بھی نکاح درست ہے وہ اسلئے کہ جو اپنے مال کے تصرف کا مالک ہو وہ اپنے نفس کے تصرف کا بھی مالک ہے۔

اسلامی شہزادیو: بھاگ کر شادی کرنے پر ماں باپ کا یا بھائی کا یا چچا کا یا خاندان کے دیگر دیگر کا ناراض ہونا بجا ہے اسلئے کہ افراد خاندان پر عورتوں کی حفاظت کی ذمہ داری ہوتی ہے ۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللّٰہ بعضھم علی بعض وبمآ انفقوا من اموالھم یعنی مرد افسر ہیں عورتوں پر اسلئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی سورۃ النسآء آیت نمبر 34 ترجمہ کنزالایمان اسلامی شہزادیو: نیک عورت وہ ہوتی ہے جو اپنے خاندان والوں یا اپنے شوہر کے پیچھے اپنی عزت وآبرو اور مال کی حفاظت کرتی ہے: جیسا کہ ارشاد باری ہے: فالصالحات قانتات حافظات للغیب سورۃ النسآء آیت نمبر 34 یعنی تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں ترجمہ کنزالایمان لہذ اوالد کا یا اہل خاندان کا ناراض ہونا بجا ہے لیکن اگر ایک عاقلہ اور بالغہ لڑکی نے اپنی پسند کی شادی ایک سنی صحیح العقیدہ ہم پلہ پڑھے لکھے مسلمان سے کرلی تو کسی کو الگ کرنے کا اختیار نہیں ہے اگر وہ رشتہ توڑنے کا حکم دیتے ہیں تو یہ غصہ اور رنجش اور تعلیمات دینی سے دوری کی وجہکر

ہے انہیں تو چاہیئے تھا کہ آداب شرعی کا پاس کرتے ہوئے دونوں کو بہتر طریقے سے ازدواجی زندگی گزارنے کی تعلیم دیتے اور زوجین میں نا اتفاقی ہونے پر سمجھاتے: جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکما من اهلهآ ان یرید اصلاحا یوفق اللّٰه بینهمآ ا ن اللّٰه کان عیلما خبیرا: ترجمہ کنزالایمان: اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا سورۃ النساء آیت نمبر 35 لہذا اگر ماں باپ شادی توڑنے کا حکم دیں تو انکی ناراضگی سمجھتے ہوئے درکنار کر دینا چاہے اور انہیں منانے اور راضی کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے اسلامی شہزادیو یاد رکھو: کہ بھاگ کر کی جانے والی شادیوں کی معاشرے میں کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ ایسی شادیاں اکثر نا کام ہو جاتی ہیں۔اور اپنوں سے دور بھی کر دیتی ہیں۔اور ماں باپ بھائی بہن اور اہل خاندان کیلئے بدنامی کا سبب بھی بنتی ہیں۔اور چھوٹے بھائی بہنوں کی شادیوں میں رکاوٹ کا سبب بھی بنتی ہیں۔لہذا ایسی حرکتوں سے سخت پرہیز کرنا چاہیئے اور اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا چاہیے۔کیونکہ جو لوگ اللہ عزوجل سے ڈرتے ہیں اللہ عزوجل اس کیلئے بہتر راستہ نکالدیتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ومن یتق اللّٰه یجعل له مخرجا ترجمہ کنزالایمان اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا۔ سورۃ الطلاق آیت نمبر 2 اور جو لوگ اللہ عزوجل سے ڈرتے ہیں بیشک اللہ وحدہ لاشریک اسکے گناہ معاف فرمادیگا اور ثواب دیگا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ومن یتق اللّٰہ عنه سیئاته ویعظم له اجرا: ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اسکی برائیاں اتارد ے گا۔اور اسے بڑا ثواب دے گا: سورۃ الطلاق آیت نمبر 5

سوال نمبر ۲۴ ازروئے شرع گیس پر کھانا بنانا درست ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

گیس پر کھانا بنانا جائز ہے۔جیسا کہ گیس کے جواز وعدم جواز کے تعلق سے بحر العلوم حضور مفتی عبد المنان صاحب قبلہ فتاوی بحر العلوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو گیس زمین سے قدرتی طور سے نکلتی ہے اسکو پاک ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا سورۃ البقرۃ آیت نمبر 29 اور آج کل کچھ گیس نجس چیزوں سے بھی حاصل کی جاتی ہے۔بہر حال یہ گیس ہو یا وہ گیس دونوں کا استعمال جائز ہے۔اور اس سے جگہ، یا کپڑا، یا کھانا، جو پکایا، ناپاک اور نا جائز نہیں ہے۔حوالہ فتاوی بحر العلوم جلد 5 صفحہ 343 مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاھور

خلاصہ کلام یہ ہیکہ دور حاضر میں کھانا بنانے کیلیے جو گیس سلینڈر استعمال کیا جاتا ہے۔ازروئے شرع اس کا استعمال درست ہے۔اور اسپر پکایا ہوا کھانا پاک ہے اور اس کھانے کو کھانا بھی جائز ہے اس میں شرعا کوئی قباحت نہیں ہے۔

سوال نمبر ۲۵ عورتوں میں مشہور ہیکہ بلی راستہ کاٹ جائے تو سفر نہیں کرنا چاہیئے یہ کہاں تک صحیح ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

اسلامی بہنو! یہ ذہن بنالو کہ اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا چاہے بلی راستہ کاٹے یا اُلّو گھر پہ بولے یا اور کوئی جانور آواز لگائے یا کوئی چھینک دے ہمیں کچھ نقصان نہیں پہنچتا کیونکہ کتنے ہی لوگ بلی کے بغیر راستہ کاٹے ہی حادثے کا شکار ہوکر وفات پا چکے ہیں تو بلی میں یا۔ اُلّو میں یا دیگر کسی جانور میں نحوست نہیں ہے بلکہ جو کچھ بھی ہوتا ہے مرضی مولیٰ سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لن یصیبنآ الا ما کتب اللہ لنا ھو مولانا وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ترجمہ کنزالایمان ہمیں نہ پہنچیگا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا۔ وہ ہمارا مولیٰ ہے۔ اور مسلمانوں کا اللہ ہی پر بھروسہ چاہیئے سورۃ التوبۃ آیت نمبر 51 آیت مذکورہ کی روشنی میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ کا معنی یہ ہیکہ ہمیں کوئی خیر و شر۔ خوف و امید۔ شدت و سختی۔ نہیں پہنچے گی مگر وہی کہ جو ہمارا مقدر ہے اور اللہ کریم کے پاس لوح محفوظ پر لکھی ہوئی ہے۔ تفسیر کبیر۔ پارہ 10۔ سورہ توبہ۔ آیت نمبر 51 جلد 6 صفحہ 66

حقیقت تو یہ ہیکہ ہمیں جو تکلیفیں پہنچتی ہیں یا ہمارے ساتھ جو حادثے ہوتے ہیں یہ ہماری بدعملی کا نتیجہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر ترجمہ کنزالایمان اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اسکے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو اللہ

معاف فرما دیتا ہے سورۃ الشوریٰ آیت نمبر 30 آیت مذکورہ سے واضح ہوجاتا ہیکہ ہمارے غلط کاریوں کی وجہ سے ہمیں تکلیفیں پہنچتی ہیں پر بہت ساری خطائیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادیتا ہے کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ ہمیں جو بھلائی پہنچتی ہے وہ اللہ کے فضل وکرم سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ ہماری طرف سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مآ اصابک من حسنۃ فمن اللہ و مآ اصابک من سیئۃ فمن نفسک وارسلناک للناس رسولا وکفی باللہ شہیدا ترجمہ کنزالایمان اے سننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا اور اللہ کافی ہے۔

سورۃ النساء آیت نمبر 79 ارشاد باری تعالیٰ سے صاف ظاہر ہیکہ بھلائی اللہ کی طرف سے اور برائی میں بندے کا عمل دخل ہے تو بدشگونی اسلام میں کچھ نہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنا ایمان کی کمزوری اور جہالت ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

لاعدوی ولا طیرۃ ویعجبنی الفال ،قالوا۔ ومالفال۔قال: کلمۃ طیبۃ یعنی: چھوت لگنا۔ کوئی چیز نہیں اور بدشگونی کوئی حقیقت نہیں البتہ نیک فال مجھے پسند ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا نیک فال کیا ہے۔ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اچھی بات منہ سے بولنا یا کسی سے سننا۔ حوالہ صحیح البخاری۔ کتاب الطب۔ باب الطیر

حضرت علامہ ومولانا تطہیر احمد صاحب بریلوی: تحریر فرماتے ہیں کہ: کچھ جگھوں پر دیکھا گیا ہے کہ کوئی شخص گلی اور راستے میں جارہا ہے اور سامنے سے بلی گزرگئ

جسے راستہ کاٹنا کہتے ہیں تو وہ کچھ دیر کیلئے ٹھہر جاتا ہے اور پھر بعد میں چلنے لگتا ہے اور وہ سمجھتا ہیکہ بلی نے راستہ کاٹ دیا۔شگون خراب ہو گئے اب کوئی نقصان ہوسکتا ہے۔حالانکہ یہ سب بیکار کی باتیں ہیں اور اسلام میں ایسا کچھ نہیں اور ایک مسلمان کو اس قسم کے خیالات کبھی نہیں رکھنا چاہئے اور یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ بلی کے راستہ کاٹنے سے کچھ ہوتا ہے۔

بحوالہ غلط فہمیاں اور انکی اصلاح صفحہ نمبر 105 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ؛ رضا مارکیٹ قصبہ دھونرہ بریلی شریف پن نمبر 243204

تنبیہ یہ عقیدہ رکھنا کہ اگر بلی راستہ کاٹ دے تو سفر نہ کیا جائے کیونکہ نحس اور نقصان دہ ہے اور کتنوں کو ہو چکا ہے یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اور یہ گمان کرنا کہ دوسرا شخص پار کر جائے تب جانا چاہئے یہ کھلی ہوئی گمراہی اور جہالت ہے۔ کیونکہ حقیقی مددگار تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔اور مصیبت کسی کے گزرنے سے نہیں بلکہ اللہ کے فضل سے ٹلتی ہے: جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یردک بخیر فلا رآد لفضلہ یصیب بہ من یشآء من عبادہ وھو الغفور الرحیم ترجمہ کنز الایمان اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اسکا کوئی ٹالنے والا نہیں اسکے سوا۔اور اگر اللہ تیرا بھلا چاہے تو اس کے فضل کے رد کرنے والا کوئی نہیں۔اسے پہچانتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے،اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ سورۂ یونس آیت نمبر 107

سوال نمبر 26 عورتیں نیا سال منانا سکتی ہیں یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوهاب اللهم هدایت الحق والصواب

سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہیکہ ہجری سال کی ابتدا، یکم محرم الحرام کو ہوتی ہے جبکہ عیسوی سال کی ابتدا، یکم جنوری کو ہوتی ہے اور اسلامی تاریخ غروب آفتاب کے وقت تبدیل ہوتی ہے جبکہ عیسوی تاریخ نصف شب یعنی رات کے بارہ بجے شروع ہوتی ہے بڑی افسوس کیساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہیکہ دنیا بھر میں ایک غلط روایت فروغ پا چکی ہے اور وہ یہ ہیکہ نیا سال منانے کے نام پر رقص وسرور کی ہوش ربا محفلیں بڑے دھوم دھام سے سجائی جاتی ہیں **معاذ اللہ** مرد وعورت بے پردہ کھلے عام گھومتے پھرتے ہیں گھر کے باہر کسی ایک خاص مقام پر ہجوم لگا کر خانہ بدوشوں کی طرح کھانا پکاتے اور کھاتے ہیں جو بالکل خلاف شریعت ہے اور یہ ناجائز وحرام ہے جبکہ پاک پروردگار عالم نے مرد وعورت دونوں کو پردے کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم ذالک ازکی لهم ان اللہ خبیر بما یصنعون سورۂ النور آیت نمبر 30

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ انکے لئے بہت ستھرا ہے بیشک اللہ کو انکے کاموں کی خبر ہے ترجمہ کنز الایمان

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے: وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارهن ویحفظن فروجهن ولا یبدین زینتهن سورۂ النور آیت نمبر 31 اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں ترجمہ کنز الایمان تمام اسلامی

شہزادیوں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی کنیزوں سے گزارش ہیکہ نیا سال شریعت کے دائرے رہ کر منائیں یعنی ہر اسلامی اور عیسوی سال کی آمد پر ایک دوسرے کو دعاء خیر دیں کہ آنے والا سال آپکے لیے بابرکت ہو۔ اور اپنا محاسبہ کریں کہ نیکیوں میں اضافہ ہوا یا گناہ ہوں میں۔ اور ایک دوسرے کو صحیح راستے پر چلنے اور قرآن وسنت پر عمل کرنے کی تلقین کریں گھروں سے باہر ندی نالوں میں پہاڑوں میں جا کر کھانا بنا کر کھانے پینے اور دیگر لغویات سے خود بھی پرہیز کریں اور اپنے گھر والوں کی رہنمائی بھی کریں کیونکہ یہ طریقہ مسلمانوں کا نہیں بلکہ غیروں کا ہے۔

سوال نمبر 27 عورتیں بھادوں کے مہینے میں۔ اول یا اخیر پنج شنبہ کو روزہ رکھتی ہیں اور جوان اور بوڑھی سبھی عورتیں تالاب یا ندی یا کنواں کے کنارے پھل وغیرہ پر حضرت خضر علیہ السلام کے نام کی نیاز دلاتی ہیں اور کاغذ کا ناؤ وغیرہ بنا کر بہاتی ہیں اور پھل وغیرہ کو بھی پانی میں ڈالتی ہیں تو ایسا کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

بلا شبہ نفل روزہ رکھنا یا کسی پیغمبر یا صحابی یا ولی کے نام کی نذر و نیاز کا اہتمام کرنا جائز و مستحسن ہے۔ لہذا حضرت خضر علیہ السلام کے نام سے فاتحہ دلوانا جائز و درست ہے اور ایصال ثواب کرنا صرف مردوں کیساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ زندوں کیلیے بھی ہوسکتا ہے۔ ردالمحتار میں ہے کہ من صام او صلی او تصدق وجعل

ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة كذا فی البدائع اھ: ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ جلد دوم صفحہ ۲۴۳ مگر بعض جگہ عورتوں میں جو یہ رواج ہیکہ عورتیں کشتیاں بناتی ہیں اور تالاب یا ندی کے کنارے لیجا کر فاتحہ دلاتی ہیں اور بعد فاتحہ کشتی میں چراغ اور حلوہ اور پھل وغیرہ رکھکر دریا یا ندی یا تالاب میں ڈالدیتی ہیں یہ جاہلانہ رسم ورواج ہے۔ جو ناجائز ہے۔ کہ بدعت بھی اور تضیع مال بھی ہے۔ فتاوی مرکز افتاء جلد دوم صفحہ 674 اور حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال کیا گیا کہ۔ ہندی مہینہ بھادوں کی آخری جمعرات کو عورتیں پھل وغیرہ لیکر تالاب یا ندی کے سامنے جاتی ہیں اور وہاں فاتحہ دلاتی ہیں اور وہاں کشتی چھوڑتی ہیں یہ از روئے شرع کیسا ہے۔ تو آپ علیہ الرحمۃ نے جواب ارشاد فرمایا: کہ حضرت خضر علیہ السلام کے نام فاتحہ دلانا جائز ودرست ہے مگر اسکے لئے عورتوں کو تالاب وغیرہ پر جانا اور کشتی چھوڑنا جہالت اور تشبیہ ہنود ہے۔ اس سے بچنا لازم ہے۔ اور انکی فاتحہ کیلئے تالاب یا ندی کے کنارے نہ جائیں بلکہ گھر پر ہی فاتحہ دلائیں کہ گھر میں اللہ ورسول کا ذکر ہونا باعث رحمت وبرکت ہے اور اسکے لئے دن اور مہینہ کی بھی کوئی تخصیص نہیں ہے ۔آدمی جب چاہیے فاتحہ دلاسکتا ہے۔ فتاوٰی فقیہ ملت جلد اول صفحہ نمبر 292 مطبوعہ شبیر برادرز لاہور

تنبیہ اسلامی شہزادیو یادرکھو کہ بلا تخصیص دن وتاریخ۔ روزہ رکھنا یا حضرت خضر علیہ السلام کے نام کی نیاز دلانا اگر چہ جائز ومستحسن ہے۔ لیکن اس کام کیلئے ندی یا تالاب کے کنارے جانا خلاف شرع ہے اور رسم جہالت بھی ہے۔ اسلامی عورتوں کو چاہئے کہ ایسے افعال سے پرہیز کریں اور اپنے اپنے گھروں میں ہی فاتحہ خوانی کا اہتمام کریں بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ڈھیروں ثواب سے نوازیگا۔

سوال نمبر 28 گھروں میں لوبان جلانا از روئے شرع درست ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

گھروں میں۔اور محافل ومجالس میں خوشبو وغیرہ کا اہتمام زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے اور یہ مستحب بھی ہے۔یعنی لوبان اور اگر بتی وغیرہ بغرض خوشبو جلانا جائز ہے۔ جیسا کہ مجدد دین وملت حضور سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ اور اگر بغرض حاضرین وقت فاتحہ خوانی یا تلاوت قرآن مجید وذکر الہی سلگائیں تو بہتر ومستحسن ہے۔

وقد عھد تعظیم التلاوۃ والذکر وتطییب مجالس المسلمین بہ قدیما وحدیثا۔ ترجمہ اور تلاوت وذکر کی تعظیم اور اس سے مسلمانوں کی مجلسوں میں خوشبو پھیلانا زمانہ قدیم وجدید میں متعارف ہے۔اور خوشبو محبوب ہے۔

حوالہ فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 526 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور

فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول کتاب الجنائز صفحہ نمبر 336 تا 337 فقیہ ملت اکیڈمی اوجھا گنج بستی یو پی۔



سوال نمبر 29 مٹی یا آٹے یا پیتل وغیرہ کے چراغ میں گھی ڈالکر جلانا کیسا ہے اور چراغ کو ملیدہ وغیرہ پر رکھکر فاتحہ دینا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

مٹی یا پیتل یا تانبا یا آٹے وغیرہ کے چراغ میں بلاضرورت گھی ڈالکر جلانا اصراف ہے یعنی فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کو اللہ تبارک وتعالیٰ پسند نہیں فرماتا جیسا کہ پاک پروردگار عالم نے قرآن مجید فرقان حمید میں ارشادفرمایا ہے۔
ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔ وکان الشیطان لربہ کفورا:
ترجمہ: بیشک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے: سورۂ الاسراء آیت نمبر 27 : ترجمہ کنزالایمان :
اور حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال کیا گیا کہ مٹی کے چراغ میں گھی ڈالکر جلانا چاہیئے یا نہیں؟ نیز آٹے کے چراغ میں گھی ڈالکر جلا کر کھانا یا ملیدہ کے اوپر رکھکر فاتحہ دینا چاہیئے یا نہیں؟ تو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ بلاضرورت گھی جلانا اصراف ہے اور اصراف حرام ہے اور فاتحہ وقرآن خوانی ورودخوانی کیلیئے اگر چراغ کے قرب کی حاجت ہو۔اور اس خیال سے کہ تیل میں کبھی بدبو آتی ہے۔گھی سے چراغ روشن کرے اور اس لحاظ سے کہ استعمالی چراغ صاف نہیں ہوتا اور کورے میں جلائیں تو گھی پیئے گا۔بیکار جائیگا۔لہذا آٹے کا چراغ بنائیں کہ آٹے پیئے تو اسکی روٹی پک سکتی ہے۔تو اس میں حرج نہیں مگر یہ عادت کرلینی کہ بلاضرورت بھی فاتحہ کیلیئے گھی جلائیں۔وہی

اصراف وحرام ہے۔اور وہ صورت جواز جو ہم نے لکھی اس میں بھی وہ چراغ کھانے کے اوپر نہ رکھا جائے۔

فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر ششم صفحہ نمبر 618 مسئلہ نمبر 233 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور

تنبیہ۔دور حاضر میں اکثر عورتیں مٹی کے چراغ میں گھی ڈالکر جلاتی ہیں خصوصی طور پر ماہ محرم میں مصنوعی کربلا ومصنوعی امام باڑے پر مٹی کے چراغ میں گھی ڈالکر جلاتی ہیں یہ یقینا بلا ضرورت اور اصراف ہے اور ناجائز وحرام ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی کنیز وخبردار خبردار ایسا ہرگز مت کرنا تم سوچتی ہوگی کہ اس فعل سے اللہ ورسول کی خوشنودی حاصل ہوگی ہرگز نہیں حقیقت تو یہ ہیکہ اللہ عزوجل کی خوشنودی اطاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی محبت میں ہے نہ کہ غیر ضروری وغیر شرعی کاموں کے کرنے میں۔

سوال نمبر 30 شادی کے بعد پہلی مرتبہ حاملہ ہونے والی عورت کو زیب وزینت اور دوسرے شہر یا میکے جانے سے مطلقاً روکنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

شادی کے بعد پہلی مرتبہ حاملہ ہونے والی عورت کو زیب وزینت اختیار کرنے اور دوسرے شہر جانے سے مطلقاً روکنا وہ بھی اس فاسد گمان کی بنا پر کہ جائیگی تو ضرور کوئی نہ کوئی قدرتی نقصان ہوگا درست نہیں کہ یہ بدشگونی ہے اور اسلام میں

بدشگونی جائز نہیں ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنا ایمان کی کمزوری اور سراسر جہالت ہے۔
حدیث شریف میں ہے: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: لاعدوی ولا طیرۃ ویعجبنی الفال قالوا ومالفال قال کلمۃ طیبۃ:
یعنی چھوت لگنا کوئی چیز نہیں اور بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں البتہ نیک فال مجھے پسند ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نیک فال کیا ہے؟ تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی بات منہ سے بولنا یا سننا نیک فال ہے۔ حوالہ صحیح البخاری کتاب الطب باب الطیر:
حضرت علامہ ومولانا تطہیر احمد صاحب بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ سب بیکار کی باتیں ہیں اور اسلام میں ایسا کچھ نہیں ہے اور ایک مسلمان کو اس قسم کے خیالات کبھی نہیں رکھنا چاہیے۔ بحوالہ غلط فہمیاں اور انکی اصلاح صفحہ نمبر 105 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ۔ رضا مارکیٹ قصبہ دھونرہ بریلی شریف یوپی:

لہذا عورت کا پردے کے شرعی تقاضوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ضرورتا کسی کام کے سلسلے میں باہر نکلنا جائز بلکہ بعض صورتوں میں ضروری بھی ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ حج کا سفر جبکہ اسکے تمام شرائط متحقق ہوں۔ اسی طرح عورت کا اپنے شوہر کیلئے زیب وزینت اختیار کرنا بھی نہ صرف جائز بلکہ ثواب عظیم کا باعث ہے۔ اور ایسے امور: بے سند تخیلات اور جاہلانہ رسومات کی وجہ سے منع نہیں ہوسکتے لہذا پہلی مرتبہ حاملہ ہونے والی عورت کو جائز زیب وزینت اور پردے اور ضروری شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے سفر کرنے سے یا میکے جانے سے محض ان غلط تصورات کی بنا پر روک دینا ہرگز درست نہیں ہے خاندان میں پائے جانے والے اس باطل نظریہ کو فوراً ختم کرنا ضروری ہے۔

سوال نمبر 31 ہر سال 05 ستمبر کو ٹیچر ڈے یعنی یوم اساتذہ منایا جاتا ہے جس میں طلبہ وطالبات آپس میں چندہ کر کے اساتذہ کو تحفے پیش کرتے ہیں تو یہ جائز ہے یا نہیں اور دینی مدارس میں یوم اساتذہ منایا جاتا ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

ٹیچر ڈے یعنی یوم اساتذہ منانا جائز ہے خواہ وہ کسی بھی تاریخ کو ہو۔ کہ اس میں اساتذہ کی تعظیم اور انکے شکر واحسان کی بجا آوری ہے اور اپنے استاذ کی تعظیم جس طرح بھی کی جائے درست اور جائز ہے۔

جیسا کہ مجدد دین وملت کنز الکرامت جبل الاستقامت حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ استاذ علم دین کا مرتبہ ماں باپ سے زیادہ ہے وہ مربی بدن ہیں یہ مربی روح جو نسبت روح کو بدن سے ہے وہی نسبت استاد سے ماں باپ کو ہے۔ کما نص علیہ العلامتہ الشرنبلالی فی غنیتہ ذوی الاحکام وقل فیہ ذا ابو الروح لا ابوا النطف۔ فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 9 نصف آخر صفحہ نمبر 141

لیکن نابالغ بچے اپنا روپیہ چندہ میں نہیں دے سکتے البتہ گھر والے جو چندہ دیں اسے پہنچا سکتے ہیں جیسا کہ درالمختار مع شامی جلد نمبر 05 صفحہ نمبر 687 پر ہے کہ لا تصح ھبتہ الصغیر اھ۔ **نوٹ:** دور حاضر میں نائب قاضئ ہندوستان کی سرپرستی میں جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں ہر سال 2 ذی القعدہ کو یوم اساتذہ منایا جاتا ہے جو

ممتاز الفقہ سلطان المناظرین محدث کبیر مدظلہ العالی والنورانی کی سرپرستی میں منایا جاتا ہے۔ بحوالہ فتاوی فقیہ ملت جلد نمب 02 صفحہ نمبر 280 / 281 مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار

تنبیہ: بالغ بچیاں تحفہ وتحائف وغیرہ اساتذہ کو پیش نہ کریں کیونکہ دور حاضر میں فتنہ میں پڑنے کا بسیار اندیشہ ہے اور مزید یہ کہ یوم اساتذہ منانے میں اس بات کا بھی خاص خیال رکھے کہ شریعت مطہرہ کے خلاف کوئی فعل صادر نہ ہو ورنہ فعل قبیح پر گناہ وعتاب وعذاب ہوگا۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

سوال نمبر 32 عورتوں کا غیر محرم کیساتھ سفر پر جانا از روئے شرع کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

جواب عورتوں کا غیر محرم کیساتھ کسی بھی سفر پر جانا منع ہے، جیسا کہ حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ ابوالعلاء علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا ناجائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی منع ہے۔ نابالغ بچہ یا معتوہ کیساتھ بھی سفر نہیں کرسکتی۔ ہمراہی میں بالغ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے حوالہ بہار شریعت جلد اول صفحہ نمبر 752 جمعہ کا بیان مسئلہ نمبر 61 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی۔ اور حضور مجدد دین وملت سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ عورت اگرچہ عفیفہ یا ضعیفہ ہو اسے بے شوہر یا محرم سفر پہ جانا حرام ہے۔ اگر چلی جائے گی گنہگار ہوگی، ہر قدم پر گناہ لکھا جائیگا، فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 708/709 مسئلہ نمبر 302 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور **تنبیہ:** عورتوں کو چاہیئے کہ جب بھی کہیں سفر پر جانا ہوتو اپنے کسی محرم کیساتھ جائے مثلا، بیٹا، بھائی، باپ، چچا، دادا، نانا، وغیرہ کیساتھ سفر کرے اگر ان میں سے بھی کوئی سخت فاسق وفاجر یا یعنی شرابی وغیرہ ہوتو اسکے ساتھ بھی سفر نہ کرے اگر شادی شدہ ہے تو اپنے شوہر کے ساتھ سفر کرے اور غیر محرم کیساتھ سفر نہ کرے۔

سوال نمبر 33 بچے کو کتنے دنوں تک دودھ پلانا چاہئے اور دودھ پلانے میں شمسی مہینوں کا اعتبار کیا جائیگا یا قمری کا نیز اگر کوئی عورت کسی بچے کو دوسال بعد دودھ پلا دے تو رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

اس مسئلے میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور صاحبین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا اختلاف ہے امام صاحب مدت رضاعت ڈھائی سال فرماتے ہیں اور صاحبین کے نزدیک دوسال ہے قرآن حکیم میں ہے۔ وحمله وفصاله ثلا ثون شهرا سورۃ الاحقاف آیت نمبر 15 یعنی حمل اور دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہیں۔ امام صاحب آیت مذکورہ سے حمل ورضاعت کی مدت الگ الگ ۳۰/۳۰ ماہ قرار دیتے ہیں اور صاحبین فرماتے ہیں کہ حمل اور رضاعت دونوں کی مدت تیس ماہ ہے۔ جس میں اقل مدت حمل چھ ماہ اور مدت رضاعت چوبیس ماہ یعنی دوسال اسطرح کل مدت تیس ماہ ہوئی ان کی دلیل قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ ہے کہ والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین سورۂ بقرہ آیت نمبر 233 یعنی مائیں اپنے بچوں کو دوسال دودھ پلائیں لہذا فقہائے کرام نے یہ فیصلہ فرمایا کہ مدت رضاعت یعنی دودھ پلانے کی مدت تو دو ہی سال قرار دی جائیگی۔ لیکن ثبوت رضاعت کیلیے بقول امام ڈھائی سال کی مدت مقرر کی ہے۔ یعنی ڈھائی سال کی مدت میں بھی بچے نے اگر کسی عورت کا دودھ پیا تو رضاعت ثابت ہوجائیگی اسکے بعد اگر پیا تو رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے ویثبت التحریم فی

المدة ولو بعد الفطام یعنی اگر مدت رضاعت کے اندر ہی دودھ چھڑا دیا گیا اسکے بعد پھر مدت رضاعت یعنی ڈھائی سال کے اندر کسی دوسری عورت نے دودھ پلایا تو بھی رضاعت ثابت ہوگی۔ فتاویٰ شرعیہ جلد اول صفحہ نمبر 540 اور الجوھرة النیرة میں ہے کم سے کم مدت ڈیڑھ برس ہے اور درمیانی مدت دو برس اور زیادہ سے زیادہ ڈھائی برس ہیں اگر دو برس سے کم دودھ پلایا جائے تو یہ کوتاہی نہیں ہوگی۔ اور اگر دو برس سے زائد مدت گزر جائے تو یہ زیادتی نہیں ہوگی۔ اھ۔ حوالہ الجوھرة النیرة جلد دوم صفحہ نمبر 27 اور بچوں کو دو سال تک دودھ پلانے میں قمری مہینوں محرم، صفر، ربیع الاول الخ کا اعتبار کیا جائیگا۔ شمسی مہینوں۔ جنوری، فروری، مارچ۔ الخ۔ کا اعتبار نہیں کیا جائیگا۔

تنبیہ: بچہ اور بچی دونوں کی دودھ پلانے کی مدت میں کوئی فرق نہیں شرعا دونوں کی مدت رضاعت دوسال ہے دوسال کی عمر ہونے پر بچے یا بچی کا دودھ چھڑا دیا جائے یہ جو بعض عوام میں مشہور ہیکہ لڑکی کو دو برس اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں اسکا کوئی ثبوت نہیں غلط بات ہے یاد رہیکہ دودھ پلانے کے جواز کی مدت دوسال ہے اگر کوئی بچہ یا بچی کمزور ہو تو اسے ضرورتا ڈھائی سال تک بھی دودھ پلایا جاسکتا ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور دو برس کے اندر بچہ کا باپ اسکی ماں کو دودھ چھڑانے پر مجبور نہیں کرسکتا اسکے بعد کرسکتا ہے۔ عورتوں کو چاہئے کہ بلا ضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلا دیا کریں اور پلائیں تو خود بھی یاد رکھیں اور لوگوں کو سے یہ بات کہہ بھی دیں

عورت کو بغیر اجازت شوہر کسی بچہ کو دودھ پلانا مکروہ ہے۔ البتہ اگر اسکے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو کراہت نہیں مگر میعاد کے اندر رضاعت بہرصورت ثابت ہوجائیگی۔ بہار شریعت جلد دوم حصہ ہفتم صفحہ نمبر 36/37 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی۔

سوال نمبر 34 عورتیں سونے اور چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں مثلاً تانبا، یا لوہے سے بنے برسلیٹ یا پلاسٹک سے بنی چوڑیاں پہن سکتی ہیں یا نہیں نیز انہیں پہنکر نماز پڑھ سکتی ہیں یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

فی زمانہ عموم۔بلوی کی وجہ سے سونے چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں کے زیورات یعنی آرٹیفیشل جیولری عورتوں کو پہننا جائز ہے اور انکو پہنکر نماز بھی پڑھنا جائز ہے اور انکی خرید وفروخت بھی جائز ہے لیکن بہتر ہیکہ ان کو اتار کر نماز پڑھا جائے۔ کیونکہ بعض علمائے کرام اب بھی اسکو ناجائز قرار دیتے ہیں اور وہ اس حدیث مبارک سے دلیل پکڑتے ہیں جس حدیث میں یہ ہیکہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرد سے جس نے پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی تھی فرمایا: مالی اجد منک ریح الاصنام فطرحه ثم جاء وعليه خاتم من حديد فقال مالی اری عليک حلية اهل النار فطرحه فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم من ای شئی اتخذه؟ قال من ورق ولا تتمه مثقالا:

کہ کیا بات ہیکہ میں تجھ سے بتوں کی بو پاتا ہوں اس نے وہ انگوٹھی اتار دی پھر آیا تو لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا بات ہیکہ میں

تجھ پر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں اس نے وہ بھی اتار دی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں تو آپ نے فرمایا چاندی کی انگوٹھی بناؤ اور ایک مثقال ۔یعنی ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ نہ کرنا مشکوٰۃ المصابیح صفحہ 391 مطبوعہ رحمانیہ

اور سید ی سرکار اعلی حضرت امام احمدرضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اس حدیث مبارک سے مرد وعورت دونوں کیلئے حرمت ثابت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ چاندی سونے کے علاوہ لوہے۔پیتل ۔رانگا۔کا زیور عورتوں کو بھی مباح نہیں چہ جائیکہ مردوں کیلئے

فتاوی رضویہ جلد 22 صفحہ نمبر 153 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

اور ایسے ہی علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں وفی الجوھرۃ التختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء ترجمہ: جوہرہ کتاب میں۔ہیکہ لوہے۔پیتل۔تانبے۔اور قلعی کی انگوٹھی مردوں اور عورتوں کو پہننا مکروہ ہے ۔

فتاوی شامی کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس جلد 9 صفحہ مطر 594 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

لیکن فی زمانہ عموم بلوی ہو چکا ہے کہ ہر خاص وعام امیر وغریب عوام اور علماء کرام کی عورتیں آرٹیفیشل جیولری استعمال کرتی ہیں لہذا عموم بلوی کا اعتبار کرتے ہوئے مشکواۃ شریف کی حدیث پاک کو مردوں کیلئے خاص کردیا جائیگا اور عورتیں کیلئے جائز ہونے کا حکم ہوگا جیسا کہ الاشباہ والنظائر میں ہے ذکر بعضھم ان الامر اذا ضاق اتسع: یعنی بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جب کوئی معاملہ سختی کا باعث ہو تو اس میں وسعت آجاتی ہے۔

الاشباہ والنظائر القاعدۃ الرابعۃ صفحہ 84 مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی

اورسرکار اعلیٰ حضرت امام احمدرضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر

فرماتے ہیں ان عموم البلوی من موجبات التخفیف شرعا ولا یخفی علی خادم الفقه ان هذا کما هو فی باب الطهارة والنجاسة کذالک فی باب الاباحة والحرمة۔ یعنی عموم بلوی ازروئے شرع باعث تخفیف ہے اور خادم فقہ پر پوشیدہ نہیں ہیکہ یہ جسطرح طہارت ونجاست کے باب میں اثر انداز ہے اسی طرح اباحت و حرمت کے باب میں بھی اثر انداز ہے۔

فتاوی رضویہ جلد 10 صفحہ نمبر 43 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئ

مزید ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں وعموم البلوی من موجبات التخفیف حتی من موضع النص القطعی یعنی اور عموم بلوی اسباب تخفیف سے ہے یہاں تک کہ جس چیز کے بارے میں نص قطعی وارد ہے اس میں بھی یہ باعث تخفیف ہے۔ فتاوی رضویہ جلد دوم صفحہ 49 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئ

لہذا عموم بلوی کی وجہ سے عورتوں کے لئے آرٹیفیشل جیولری کا استعمال جائز ہے بلکہ اس پر فتاوی عالمگیری کا جزیہ بھی موجود ہے جس میں اسکے جائز ہونے کی صراحت موجود ہے۔

لا بٲس للنساء بتعلیق الخرز فی شعورهن من صفراء او نحاس او شبه او حدید او نحوها للزینة او سوار منها عورت کا زینت کی وجہ سے پیتل تانبے یا لوہے وغیرہ کی چنیا بنا کر بالوں میں لٹکانا یا اسکی کنگن بنا کر پہننا اس میں کوئی حرج نہیں۔

فتاوی عالمگیری جلد 5 صفحہ 439 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ

عموم بلوی سے وہ امر مراد ہیکہ بلاد کثیرہ یعنی زیادہ سے زیادہ شہروں میں کثرت کیساتھ رائج ہو عوام وخواص سبھی اس میں مبتلا ہوں اور اس سے بچنا دشوار اور

باعث حرج ہو۔ ہمارے مسائل اوران کا حل جلد دوم صفحہ نمبر 140 بحوالہ صحیفہ فقہ اسلامی

بلکہ اگراس قسم کے زیورات پرسونے یاچاندی کا پانی یااسکا خول چڑھادیا جائے تواسکے استعمال میں کوئی حرج نہیں اورجب اس صورت میں اسکا استعمال جائز ہےتواسکی خریدوفروخت بھی جائز ہوگی جیسا کہ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے۔

لا بةس بان یتخذ خاتم حدید قدلوی علیه اؤالبس بفضة حتی لا یری۔

فتاوی تاتارخانیہ جلد 9 صفحہ نمبر 519 مکتبہ زکریا

بہارشریعت حصہ شانزدہم 16 صفحہ 427 انگوٹھی اورزیورکا۔ بیان۔ مسلہ نمبر 6 بحوالہ فتاوی عالمگیری

خلاصۃ کلام یہ ہیکہ عموم بلوی کے تحت عورتیں چاندی اورسونے کے علاوہ دھاتوں سے بنے زیورات مثلا برسلیٹ یاچوڑی وغیرہ پہن سکتی ہیں اورپہنکر نماز بھی پڑھ سکتی ہیں لیکن نماز کیوقت اتاردینا بہتر ہےاور پلاسٹک اورلکڑی اور کانچ سے بنے زیور بلاکراہت جائز ہیں۔

بحوالہ فتاوی رضویہ جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 115 مسئلہ نمبر 3 مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاھور



سوال نمبر 35 عورتوں کا نامحرم منہاروں کے ہاتھ سے چوڑیاں پہننا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

یہ حرام کاری کافی رائج ہے عورتوں کو منہاروں کے ہاتھوں میں ہاتھ دیکر چوڑیاں پہننا سخت حرام ہے۔ بلکہ اس میں دو حرام نمبر 1 غیر مرد کو ہاتھ دکھانا، نمبر 2 اسکے ہاتھ میں ہاتھ دینا، ہماری اسلامی ماؤں اور بہنوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور اسکے عذاب سے بچیں اور اس فعل حرام کو فوراً ترک کردیں بازار سے چوڑیاں خرید والیا کریں اور گھر میں عورتیں یا تو ایک دوسرے کو پہنا دیں یا گھر والوں میں سے کسی محرم سے پہن لیں یا شوہر اپنی بیوی کو پہنا دے تو گناہ سے بچ جائینگی۔ جو مرد اپنی عورتوں کو منہاروں سے چوڑیاں پہنواتے ہیں یا اس سے منع نہیں کرتے تو وہ بڑے بے غیرت اور دیوث ہیں۔ حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اس مسئلے کے متعلق فرماتے ہیں کہ حرام، حرام، حرام، ہاتھ دکھانا غیر مرد کو حرام اسکے ہاتھ میں ہاتھ دینا حرام جو مرد اپنی عورتوں کیساتھ جائز رکھتے ہیں دیوث ہیں۔

فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 208 بحوالہ غلط فہمیاں اور انکی اصلاح صفحہ نمبر 164 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ رضا مارکیٹ قصبہ دھونرہ بریلی شریف یوپی: فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ نمبر 177 مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاھور

اور عروتوں کو چاہئے کہ بغیر زیور پہنے نماز نہ پڑھے اگر کچھ نہ ہو تو ایک ڈورا ہی سہی گلے میں لٹکالے مجمع بحار الانوار میں ہے: عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا کرھت ان تصلی المرأۃ عطلا ولوان تعلق فی عنقھا خیطا۔ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنھا ناپسند فرماتی تھیں کہ عورت بغیر زیور کے نماز پڑھے اور فرمایا کرتیں اگر کچھ نہ ہو تو کم سے کم گلے میں ایک ڈورا ہی لٹکا لے۔ بحوالہ مجمع بحار الانوار جلد سوم صفحہ نمبر 222

سوال نمبر 36 حدیث پاک میں دوپٹے پہنتے ہوئے دوبار لپیٹنے سے منع کیا گیا ہے۔ تو آج کل عورتیں جو اسکارف کافی مرتبہ لپیٹ کر پہنتی ہیں کیا یہ بھی منع ہوگا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

مجدد اعظم حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ابوداؤد شریف کی حدیث پاک میں ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے یہاں تشریف لے گئے تو کیا دیکھا کہ وہ دوپٹہ اوڑھ رہی تھیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ لپیٹو دو مرتبہ نہیں شارحین نے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان کی وجہ بیان کی کہ عرب کی عورتیں دوپٹہ یا چادر اوڑھتے ہوئے اسے سر کے اوپر عمامے کے پیچ کی طرح گھما لیتی تھیں تاکہ دوپٹہ سر سے نہ گرے۔ جو عمامے جیسی صورت اختیار کر لیتا تھا۔ اسطرح مردوں سے مشابہت پیدا ہو جاتی۔ جبکہ اسکارف، دوپٹے، اور حجاب کو ہمارے معاشرے میں عمامے کے پیچ کی طرح موٹا کر کے سر کے اوپر نہیں لپیٹا جاتا اور نہ ہی اس سے عمامے جیسی کوئی مشابہت پیدا ہوتی ہے لہذا وہ اس فرمان کے تحت بھی داخل نہیں ہوگا بلکہ دوپٹے کو لپیٹنا اسے سرکنے سے روکنے کیلئے ہوتا ہے۔ جس کا اہتمام کرنا بالخصوص نماز اور بالوں کے ستر کے مواقع پر ضروری ہے۔ ابوداؤد جلد اول نمبر 4 صفحہ نمبر

88 حدیث نمبر 4115 لمعات التنقیح جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 372۔فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 24 صفحہ 536/537 مسئلہ نمبر 229 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور: خلاصہ کلام یہ ہیکہ اسکارف اور دوپٹہ وغیرہ لپیٹ کر نماز پڑھنا جائز و درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں۔

سوال نمبر 37 عورتوں کیلئے نماز عصر کا مستحب وقت کونسا ہے نیز کیا حاملہ عورت روزہ چھوڑ سکتی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوہاب اللھم ھدایت الحق والصواب

نماز فجر کے علاوہ تمام نمازوں میں عورتوں کیلئے افضل یہ ہیکہ مردوں کی جماعت ختم ہو جانے کا انتظار کریں۔ جب مردوں کی جماعت ختم ہو جائے تو اپنی نماز ادا کریں البتہ نماز فجر اندھیرے میں ہی پڑھنا افضل ہے۔ حوالہ الدر المختار مع رد المحتار جلد دوم صفحہ نمبر 30 بہار شریعت جلد نمبر اول صفحہ نمبر 452 نماز کے وقتوں کا بیان مسئلہ نمبر 7 مطبوعہ المکتبہ المدینہ

اور حاملہ عورت کیلئے اس وقت روزہ چھوڑنا جائز ہے جب اپنی یا بچے کی جان کے ضیاع کا صحیح اندیشہ ہو، اس صورت میں بھی اسکے لئے فقط اتنا جائز ہوگا کہ فی الوقت روزہ نہ رکھے بعد میں اسکی قضا کرنی ہوگی۔

فتاوی عالمگیری میں ہے۔ الحامل والمرضع اذا خافتا علی انفسھا او ولدھما افطرتا وقضتا ولا کفارۃ علیھما کذافی الخلاصۃ" ترجمہ: اور دودھ پلانے والی عورت جب اپنی یا بچے کی جان کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ سکتی ہیں اور اسکی قضا کرے گی ان دونوں پر اس کا کفارہ نہیں اسی طرح خلاصہ میں ہے۔

فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ نمبر 207 مطبوعہ دار الفکر بیروت

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ۔ سنن ابی داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی کے

حوالے سے حدیث نقل کرتے ہیں۔حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی۔یعنی چار رکعت والی دو پڑھے۔اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ سے روزہ معاف فرمادیا۔کہ انکو اجازت ہے کہ اس وقت نہ رکھیں بعد میں وہ مقدار پوری کرلیں۔ بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم صفحہ نمبر 1002 سحری وافطار کا بیان حدیث نمبر ۳ مطبوعہ المکتبہ المدینہ کراچی

سوال نمبر 38 عورتوں میں مشہور ہیکہ اگر قرآن شریف گر جائے تو اسکے برابر تولکر اناج خیرات کرنا چاہئے کیا یہ صحیح ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

قرآن مجید اگر ہاتھ یا الماری سے گر جائے تو کچھ لوگ اسکو تولکر برابر وزن کا آٹا، چاول، خیرات کرتے ہیں اور اس خیرات کو اس کا کفارہ سمجھتے ہیں یہ انکی غلطی ہے۔قرآن کریم جان بوجھکر گرادینا یا پھینکنا تو بہت ہی زیادہ برا کام ہے کسی بھی مسلمان مرد وعورت سے اسکی امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ ایسا کرینگے اور جو توہین وتحقیر کیلئے ایسا کریگا وہ تو کھلا کافر ہے۔لیکن اگر دھوکے سے بھول میں قرآن شریف ہاتھ سے چھوٹ گیا یا الماری وغیرہ سے گر گیا تو اسپر کوئی گناہ نہیں بھول چک معاف ہے لیکن پھر بھی اگر بطور خیرات راہ خدا میں کچھ خرچ کردے تو یہ اچھی بات ہے۔اور نہایت مناسب وبہتر ہے۔لیکن قرآن شریف کو تولنا اور اسکے وزن کے برابر اناج یا غلہ وغیرہ کو خیرات کرنے کو کفارہ سمجھنا غلط فہمی ہے۔

بے علمی ہے۔قرآن وحدیث اور فقہ کی کتابوں میں کہیں ایسانہیں آیا ہے ہاں صدقہ وخیرات ایک عمدہ کام ہے لہذا جو کچھ ہو سکے تھوڑا یا زیادہ راہ خدا میں خرچ کرنا چاہئے اس سے ثواب ملیگا۔اگرنہیں کیا تب بھی گناہ وعذاب نہیں ملے گا۔

بحوالہ غلط فہمیاں اور انکی اصلاح صفحہ نمبر 169 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ رضامارکیٹ قصبہ دھونرہ بریلی شریف یوپی

سوال نمبر 39 کیا نکاح کے وقت دولہا دولہن کو کلمہ پڑھانا ضروری ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

بوقت نکاح دولہا اور دولہن کو کلمہ شریف پڑھانا باعث برکت ہے اور نزول رحمت کا سبب بھی ۔جیسا کہ حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ فتاوی فیض الرسول میں اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: نکاح سے پہلے دولہا اور دولہن کو کلمہ پڑھانا ضروری نہیں،مگر دولہا یا دولہن کو اسکے پڑھنے سے انکار کرنا غلط ہے۔کیونکہ اسکا پڑھنا باعث برکت اور نزول رحمت کا سبب بھی ہے ۔حدیث شریف میں ہے لقنوا موتکم لا الہ الا اللہ یعنی اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ محمدرسول اللہ کی تلقین کرو: اور خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ قدروی عنہ علیہ السلام انہ امر با لتلقین بعدالدفن یعنی سرکار اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے حدیث شریف مروی ہیکہ آپ ﷺ نے بعد دفن کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمدرسو ل اللہ کی تلقین کا حکم دیا (ردالمحتار جلداول صفحہ نمبر 571) حالانکہ بعد موت ایمان لانا بیکار ہے۔معلوم ہوا کہ کلمہ پڑھنا یا پڑھانا

صرف مسلمان بنانے کیلئے ہی نہیں۔ بلکہ اسکے بہت سارے فائدے ہیں اور بوقت نکاح بہت سے فوائد کیساتھ کلمہ پڑھانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہیکہ مؤمن اور کافر کا نکاح نہیں ہوتا تو اگر لاعلمی میں دولہا یا دوہن کسی سے کفر سرزدہوا ہوگا تو نکاح ہی نہیں ہوگا۔اور زندگی بھر حرام کاری ہوتی رہیگی اسلئے علمائے محطاطین نے دولہا اور دوہن کو نکاح سے پہلے کلمہ پڑھانا جاری فرمایا۔اور خاتم المحدثین الشاہ حضور عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نکاح سے پہلے کلمہ پڑھانے کے متعلق جواب دیتے ہوئے فتاوی عزیزیہ جلداول صفحہ 28 پر تحریر فرماتے ہیں کہ: ازروئے شریعت درمیان مومن و کافر نکاح منعقد نمی گردد وظاہر است کہ درایشاں حالات لاعلمی یا ازروئے سہو اکثر کلم؟ کفر صادر می گردد کہ ایشاں براں متنبہ نمی شوند دریں صورت اکثر نکاح متناکحین منعقد نمی گردد لہذا متاخرین از علمائے محطاتین احتیاطا۔ایمان مجمل ومفصل۔بحضور متناکحین می گویند۔تا انعقاد نکاح بحالت اسلام واقع شود۔فی الحقیقت کہ علمائے متاخرین ایں احتیاط رادر عقد نکاح افزودہ اند۔خالی از برکت اسلام نیست۔کسانیکہ ازاسلام بہرہ ندارند بلطف آں کہ می رسند

یعنی شریعت مطہرہ کے قانون کے مطابق کافر و مومن کے درمیان نکاح نہیں ہوتا۔اور ظاہر ہیکہ دولہا دوہن سے لاعلمی میں کفر صادر ہوجاتا ہے۔اور انکو خبر نہیں ہوتی اس صورت میں اکثر انکا نکاح منعقد نہیں۔ہوتا۔اسلئے علمائے متاخرین محتاطین احتیاطا دولہا اور دوہن کو ایمان مجمل۔وایمان مفصل وغیرہ پڑھاتے ہیں اور یہ کام اسلام کی برکت سے خالی نہیں۔مگر جو لوگ اسلام سے خاص حصہ نہیں رکھتے۔وہ اس باریکی کو نہیں پہنچ سکتے

فتاوی فیض الرسول جلد اول کتاب النکاح صفحہ نمبر 548/549 مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور

خلاصہ کلام یہ ہیکہ بوقت نکاح کلمہ شریف پڑھانا فرض وواجب نہیں۔لیکن فوائداور برکت اسلامی سے خالی بھی نہیں اسلئے بوقت نکاح کلمہ پڑھانا باعث برکت ہے:اور مفید بھی۔

سوال نمبر 40 جوان لڑکیوں کی شادی میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

آجکل جوان لڑکیوں کو گھر میں بٹھائے رکھنا اوران کی شادی میں تاخیر کرنا عام ہوگیا ہے اسلامی نقطہ نظر سے یہ ایک غلط بات ہے حدیث پاک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں۔جسکی بیٹی بارہ برس کی عمرکو پہنچے اوروہ اسکا نکاح نہ کرے پھر وہ لڑکی گناہ میں مبتلا ہوتو وہ گناہ اس شخص پر بھی ہے۔ آجکل فضول رسموں اور بے جااخراجات نے بھی شادیوں کومشکل کردیا ہے جسکی وجہ سے بھی بہت سی جوان لڑکیاں اپنے گھروں میں بیٹھی ہوئی ہیں ان اخراجات پر کنٹرول کرنے کیلیئے جگہ جگہ تحریکیں چلانے اور تنظیمیں بنانے کی ضرورت ہے خواہ اپنی اپنی برادری کی سطح پرہی یہ کام کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔کچھ لوگ اعلیٰ تعلیم کیلیئے لڑکیوں کی عمرزیادہ کردیتے ہیں اورانہیں غیرشادی شدہ رہنے پرمجبورکردیتے ہیں یہ بھی نری حماقت اور بیوقوفی ہے بحوالہ غلط فہمیاں اور انکی اصلاح صفحہ نمبر 83 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ رضا مارکیٹ قصبہ دھونرہ بریلی شریف یوپی خلاصۂ کلام یہ ہیکہ جب بچیاں بالغ ہوجائیں توان کا نکاح کردینا چاہیئے اگروقت پرنکاح نہ کیا گیااوراس نے کوئی غلط قدم اٹھایا تو ذمہ داروگنہا گار والدین بھی ہونگے ہمارے ہندوستان میں عموماً لڑکیاں نو سے پندرہ سال کی عمر

کے دوران بالغہ ہوتی ہیں بحوالہ الدرالمختار وردالمحتار کتاب الحجر۔ فصل بلوغ الغلام باالاحتلام جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 259/260؛ فتاوی رضویہ جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 686 مسئلہ 423 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور و بحوالہ غسل کا طریقہ صفحہ نمبر 18

سوال نمبر 41 کچھ تاریخوں کو شادی بیاہ کیلئے منحوس جاننا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

بعض لوگ کچھ تاریخوں میں شادی بیاہ اور خوشی کا کام کرنے کو منع کرتے ہیں اور خود بھی نہیں کرتے مثلاً (28-18-23-13-3) ان تاریخوں کو شادی وخوشی کیلئے برا جانا جاتا ہے جبکہ یہ سب بیکار کی باتیں ہیں اور کافروں اور غیر مسلموں کی سی وہم پرستیاں ہیں اسلام میں ایسا کچھ نہیں ہے۔ سچ تو یہ ہیکہ نکاح وشادی ہر دن اور ہر تاریخ میں جائز ہے۔ جیسا کہ مجدد دین وملت حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا کہ ماہ محرم اور ماہ صفر میں نکاح کرنا کیسا ہے تو آپ علیہ الرحمہ جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ نکاح کسی مہینے میں منع نہیں ہے۔ فتاوی رضویہ جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 265 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور غور طلب امر یہ کہ ماہ محرم اور ماہ صفر میں شادی بیاہ کرنے کو برا جاننا رافضیوں، شیعوں، کا طریقہ ہے سنیوں کا نہیں لیکن بعض جگہ یہ بیماری اہل سنت میں بھی پھیل گئ ہے۔ اور بالخصوص عورتوں میں (تنبیہ) اسلامی شہزادیو اسلام کو اپناؤ اور سچے پکے مسلمان بنو وہم پرستیاں چھوڑ دو۔ اور اللہ عزوجل اور اسکے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرو محرم اور صفر میں نکاح کو برا مت جانو اور مندرجہ ذیل تاریخوں

مثلاً (3-13-23-اور 8-(18-28) کو منحوس مت جانو کیونکہ کوئی مہینہ کوئی دن اور کوئی تاریخ منحوس نہیں ہے۔

سوال نمبر 42 عورتیں پیر صاحب کے سامنے بے پردہ جاسکتی ہیں یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

عوام میں اور عورتوں میں یہ بات کافی مشہور ہیکہ پیر صاحب سے پردہ نہیں ہے، حالانکہ اصلیت یہ ہیکہ پردے کے معاملے میں پیروں، یا عالموں، اماموں، کا علیحدہ سے کوئی حکم نہیں۔ حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ پردے کے معاملے میں پیر و غیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے۔ جوان عورت کو چہرہ کھولکر بھی سامنے آنا منع ہے اور بڑھیا کیلئے جس سے احتمال فتنہ نہ ہو مضائقہ نہیں (فتاوی رضویہ جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 102) بحوالہ غلط فہمیاں اور انکی اصلاح صفحہ نمبر 91 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ رضا مارکیٹ قصبہ دھونرہ بریلی شریف یوپی۔

(تنبیہ) اسلامی شہزادیو: تم پر پردہ فرض ہے لہذا تمام غیر محرموں سے پردہ لازم ہے خواہ وہ پیر ہو۔ عالم ہو، امام ہو، دیور ہو، جیٹھ ہو، یا اور کوئی۔ اسلامی شہزادیو پردہ تمہارا اسلامی واخروی زیور ہے اسے کبھی مت اتارنا۔

سوال نمبر 43 کیا عورت کے بیس بچے ہو جائیں تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: بعون الملک الوهاب اللهم هدایت الحق والصواب

عوام میں یا عورتوں میں جو یہ مشہور ہیکہ عورت کے بیس بچے ہو جائیں تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ ایک عامیانہ اور خالص جاہلانہ خیال ہے۔ صحیح بات یہ ہیکہ بچے (20) ہو جائیں یا اس سے بھی زیادہ اسکے نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور پہلا نکاح باقی رہتا ہے۔ دوبارہ نکاح کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

بحوالہ غلط فہمیاں اور انکی اصلاح صفحہ نمبر 80 مطبوعہ اسلامی کتب رضا مارکیٹ قصبہ دھونرہ بریلی شریف یوپی۔

(تنبیہ) اسلامی شہزادیو: جب کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان مرد سے ایکبار نکاح ہو جاتا ہے تو جبتک وہ طلاق نہ دیدے یا وہ مر نہ جائے نکاح باقی رہتا ہے لہذا یہ خیال کرنا کہ 20 بچے ہونے کے بعد نکاح ٹوٹ جاتا ہے باطل ہے باطل ہے باطل ہے۔ اور جہالت کی باتیں ہیں۔

سوال نمبر 44 کیا بچے کو دودھ پلانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: بعون الملک الوهاب اللهم هدایت الحق والصواب

بعض جگہ جاہلوں میں یہ مشہور ہو گیا ہیکہ عورت اگر بچے کو دودھ پلائے اور باوضو ہو تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ ایک غلط بات ہے بچے کو دودھ پلانے سے ہرگز وضو نہیں ٹوٹتا اور اسکے بعد وضو پھر سے کئے بغیر ہی نماز پڑھ سکتی ہے۔

(بحوالہ غلط فہمیاں اور انکی اصلاح صفحہ نمبر 26 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ رضا مارکیٹ قصبہ دھونرہ بریلی شریف یوپی)

سوال نمبر 45 کیا انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

انجکشن خواہ گوشت میں لگوایا جائے یا رگ میں اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ علمائے کرام نے روزے میں انجکشن لگوانے کو مکروہ فرمایا۔ لہذا جبتک خاص ضرورت نہ ہو نہ لگوائیں۔ بحوالہ فتاوی فیض الرسول جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 517 اور فتاوی مرکزی دارالافتاء صفحہ نمبر 359 اور غلط فہمیاں اور انکی اصلاح صفحہ نمبر 71

سوال نمبر 46 عورتیں فاتحہ پڑھ سکتی ہیں یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

فاتحہ وایصال ثواب جس طرح مردوں کیلئے جائز ہے اسی طرح بلاشک وشبہ عورتوں کیلئے بھی جائز ہے لیکن بعض عورتیں بلاوجہ پریشان ہوتی ہیں اور بچوں کو اِدھر اُدھر دوڑاتی ہیں حالانکہ وہ خود بھی فاتحہ پڑھ سکتی ہیں کم از کم الحمد شریف اور قل ھو اللہ شریف اکثر عورتوں کو یاد ہوتی ہے اسکو پڑھکر خدائے تعالیٰ سے دعا کریں کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں فلاں اور فلاں جسکو ثواب پہنچانا ہو اسکا نام لیکر کہیں اسکی روح کو عطا فرمادے یہ فاتحہ ہوگئی اور بالکل درست اور صحیح ہوگئی بعض عورتیں اور لڑکیاں کچھ جاہل مردوں اور کٹھ ملاؤں سے زیادہ پڑھی لکھی اور نیک پارسا ہوتی ہیں یہ اگر ان جاہلوں کے بجائے خود ہی قرآن پڑھکر ایصال ثواب کریں تو بہتر ہے۔ کچھ عورتیں کسی بزرگ کی فاتحہ دلانے کیلئے کھانا وغیرہ کونے میں رکھ کر تھوڑی دیر میں اٹھالیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ انہوں نے اپنی فاتحہ

خود ہی پڑھ لی۔ ان سب توہمات اور خواہ مخواہ کی باتوں کے بجائے انہیں قرآن کی جو بھی آیت وسورت یاد ہو اسکو پڑھ کر ایصال ثواب کردیں تو یہی بہتر ہے اور یہی فاتحہ کا طریقہ ہے۔

بحوالہ غلط فہمیاں اور انکی اصلاح صفحہ نمبر 61/62 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ رضا مارکیٹ قصبہ دھونرہ بریلی شریف یوپی۔

سوال نمبر 47 قرآن شریف پڑھتے وقت صرف ہونٹ ہلانا اور آواز نہ نکالنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوہاب اللھم ھدایت الحق والصواب

کچھ لوگ قرآن کی تلاوت اور نماز یا نماز کے باہر کچھ پڑھتے ہیں تو صرف ہونٹ ہلاتے ہیں اور آواز بالکل نہیں نکالتے ان کا یہ پڑھنا۔ پڑھنا نہیں ہے اور اسطرح پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی اور اسطرح قرآن کی تلاوت کی تو تلاوت کا ثواب نہ پائینگے آہستہ پڑھنے کا مطلب یہ ہیکہ کم ازکم اتنی آواز ضرور نکلے کہ کوئی رکاوٹ نہ ہو تو خود سن لے صرف ہونٹ ہلنا اور آواز بالکل نہ نکلنا پڑھنا نہیں ہے اس مسئلے کا خاص دھیان رکھنا چاہیے۔

بحوالہ غلط فہمیاں اور انکی اصلاح صفحہ نمبر 47/48 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ رضا مارکیٹ قصبہ دھونرہ بریلی شریف یوپی۔

سوال نمبر 48 عقیقے کا گوشت دادا، دادی، اور نانی کیلئے ناجائز سمجھنا اور چھینک آجائے تو بدشگونی ماننا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

کچھ لوگ عقیقے کا گوشت دادا، دادی، نانا، نانی، کیلئے کھانے کو ناجائز خیال کرتے ہیں یہ بہت بڑی جہالت نادانی اور غلط فہمی ہے۔ عقیقے کا گوشت دادا، دادی، اور نانا، نانی، کیلئے کھانا بلاشبہ جائز ہے بلکہ جہاں اس کھانے کو کھانا برا جانتے ہیں وہاں انکے لئے کھانا ضروری ہے اگر وہ کھائینگے تو رواج مٹانے کا ثواب پائینگے۔ اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا سب کھا سکتے ہیں۔ (عقود الدریہ) میں ہے احکامھا احکام الاضحیۃ

(بحوالہ الملفوظ حصہ اول صفحہ نمبر 46)

کچھ جگہوں پر ہمارے بعض ان پڑھ مسلمان بھائی اور بہنیں چھینک آنے کو برا جانتے ہیں اور اس سے بدشگونی لیتے ہیں حالانکہ چھینک آنا اسلام میں اچھی بات ہے اور چھینک اللہ عزوجل کو پسند ہے لہذا جسکو چھینک آئے وہ الحمدللہ کہے اور جو دوسرا اسکو سنے وہ جواب دے یعنی یرحمک اللہ کہے اور جماہی شیطان کی طرف سے ہے اسکو جہاں تک بس چلے نہ آنے دے اور جماہی میں جو منہ سے آواز نکلتی ہے اسکو سنکر شیطان ہنستا ہے۔ (بخاری شریف جلد اول صفحہ نمبر 919)

سوال نمبر 49 کیا رمضان کی راتوں میں شوہر و بیوی کا ہمبستر ہونا گناہ ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

عوام میں کچھ لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ رمضان کی راتوں میں میاں بیوی کا ہمبستر ہونا گناہ ہے۔ حالانکہ یہ انکی جہالت و غلط فہمی ہے۔ خیال رہیکہ ماہ رمضان میں وقت افطار سے ختم سحری تک رات میں جس طرح کھانا پینا جائز ہے اسی طرح بیوی اور شوہر کا ہمبستر ہونا اور صحبت و مجامعت بلا شک جائز ہے۔ اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے بلکہ قرآن شریف میں خاص اسکی اجازت کیلئے آیت کریمہ نازل فرمائی گئی ارشاد باری تعالیٰ ہے احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن۔ ترجمہ: کنز الایمان روزہ کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہوا وہ تمہاری لباس ہیں اور تم انکے لباس، سورۂ البقرۂ آیت نمبر 187

سوال نمبر 50 ایک عورت سحری کے وقت عادت کے مطابق سات دن میں پاک ہوئی لیکن اتنا وقت نہیں ہیکہ وہ غسل کر سکے تو کیا اس پر روزہ رکھنا لازم ہوگا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

جو عورت صبح صادق سے پہلے دس دن سے کم میں حیض سے پاک ہوئی اور اتنا وقت بھی نہیں کہ صبح صادق ہونے سے پہلے غسل کر کے کپڑے پہن کر اللہ اکبر

کہہ سکتی ہو، تو اس دن کا روزہ رکھنا اس عورت پر فرض نہ ہوا البتہ روزہ داروں کی طرح رہنا اس پر واجب ہے۔ مثلاً کھانے پینے سے باز رہے۔

بحوالہ بہار شریعت جلد اول صفحہ نمبر 381 نفاس کا بیان مسئلہ نمبر 24 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی وفتاوی خلیلیہ جلد اول صفحہ 505 باب الصیام مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

سوال نمبر 51 بچے کی جنس معلوم کرنے کیلئے الٹرا ساؤنڈ کروانا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے، یا لڑکی، یہ جاننے کیلئے الٹرا ساؤنڈ کروانا جائز نہیں اگرچہ الٹرا ساؤنڈ کرنے والی لیڈی ڈاکٹر ہو کہ اس میں بلا وجہ شرعی دوسری عورت کے ناف کے نیچے کے حصے کو دیکھنا اور چھونا پایا جاتا ہے اور یہ دونوں کام عورت کیلئے بھی جائز نہیں کہ ناف کے نیچے کا حصہ عورت کے اعتبار سے بھی ستر عورت ہے۔ جسے چھپانا فرض ہے اور اسکی طرف نظر کرنا یا چھونا عورت کیلئے بھی جائز نہیں ہے۔ درمختار میں ہے۔ وتنظر المرأۃ المسلمۃ من المرأۃ کالرجل من الرجل وقیل کالرجل لمحرمہ والاول اصح: بحوالہ الدر المختار مع الشامی جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 533 مطبوعہ زکریا دیوبند

سوال نمبر 52 کیا عورت چھت پر نماز پڑھ سکتی ہے۔ جیسے گرمی سے بچنے کیلئے یا لائٹ گئی ہوئی ہو تو چھت پر نماز پڑھ لی جائے اسکے تعلق سے کیا حکم شرع ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

عورت کا چھت پر نماز پڑھنا اگرچہ جائز ہے۔ مگر بہتر ہیکہ گھر کے اندر پڑھے اور اگر کسی وجہ سے پڑھنا چاہتی ہے۔ تو لازم ہیکہ بے پردگی نہ ہو۔ مثلاً چھت پر اگر اتنی اونچی باؤنڈری وال ہیکہ کھڑے ہو کر دیکھیں تو دوسروں کے گھروں پر نظر نہیں پڑتی اور دوسروں کی نظر بھی اس عورت پر نہیں پڑے مثلاً اسکے مکان کے بغل میں کوئی اونچا مکان نہ ہو، ورنہ اس مکان والے کی نظر اسکے اوپر پڑیگی ایسی صورت میں ہرگز

چھت پر نماز نہ پڑھے ہاں اگر بغل میں کوئی اونچا مکان نہ ہو اور چھت کی باؤنڈری بھی اونچی ہو تو چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے۔عن عبداللّٰہ عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: صلاۃ المرأۃ فی بیتھا افضل من صلاتھا فی حجرتھا وصلاتھا فی مخدعھا افضل من صلاتھا فی بیتھا۔

ترجمہ: یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہیکہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت کا دالان میں نماز پڑھنا صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری میں پڑھنا دالان سے بہتر ہے۔

بحوالہ سنن ابوداؤد جلد اول صفحہ نمبر 96

سوال نمبر 53 عورتوں پر نماز جمعہ وعیدین واجب ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

عورتوں پر نماز جمعہ ونماز عیدین واجب نہیں ہے۔فقیہ ملت حضور مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاوی فیض الرسول میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔عورتوں پر جمعہ وعیدین کی نماز واجب نہیں (بدائع الصنائع) جلد اول صفحہ (658) میں ہے لا جمعۃ علیھن اور پھر صفحہ نمبر (275) باب العیدین میں ہے لاتجب علی النسوان اور (فتاوی شامی جلد اول صفحہ نمبر 547 باب الجمعہ) میں ہے لاتجب علی المرأۃ اور (فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ نمبر (135) میں ہے لاتجب الجمعۃ والعید علی النسوان والمسافر

ین والمرضی (کذا فی محیط السرخسی) اور پھر صفحہ نمبر (141) میں ہے

ویشترط للعید مایشترط للجمعة الا الخطبة (کذا فی الخلاصة)۔اور عورتوں کو کسی نماز میں حاضری جائز نہیں دن کی نماز ہو یا رات کی جمعہ ہو یا عیدین خواہ وہ جوان ہو یا بڑھیا-الی آخرہ-

(بحوالہ فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ نمبر (424/425) مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاھور)

خلاصہ کلام یہ ہیکہ عورتوں پر نماز جمعہ ونماز عیدین واجب نہیں بلکہ عورتوں کو کسی بھی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں ہے۔دن کی نماز ہو یا رات کی جمعہ کی ہو یا عیدین کی خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیاں۔ایسا ہی فتاوی رضویہ، بہار شریعت، اور فتاوی خلیلیہ میں ہے۔(بحوالہ فتاوی رضویہ جلد نمبر (9) 549/550/551/ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھو، بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ نمبر (584) جماعت کا بیان مسئلہ نمبر (6) مطبوعہ المکتبة المدینہ کراچی، فتاوی خلیلیہ جلد اول کتاب الصلواة صفحہ نمبر (245) مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور)

سوال نمبر 54 بھگت، یا بھگتائن سے غیبی بات پوچھنا اور اس پر یقین کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

اپنی آئندہ اچھی یا بری قسمت کے بارے میں معلوم کرنے کیلئے کسی نجومی اور کاہن یعنی بھگت یا بھگتائن کے پاس جانا یا اس کام کیلئے اسے اپنے گھر بلانا ناجائز وحرام ہے۔اگر نجومی یعنی بھگت یا بھگتائن سے قسمت کا حال اس عقیدے سے پوچھا کہ جو یہ بتائنگے وہ قطعاً یقینا حق ہوگا۔تو یہ کفر ہے اور اگر یہ بطور اعتقاد

نہ ہو بلکہ صرف رغبت وشوق کی وجہ سے ہوتو گناہ کبیرہ وفسق ہے۔اور اگر بطور مذاق ہوتومکروہ ہےاور اگر نجومی وغیرہ کو عاجز کرنے کیلئے ہو،تو حرج نہیں۔لیکن یہ آخری صورت کم ہی پائی جاتی ہے۔اورعموماً رغبت وشوق سے ہی دکھایا جاتا ہے جو ناجائز وحرام وگناہ کبیرہ ہے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے۔ من اتی حائضا او امرأۃ فی دبرھا او کاھنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم (ترجمہ) جو حائضہ عورت سے یا عورت کے پچھلے مقام میں جماع کرے یا نجومی کی پاس جائے اور اسکے کہے کی تصدیق کرے۔تو اس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اترے ہوئے کا انکار کیا (سنن ابن ماجہ۔ابواب الطھارۃ۔باب النھی عن اتیان الحائض صفحہ نمبر47 مطبوعہ کراچی)

اور امام اہلسنت حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے۔تو خالص کفر ہے اسی کو حدیث میں فرمایا۔فقد کفر بمانزل علی محمد صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم (یعنی) بیشک اس نے انکار کیا جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتارا گیا اور اگر بطور اعتقاد وتیقن نہ ہو۔مگر میل ورغبت کیساتھ ہو۔تو گناہ کبیرہ ہے۔اسی کو حدیث میں فرمایا: لم یقبل اللّٰہ لہ صلواۃ اربعین صباحا" اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اسکی نماز قبول نہ فرمائیگا۔

اور اگر ہزل واستہزاء ہو،تو عبث ومکروہ،حماقت ہے۔ہاں اگر بقصد تعجیز یعنی نجومی کو عاجز کرنے کیلئے ہوتو حرج نہیں۔ (فتاوی رضویہ،جلدنمبر 21،صفحہ نمبر 155/ 156 مسئلہ نمبر(26) مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاھور)

اور مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اوپر مذکور حدیث شریف کی یوں شرح فرمائی ہے۔خیال رہیکہ یہاں سے شرعی کفر ہی مراد ہے(یعنی جو کفر) اسلام کا مقابل (ہے) یہ اس صورت میں ہے کہ جب کاہن نجومی کو(یعنی بھگت یا بھگتائن وغیرہ عالم الغیب جان کر اس سے فال کھلوائیں یا غیبی خبریں پوچھیں اور اگر گناہ سمجھکر یہ کام کریں توفسق ہے۔کفر نہیں۔یا یہاں کفر سے مراد لغوی معنی ہیں ناشکری بحوالہ مرأة المناجیح،کتاب الطھارۃ،حیض کا باب،دوسری فصل،جلد ا۔صفحہ نمبر 340 مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات انڈیا۔

خلاصۃ کلام یہ ہیکہ بھگتائن کے پاس جا کر یا بھگتائن کو گاؤں میں بلوا کر اس سے حال دریافت کرنے والوں کے مندرجہ ذیل تین حالات ہیں(1) اسکے پاس جائے یا اپنے پاس بلائے اس سے سوال کرے لیکن اسکی تصدیق نہ کرے اور نہ اسکا مقصد اس کا حال بیان کرنا ہو،تو یہ حرام ہے۔اور ایسا کرنے والے کی سزا یہ ہیکہ اس کی چالیس دنوں تک نماز قبول نہیں ہوتی لہذا اس صورت میں اعلانیہ توبہ لازم ہے(2) اس سے سوال کرے اور اسکی تصدیق بھی کرے تو یہ اللہ عزوجل کیساتھ کفر ہے۔اور اس صورت میں توبہ استغفار وتجدید ایمان اگر شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح نئے مہر کیساتھ اور اگر مرید ہے تو تجدید بیعت بھی لازم ہے۔(3) کاہن کے پاس جا کر اس لیے سوال کرے تا کہ اس کا امتحان لے پھر لوگوں کو کے سامنے اسکا حال بیان کرے اس کا پردہ فاش کرے تو اس میں کوئی حرج۔

سوال نمبر 55 ساس کو داماد سے اور بہو کو سسر سے پردہ کرنا چاہیئے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب
عورتوں پر جن مردوں سے پردہ لازم نہیں ہے وہ یہ ہیں۔شوہر، باپ، چچا، ماموں، سسر، بیٹا، پوتا، نواسہ، شوہر کا بیٹا، داماد، بھائی، بھتیجا، بھانجا، مسلمان عورتیں، کافرہ باندی، ایسے مدہوش جنکو عورتوں کے بارے میں کوئی علم نہیں، اور داماد سے بھی پردہ واجب نہیں ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے وامھات نسآئکم ترجمہ: کنزالایمان یعنی عورتوں کی مائیں تم پر حرام ہیں (سورۃ النسآء آیت نمبر 23) ارشاد باری تعالیٰ سے ثابت ہیکہ داماد سے پردہ واجب نہیں۔
اورعورتوں پر جن مردوں سے پردہ لازم ہے وہ یہ ہیں خالہ زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، چچازاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، دیور، جیٹھ، بہنوئی، نندوئی، خالو، پھوپھا، شوہر کا چچا، شوہر کا ماموں، شوہر کا خالو، شوہر کا پھوپھا، شوہر کا بھتیجا، شوہر کا بھانجا، انکے علاوہ دیگر تمام مردوں سے بھی پردہ فرض ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
(وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زنتھن ترجمہ: کنزالایمان اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں (سورۃ النور آیت نمبر (31) اورامام اہلسنت کنزالکرامت جبل الاستقامت غواص بحر معرفت حضور سیدی سرکاراعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمتہ الرحمن۔ تحریرفرماتے ہیں کہ:اس کا ضابطہ کلیہ یہ ہیکہ نامحرموں سے مطلقا ں پردہ

واجب اور محارم نسبی سے پردہ نہ کرنا واجب اگر کریگی تو گنہگار ہوگی۔ اور محارم غیر نسبی۔ مثل۔ علاقہ مصاہروت ورضاعت ان سے پردہ کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز۔ مصلحت وحالت پر لحاظ ہوگا۔ اسی واسطے علماء نے لکھا ہے کہ جوان ساس کو داماد سے پردہ مناسب ہے۔ یہی حکم خسر اور بہو کا ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 240 مسئلہ نمبر 100 مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاھور)

خلاصہ کلام یہ ہیکہ غیر محرموں سے مطلقاً پردہ واجب ہے اور محرموں سے پردہ نہ کرنا واجب ہے اگر کریگی تو گنہگار ہوگی۔ اور رضاعی بھائی باپ سے پردہ کرنا نہ کرنا دونوں جائز ہے۔ اور سسرے سے پردہ کرنا واجب نہیں ہے البتہ جائز ہے۔ اور جوان ساس کو داماد سے پردہ کرنا واجب نہیں البتہ مناسب ہے۔ اور اس کا لحاظ مصلحت وحالت پر ہوگا۔

سوال نمبر 56 کسی مسلمان کو شیطان یا خبیث کہنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی شیطان۔ یا خبیث کہنا۔ صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ آجکل اکثر لوگ بطور گالی۔ استعمال کرتے ہیں۔ اور شرارتی بچے کو بھی شیطان بول دیتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ خیال رہیکہ بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کو مردود یا ابلیس کہنا سخت حرام ہے البتہ گمراہ وبددین اور فتنہ پرور کو شیطان کہا جا سکتا ہے اور خیال رہیکہ مومن صالح کو شیطان کہنا شیطان کا کام ہے۔ جیسا کہ حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان

محدث بریلوی علیہ الرحمۃ الرحمن اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ: مسلمان کو بلاوجہ شرعی مردود۔ابلیس کہنا سخت حرام ہے (فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر (13) صفحہ نمبر (652) مسئلہ نمبر (288) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الرحمن (مزید) دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ: گمراہ بددین کو شیطان کہا جاسکتا ہے۔اور اسے بھی جو لوگوں میں فتنہ پردازی کرتے ہیں۔ادھر کی ادھر لگا کر فساد ڈلواتے ہیں۔جو کسی کو گناہ کی ترغیب دیکر لے جائے وہ اسکا شیطان ہے۔اور مؤمن صالح کو شیطان کہنا شیطان کا کام ہے۔(فتاوی رضویہ جلد نمبر (13) صفحہ نمبر (656) مسئلہ نمبر (293) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

سوال نمبر 57 اذان کے درمیان افطار کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

افطار میں تعجیل مستحب ہے۔حدیث شریف میں ہے قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم۔قال اللّٰہ عزوجل احب عبادی الی اعجلھم فطرا: یعنی مجھے میرے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے (اھ) (ترمذی شریف جلد اول صفحہ نمبر (150)

لہذا جب سورج ڈوبنے کا یقین ہوجائے تو فورا افطار کرلے تاخیر نہ کرے۔

دوسرے مقام پر ارشاد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے الحدیث حدثنا

هشام ابن عروة، قال سمعت ابی یقول۔سمعت عاصم بن عمربن الخطاب عن ابية رضی اللّٰه عنةقال۔قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم ذااقبل اللیل من ھاھنا وادبرالنھارمن ھاھنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم

(الصحیح البخاری جلد دوم صفحہ691 حدیث نمبر1853 مطبوعہ دار ابن کثیر الیمامہ بیروت)

پھر دوسرے مقام پر ارشاد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

الحدیث الثانی وعن سھل بن سعد: ان رسول اللّٰه ةقال: لایزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر (الصحیح البخاری جلد دوم صفحہ 692 حدیث نمبر 1856 مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

اورخیال رہیکہ جولوگ اذان کی آوازسن کرافطار پر مطلع ہوتے ہیں۔انہیں بھی چاہئے کہ۔اذان شروع ہوتے ہی۔فوراافطار کرلیں۔ختم اذان تک افطار نہ کریں۔بلکہ فوراافطار کرکے اذان مکمل ہونے تک کھانا پینا موقوف رکھیں۔اور کلمات اذان کا جواب دیں:(ملحوظ رہیکہ)زبان سے اذان کا جواب دینا واجب نہیں۔بلکہ صرف مستحب ہے۔ہاں(اجابت بالقدم واجب ہے جیسا کہ(درمختار کتاب الاذان) میں ہیویجیب وجوبا وقال الحوانی ندبا۔والواجب الاجابةبالقدم(اھ) (الدرالمختار فوق ردالمحتار جلد اول صفحہ نمبر396)

افطار کا بہتر طریقہ یہ ہیکہ قبل اذان ہی افطار کرلے اوَراگر اذان ہونے پر افطار کرے تو تھوڑا کھا پیکر ٹھہر جائے۔کہ اذان کے وقت حکم ہیکہ جب اذان ہوتو اتنی دیر کیلئے سلام۔کلام۔اشغال۔موقوف کردے۔یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو۔تلاوت روک دے اور خاموشی سے اذان کا جواب دے: جیسا کہ فتاوی عالمگیر کتاب الاذان میں ہیولا ینبغی ان یتکلم السامع فی خلال الاذان والاقامة۔ولایشتغل بقرأة القرآن۔ولا بشیء من الاعمال۔

سوی الاجابت۔ولو کان فی القرأۃ۔ینبغی ان یقطع ویشتغل باالاسماع والاجابۃ(کذا فی البدائع) (فتاوی عالمگیر جلداول کتاب الاذان صفحہ نمبر(57)(بحوالہ فتاوی فقیہ ملت جلداول صفحہ نمبر 471 روزہ کا بیان مطبوعہ فقیہ ملت اکیڈمی اوجھا گنج بستی،فتاوی اکرمی صفحہ نمر 197 فتاوی فیض الرسول جلداول صفحہ نمبر 513 مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاھور)

خلاصہ کلام یہ ہیکہ۔افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے۔لہذا افطار کا بہتر طریقہ یہ ہیکہ جب افطار کا وقت ہوجائے تو فورا افطار کرلیا ور اذان کا انتظار نہ کرے۔ اذان ہونے پر افطار کرنا شروع کرے تو تھوڑا کھا پیکر ٹھہر جائے اور خاموشی سے اذان سنے اور اذان کا جواب دے)

سوال نمبر 58 کیا عورتیں مردوں کی جماعت میں شامل ہوسکتی ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

عورتوں کیلئے کسی بھی نماز کی جماعت میں حاضری کی اجازت نہیں جیسا کہ حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ ابوالعلاء علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ:تحریرفرماتے ہیں کہ:عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں:دن کی نماز ہو یارات کی،جمعہ کی ہو یا عیدین کی،خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیاں، یو ہیں وعظ کی مجالس میں بھی جانا ناجائز ہے۔

(بہار شریعت جلداول حصہ سوم صفحہ نمبر 584 جماعت کا بیان مسئلہ نمبر 6 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ)

(ہاں اگر گھر کے تمام افرادا یکساتھ جماعت کرنا چاہیں تو شرعا اسکی اجازت ہے (جیسا کہ)حضور صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تحریر فرماتے

ہیں کہ: جس گھر میں عورتیں ہی عورتیں ہوں اس میں مرد کو انکی امامت ناجائز ہے۔ہاں اگر ان عورتوں میں اس کی نسبی محارم ہوں یا بی بی یا وہاں کوئی مرد بھی ہوتو ناجائز نہیں۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ نمبر 584 جماعت کا بیان مسئلہ نمبر 7 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

البتہ جماعت کی ترتیب میں اس بات کا خیال لازم رہیکہ مرد حضرات مثلاً بھائی والد بیٹا وغیرہ امام کے پیچھے کھڑے ہوں۔اور عورتیں ان مردوں کے پیچھے صف لگائیں۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: دو مقتدی ہیں ایک مرد اور ایک لڑکا تو دونوں پیچھے کھڑے ہوں۔اگر اکیلی عورت مقتدی ہے تو پیچھے کھڑی ہو زیادہ عورتیں ہوں جب بھی یہی حکم ہے۔دو مقتدی ہوں ایک مرد ایک عورت، تو مرد برابر کھڑا ہو اور عورت پیچھے۔دو مرد ہوں ایک عورت تو، مرد امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور عورت انکے پیچھے

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ نمب 585 جماعت کا بیان مسئلہ نمبر 9 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

سوال نمبر 59 آیت سجدہ پڑھنے کے کچھ دیر بعد سجدہ تلاوت کرسکتے ہیں یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اسکا سجدہ نماز میں ہی فوراً واجب ہے بیرون نماز نہیں ہوسکتا اور قصداً نہ کیا تو گنہگار ہوا ایسی صورت میں توبہ لازم ہے۔

(بحوالہ ہمارا اسلام حصہ پنجم صفحہ نمبر 292 سوال وجواب نمبر 111)

اور اگر آیت سجدہ بیرون نماز پڑھی تو فورا سجدہ تلاوت واجب نہیں۔ہاں بہتر ہیکہ فوراً کرلے اور اگر با وضو ہوتو تاخیر کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ لیکن اسوقت اگر کسی وجہ سے سجدہ تلاوت نہ کرسکے تو تلاوت کرنے والے اور سامع کے لئے یہ دعاء پڑھ لینا مستحب ہے۔سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر۔

(بحوالہ۔ہمارا اسلام حصہ پنجم صفحہ نمبر 293 سوال وجواب نمبر 113 مصنف مفتی خلیل احمد خان برکاتی مطبوعہ فرید بک اسٹال رجسٹرڈ 38 اردو بازار لاھور)

سوال نمبر 60 بعد نماز عصر قرآن شریف پڑھنا یا سجدہ تلاوت کرنا درست ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

بعد نماز عصر تلاوت قرآن جائز ہے لیکن ذکر الٰہی اور تسبیح تہلیل زیادہ بہتر ہے۔ جیسا کہ (الدرالمختار مع ردالمحتار جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 300) میں ہے: ذکر اللّٰہ من طلوع الفجر الی طلوع الشمس اولی من تلاوۃ القرآن وتستحب القرأۃ عند الطلوع اوالمغرب فان الاولی تفید استحباب الذکر دون القرأۃ وھوالذی تقدم فی کتاب الصلواۃ واقتصر علیہ فی القنیۃ (وقال) الصلواۃ علی النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم والدعاء والتسبیح افضل من قرأۃ القرآن فی الاوقات التی نھی عن الصلواۃ یعنی وقت طلوع وغروب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا قرآن کی تلاوت سے زیادہ بہتر ہے اگرچہ قرآن کی تلاوت جائز ہے لیکن تلاوت سے بہتر ذکر الٰہی ہے اور درود شریف بھی اور فرمایا کہ جن وقتوں میں نماز پڑھنا منع ہے اسوقت درود شریف پڑھنا اور تسبیح پڑھنا قرآن پڑھنے سے بہتر ہے۔

اور حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ ابوالعلاء علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ان اوقات میں آیت سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہیکہ سجدہ میں تاخیر کرے۔ یہاں تک کہ وقت کراہت جاتا رہے اور اگر وقت مکروہ میں ہی کرلیا تو بھی جائز ہے۔ اور اگر وقت غیر مکروہ میں پڑھی تھی تو وقت مکروہ میں سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 454 نماز کے وقتوں کا بیان مسئلہ نمبر 24 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

اور مجدد اعظم سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ

الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا کہ۔نماز عصر اور فجر کے بعد سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو اسکے جواب میں ارشاد فرمایا۔جائز ہے مگر جب عصر میں وقت کراہت آجائے تو قضا بھی جائز نہیں۔اور سجدہ مکروہ۔اگر چہ سہو یا تلاوت کا ہو سجدہ شکر تو نماز فجر و عصر مطلقاً مکروہ۔(فتاوی رضویہ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 331 مسئلہ نمبر 308 / 309 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

خلاصہ کلام یہ ہیکہ بعد نماز عصر اگر چہ تلاوت قرآن جائز ہے لیکن بہتر یہ ہیکہ تلاوت قرآن نہ کرے بلکہ ذکر الہی اور تسبیح و تہلیل کرے اور بارگاہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کثرت سے درود شریف پڑھے۔لیکن اگر قرآن پڑھ رہا ہو اور قرآن پڑھتے وقت آیت سجدہ پڑھی اور وقت کراہت آگیا تو سجدہ تلاوت نہ کرے بلکہ تاخیر کرے۔اور ان اوقات میں سجدہ شکر بھی نہ کرے۔

سوال نمبر 61 حالت روزہ میں مسواک اور خلال کرنا از روئے شرع درست ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

جس طرح عام دنوں میں مسواک کرنا سنت ہے اسی طرح روزہ کی حالت میں بھی مسواک کرنا سنت ہے حالت روزہ میں۔نیم۔پیلو وغیرہ کسی بھی درخت کی مسواک کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔جیسا کہ ردالمحتار علی درالمختار میں ہے

ولایکرہ سواک ولو عشیا او رطبا بالماء علی المذھب

(الدرالمختار مع ردالمحتار کتاب الصوم جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 299) اما الرطب الاخضر فلا بأس بہ اتفاقا کذا فی الخلاصۃ۔نھر (ردالمحتار علی درالمختار جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 299)

البتہ اگر چبانے سے ریشے ٹوٹے یا ذائقہ محسوس ہو تو چبانے سے بچنا چاہئے۔اور

حالت روزہ میں خلال بھی کر سکتے ہیں۔لیکن بہتر یہ ہیکہ جس وقت کچھ کھائے اسی وقت خلال کرلے: تاکہ حالت روزہ میں خلال کرنے کی نوبت نہ آئے۔ جیسا کہ: فتاوی اہلسنت قسط نمبر 9 صفحہ 14 پر ہے روزہ کی حالت میں ہر قسم کی مسواک کر سکتے ہیں اسکے کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بلکہ جس طرح عام دنوں میں مسواک کرنا سنت ہے اسی طرح روزہ کی حالت میں بھی سنت ہے ہاں البتہ یہ بات یاد رہے کہ اگر روزہ دار ہونا یاد ہو اور چبانے سے ریشے ٹوٹے یا ذائقہ محسوس ہو تو چبانے سے بچنا چاہئے)

(اور فتاوی ھندیہ، کتاب الصوم، الباب الثالث، فیما یکرہ للصائم ومالا یکرہ جلد اول، صفحہ 199) میں ایسا ہی ہے اور (پھر فتاوی عالمگیری) میں بھی ایسا ہی ہے اور حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ ابوالعلاء علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ تعالیٰ علیہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ حالت روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔مسواک خشک ہو یا تر اگرچہ پانی سے ترکی ہو زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں اکثر لوگوں میں مشہور ہیکہ دوپہر بعد روزہ دار کیلئے مسواک کرنا مکروہ ہے یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ نمبر 5 صفحہ نمبر 997 روزے کے مکروہات کا بیان مسئلہ نمبر 7 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

اور تاجدار اہلسنت حضور سیدی سرکار سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: مسواک کرنا سنت ہے ہر وقت کرسکتا ہے اگرچہ تیسرے پہر یا عصر کو اگر چبانے سے لکڑی کے

ریزے چھوٹیں یا مزہ محسوس ہو تو نہ چاہئے مزید فرماتے ہیں کہ خلال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر رات کا دانتوں میں کچھ بچا رکھنا نہ چاہیئے۔ جسے دن کو خلال سے نکالے ہاں سحری کھا کر فارغ ہوا تھا کہ صبح ہوگئی تو اب ہی خلال کریگا اس کا حرج نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد نمبر 10 صفحہ 518 مسئلہ نمبر 287 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

خلاصہ کلام یہ ہیکہ مسواک کرنا ہر وقت اور ہر کسی کیلیئے سنت ہے یعنی روزہ دار کیلیئے بھی اور غیر روزہ دار کیلیئے بھی۔ اور۔ عندالشرع کسی بھی درخت کی مسواک استعمال کرنا درست ہے۔ لیکن روزہ دار کو چاہیئے کہ مسواک کرتے وقت اتنا زیادہ نہ چبائے کہ مسواک کے ریزے چھوٹنے لگے یا مزہ محسوس ہونے لگے: اگرچہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹیگا: لیکن پھر بھی احتیاط کرے: اور جب سحری کرے اسی وقت خلال کرلے تاکہ دن میں خلال کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے لیکن اگر اس وقت خلال نہ کرسکا تو دن میں کرسکتا ہے)



سوال نمبر 62 شیخ سدو کے نام نیاز دلانا ازروئے شرع درست ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

شیخ سدو کوئی ولی نہیں ہے بلکہ ایک خبیث روح ہے اور خبیث روحوں کو منانا تقرب الی اللہ نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ مصنف بہارشریعت حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ ابوالعلاء علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہارشریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ سدو کا مرغا اور کڑاہی بدتر ہے۔

(بہار شریعت جلد دوم حصہ نہم صفحہ نمبر 318 منت کا بیان مسئلہ نمبر 19 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

اور امام اہلسنت کنزالکرامت جبل الاستقامت مجدد دین وملت الشاہ امام احمدرضاخان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ الرحمن سے سوال ہوا کہ شیخ سدو کے نام نذرونیاز کروانا کیسا ہے تو آپ علیہ الرحمۃ نے جواب ارشاد فرمایا کہ: اس مسئلے کی تحقیق وتفصیل ہمارے رسالے (سبل الاصفیاء فی حکم الذابح للاولیاء) میں ہے۔ اور شیخ سدو کوئی بزرگ نہیں بلکہ ایک خبیث روح ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 265 مسئلہ نمبر 122 مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاھور)

خلاصہ کلام یہ ہیکہ فتاوی رضویہ شریف اور بہارشریعت کی تحریروں سے یہ صاف ظاہر ہیکہ شیخ سدو کوء ولی نہیں ہے بلکہ ایک خبیث روح ہے اور خبیث روح کے نام نذرونیاز کا اہتمام کرنا نہایت ہی جہالت اور گمرہی کا کام ہے لہذا ان چیزوں سے بچنا لازم ہے۔

سوال نمبر 63 حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیکونڈے کی نیاز کتنے رجب کو کرنا چاہئے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوہاب اللھم ہدایت الحق والصواب

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب کونڈے کی فاتحہ ماہ رجب المرجب کی 15 تاریخ کو کرنی چاہیے۔ کیونکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال 15 رجب المرجب کو ہی ہوا ہے۔ جیسا کہ حضور فقیہ ملت علیہ الرحمۃ بہار شریعت کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ: ماہ رجب میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق کے ایصال ثواب کیلئے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں اور فاتحہ دلا کر کھلاتے ہیں یہ جائز و درست ہے بہار شریعت حصہ 17 لیکن 22 رجب کے بجائے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز 15 رجب کو کریں کہ حضرت کا وصال 15 رجب کو ہی ہوا ہے نہ کہ 22 رجب کو البتہ 22 رجب کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا ہے تو شیعہ اسی تاریخ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خوشی میں عید مناتے ہیں اور از راہ فریب اسے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کہتے ہیں لہذا سنی حضرات پر لازم ہیکہ شیعوں کی موافقت سے دُور رہیں اور 22 رجب کو حضرت امام جعفر صادق کی نیاز نہ کر کے 15 رجب کو کریں اسلئے کہ انکا وصال 15 رجب کو ہوا ہے۔

(بحوالہ فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ نمبر 265 مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور پاکستان)

سوال نمبر 64 عورتوں کیلئے چست لباس پہننا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوهاب اللهم هدايت الحق والصواب

عورتوں کو چست اور باریک کپڑے پہننا جس سے بدن کا ابھار یعنی اتار چڑھاؤ یا بال کی سیاہی یا بدن کا رنگ نظر آئے ناجائزوحرام اور موجب عذاب الٰہی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالٰی ہے ولا یبدین زینتھن ترجمہ کنزالایمان اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے سورۃ النور آیت نمبر 31 اور آقائے کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نساء کاسیات مائلات ممیلات لا یدخلن الجنۃ ولا یجدن ریحھا: ترجمہ: یعنی وہ عورتیں جو بدن کے کچھ حصے کو چھپاتی اور بعض کو ظاہر کرتی ہیں وہ خود بھی مائل ہوتی ہیں اور دوسروں کو بھی مائل کرتی ہیں ایسی عورتیں جنت کی خوشبو نہ پائینگی (مشکوٰۃ شریف)

اور (فتاوی شامی کتاب اللباس والزینۃ) میں ہے قولہ ونساء کاسیات عاریات قال النوی قیل معناہ کاسیات من نعمۃ اللّٰہ، عاریات من شکرھا وقیل معناہ تستر بعض بدنھا وتکشف بعضہ اظھارا بجمالھا ونحوہ: وقیل معناہ: تلبس ثوبا رقیقا یصف لون بدنھا۔

(اور (فتاوی شامی فصل فی اللباس) میں ہے فاذا ثبت کراھۃ لبسھا: للتختم ثبت کراھۃ بیعھا وصیغھا لما فیہ من الاعانۃ علی ما لا یجوز: وکل ما ادی الی ما لا یجوز: لا یجوز۔ یعنی جس نگراں یا بادشاہ یا والدین نے اپنے ماتحتوں کی صحیح نگرانی نہ کی وہ بھی گنہگار ہونگے اور ان سے اسکے متعلق پوچھا جائیگا۔ اور ارشاد باری تعالٰی ہے ۔ یآ ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا ترجمہ کنزالایمان اے ایمان والو! اپنی

جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ (سورۃ التحریم آیت نمبر(6)
اورفرمان رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :مامن عبد استرعاہ اللّٰہ رعیۃ فلم یحطھا بنصیحۃ الا لم یجد رائحۃ الجنۃ: یعنی جس شخص کو اللہ نے کسی رعایا کا نگراں بنایا ہے پھر اس نے اسکی خیر خواہی کا خیال نہ رکھا وہ جنت کی خوشبو نہ پائیگا۔(بحوالہ۔بخاری شریف ج 4 ص 456) پھر ارشاد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیتہ: یعنی تم سب نگراں ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اسکے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ (بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل ج 7 ص 284)

اور امام اہلسنت حضورسیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمدرضاخان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:عورت اگر نامحرم کے سامنے اسطرح آئے کہ اس کے بال کھلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر یا لباس ایسا باریک ہو کہ ان چیزوں سے کوئی حصہ چمکے تو یہ بالا جماع حرام اور ایسی وضع ولباس کے عادی عورتیں فاسقات ہیں۔اور انکے شوہر اگر اس پر راضی ہوں یا حسب مقدور بندوبست نہ کریں تو دیوث ہیں۔
(فتاوی رضویہ شریف جلدنمبر 6 صفحہ نمبر 509 تا 510 مسئلہ نمبر 638 مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاھور)
مزید ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ: نہ لباس خوب چست بدن سے سلے۔ کہ یہ سب وضع فساق ہے اور سائز عورت کا ایسا چست ہو۔ نا کہ عضو کا پورا انداز بتائے۔ یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے۔
(فتاوی رضویہ شریف جلدنمبر 22 صفحہ نمبر 162 تا 163 مسئلہ نمبر 27 مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاھور)
اور حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ ابوالعلاء علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:بعض عورتیں بہت باریک کپڑے پہنتی ہیں مثلاً آب رواں یا جالی یا باریک ململ ہی کا ڈوپٹا جس سے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں۔اس حالت میں انکی طرف

نظر کرنا حرام اور ایسے موقع پر ان کو اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز۔

(بہار شریعت جلد نمبر 3 حصہ نمبر 16 صفحہ نمبر 448 دیکھنے اور چھونے کا بیان مسئلہ نمبر 31 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ)

خلاصہ کلام یہ ہیکہ لڑکیوں اور عورتوں کا ایسا باریک کپڑے پہننا کہ جسم نظر آئے یا ایسا چست کپڑے پہننا کہ جسم کے خدوخال نظر آئیں ناجائز وحرام ہے۔اور ایسا کپڑا سینے والے اور سلوانے والے اور پہننے والے اور پہنانے والے یعنی والدین یا شوہر سب گنہگار ہیں۔

سوال نمبر 65 حلقہ کرنا کیسا ہے اور اسکی کیا حقیقت ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

شعبان المعظم کی 13 تاریخ کو مرحومین کے نام سے جو نذر و نیاز کا اہتمام کیا جاتا ہے اسے کہیں حلقہ اور کہیں عرفہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے: یہ کوئی معیوب فعل نہیں بلکہ یہ ایصال ثواب ہے۔اور ایصال ثواب جب چاہیں کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہاں یہ کہنا کہ شب برات سے ایک دن یا دو دن پہلے ہی ہوسکتا ہے یا جب تک عرفہ نہیں ہوگا روح بھٹکتی رہیگی یا مؤمنین کی جماعت یعنی قبرستان میں داخل نہ ہوگی یہ سب جہالت ہے۔اللہ توفیق دے تو ہر دن ہر ہفتہ ہر مہینہ ایصال ثواب کر سکتے ہیں پھر اسمیں حلوہ روٹی کی خصوصیت بھی نہیں بلکہ ہر حلال اور جائز چیز پر نذر و نیاز اور فاتحہ کر سکتے ہیں۔جیسا کہ حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روح نکالنے یا بطور عرفہ میت کا فاتحہ الگ دینے اور برادری میں تقسیم کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: روح نکالنا محض جہالت وحماقت و بدعت ہے

ہاں فاتحہ دلانا اچھا ہے شکر چاول مساکین کو تقسیم کرنا خوب ہے مگر برادری میں موت کیلئے نہ بانٹا جائے: عرفہ تک یا بعد تک اگرالگ ہمیشہ فاتحہ دلائیں یا شامل رکھیں حرج نہیں۔ یہ سمجھنا کہ عرفہ الگ ہے پھر شامل کا یہ غلط و جہالت ہے میت کی دعوت برادری کیلئے منع ہے انکا برا ماننا حماقت ہے ہاں برادری میں جو فقیر ہو اسکو دینا اور فقیر کو دینے سے افضل ہے۔(فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 9 صفحہ 611 مسئلہ نمبر 214 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

خلاصہ کلام یہ ہیکہ۔عرفہ یا حلفہ کرنا یعنی 13 شعبان المعظم کو نذر و نیاز کرنا کوئی فرض یا واجب نہیں بلکہ جائز و مستحب عمل ہے اور یہ عندالشرع درست ہے۔اور فاتحہ کی چیزوں کو پھینک دینا یا جانوروں کو کھلا دینا یا برادری یا امیروں میں تقسیم کرنا درست نہیں ہے بلکہ غریبوں یتیموں میں تقسیم کریں اگر غریب یا یتیم دستیاب نہ ہوں تو کسی اور صورت میں ایصال ثواب کریں مثلاً قرآن خوانی کا اہتمام کریں یا مسجد میں پانی یا جانماز وغیرہ کا انتظام کردیں یا مدرسے میں بچوں کی تعلیم کیلئے سہولیات فراہم کردیں: اور یہ خیال کرنا کہ اگر عرفہ نہ کیا گیا تو روح بھٹکتی رہیگی اور مؤمنین کے قبرستان میں جگہ نہیں ملیگی محض جہالت و گمراہی ہے

سوال نمبر 66 شب برات میں بیری کے پتوں کو پانی میں ڈالکر غسل کرنا کیسا ہے۔؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

شب برات کے دن غسل کرنا مؤجب نجات از بلا وسحر وجادو ہے لہذا یہ جو عوام میں مشہور ہیکہ بیری کے پتوں سے شب برات میں غسل کرنے سے سال بھر جادو سے محفوظ رہیگا بالکل صحیح مشہور ہے کیونکہ بیری کے پتوں سے پانی میں ڈالکر نہانا جائز ودرست ہے اور یہ حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ الحدیث وعن قیس بن عاصم انه اسلم فامره النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم ان یغتسل بمآء وسدر: ترجمه اور حضرت قیس ابن عاصم رضی اللّٰه تعالیٰ عنه کے بارے میں مروی ہیکہ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ پانی اور بیری کے پتوں سے نہائیں۔

(رواہ ابوداؤد والنسائی مشکواۃ شریف جلداول باب الغسل حدیث نمبر 5 0 9)

بہتر یہ ہیکہ بیری کے سات پتے پیس کر ایک گھڑا پانی میں ملا کر اس سے غسل کریں۔ کیونکہ حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرحمن اور سرکار حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم : کا اس پر عمل رہا ہے۔

(مجموعہ اعمال جلددوم صفحہ نمبر 3 1 1 ناشر قادری بکڈپو مسجدنو محلہ بریلی شریف)

اور حکیم الامت حضور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شب برات کے فضائل واعمال کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: اگر اس رات کو سات

پتے بیری کے پانی میں جوش دیکر غسل کرے تو انشاء اللہ العزیز تمام سال جادو کے اثر سے محفوظ رہیگا۔ (اسلامی زندگی صفحہ نمبر 134 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شب برات یعنی شعبان المعظم کی پندرہویں تاریخ کو سات پتے بیری کے پانی میں جوش دیکر غسل کرنے والا انشا اللہ تعالیٰ سال بھر جادو کے اثرات سے محفوظ رہیگا۔

سوال نمبر 67 شب برات کا روزہ کس دن رکھنا چاہیے نیز یہ کہنا کہ اویس قرنی نے اپنے سب دانت توڑ ڈالے تھے کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

نفل کا اکیلا روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے جب تک اس سے پہلے یا بعد میں اور ایک روزہ نہ رکھا جائے: جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی صرف جمعہ کا اکیلا روزہ نہ رکھے بلکہ ایک دن پہلے یعنی جمعرات کو یا تو ایک دن بعد یعنی سنیچر کو رکھے۔

(ترمذی۔الجامع الصحیح۔ابواب الصوم۔باب ماجآء فی کراھیۃ صوم یوم الجمعۃ وحدہ)

تو شب برات کا روزہ بھی نفل ہے اور سب سے بہتر طریقہ یہ ہیکہ۔ایام بیض یعنی ہر قمری مہینے کی 13۔14۔15۔کو روزہ رکھے یہ حدیث سے ثابت بھی ہے اور اگر صرف شب برات میں ہی رکھنا چاہیں۔تو۔13۔14۔15۔ شعبان کو رکھیں یہ مستحب طریقہ ہوگا۔

جیسا کہ الدر المختار مع رد المحتار جلد اول کتاب الصوم میں ہے والمندوب کایام البیض من کل شھر

یعنی ہر ماہ ایام بیض یعنی 13۔14۔15۔تاریخ کے روزے رکھنا مستحب ہے۔ اگر یہ نہ ہوسکے تو 14 اور 15 شعبان کو رکھیں۔
اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندان مبارک کے شہادت کی خبر سنکر اپنے سارے دانت توڑ ڈالے تھے یہ بے اصل اور بے بنیاد ہے۔جیسا کہ عمدۃ المحققین مفتی عبدالرحیم صاحب قبلہ فتاوی بریلی کے صفحہ 300 پر اور شارح بخاری مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فتاوی شارح بخاری جلد دوم صفحہ 114 پر تحریر فرمایا ہیکہ یہ روایت بالکل جھوٹ اور افترا ہے۔لہذا یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت اویس قرنی نے سارا دانت توڑ ڈالا تھا درست نہیں۔

سوال نمبر 68 بدھ کے دن ناخن کاٹنا عندالشرع کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

امام اہلسنت حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان (حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الحظ والاباحۃ فصل فی البیع مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت جلد چہارم صفحہ 202 الموضوعات لابن الجوزی مطبوعہ دارالفکر بیروت جلد سوم صفحہ 53 المقاصد الحسنۃ حدیث نمبر 772 صفحہ نمبر 363) کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ ناخن کاٹنے سے متعلق کسی دن کوئی ممانعت نہیں ہے اسلئے کہ دن کے تعین کیلئے کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں البتہ بعض ضعیف حدیثوں میں بدھ کے دن ناخن کاٹنے کی ممانعت ہے۔لہذا بدھ کا دن اگر مثلاً انتالیس دن

سے نہیں تراشے تھے آج بدھ کو چالیسواں ہے اگر آج نہیں تراشا تو چالیس دن سے زائد ہو جائینگے تو اس پر واجب ہوگا کہ بدھ کے دن تراشے اسلئے کہ چالیس دن سے زائد ناخن رکھنا ناجائز و مکروہ تحریمی ہے اور اگر مذکورہ صورت نہ ہو تو بدھ کے علاوہ کسی اور دن تراشنا مناسب کہ جانب منع کو ترجیح رہتی ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد 22 صفحہ 685 مسئلہ نمبر 234 ملخصا۔ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور: و بہار شریعت جلد سوم حصہ 16 صفحہ نمبر 583 مطبوعہ المکتبت المدینہ کراچی)

خلاصہ کلام یہ ہیکہ اگرچہ کسی بھی دن ناخن کاٹنا منع نہیں ہے لیکن بعض ضعیف حدیثوں سے بدھ کے دن ناخن کاٹنا ممنوع ثابت ہے۔ لہذا بدھ کے دن نہ کاٹنا بہتر ہے ہاں اگر چالیس دن بدھ ہی کو پورے ہو رہے ہوں اور ابتک ناخن نہیں کاٹا ہے تو بدھ کے دن ہی کاٹنا واجب ہے کیونکہ چالیس دن سے زیادہ ناخن رکھنا ناجائز و مکروہ تحریمی ہے۔



سوال نمبر 69 اگر حاملہ عورت بچہ سمیت انتقال کرجائے تو نماز جنازہ کسطرح ادا کی جائیگی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

اگر حاملہ عورت اور پیٹ کا بچہ دونوں فوت کرجائیں تو متفق علیہ مسلہ یہ ہیکہ شرعی قانون کے تحت غسل وکفن کے بعد نماز جنازہ پڑھکر مردہ عورت کو مردہ بچہ سمیت دفن کردیا جائے اور بچے کو پیٹ سے نکالنا لازم نہیں اور الگ سے بچے کی نماز جنازہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔لیکن اگر ماں مرگئی ہو اور یقین ہو کہ پیٹ میں بچہ زندہ ہے تو پیٹ چاک کرکے بچے کو نکالا جائیگا ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ومن احیاھا فکۃنما ۃحیا الناس جمیعا ترجمہ کنزالایمان: اور جس نے ایک جان کو جلالیا اس نے گویا سب لوگوں کو جلالیا (سورۂ المائدہ آیت نمبر 32) اور فقہی جزئیات سے بھی یہی ثابت ہے: جیسا کہ فتاوی شامی۔باب صلاۃالجنازہ مطلب فی دفن المیت مطبوعہ کراچی میں ہے امرأۃماتت والولد یضطرب فی بطنھا۔قال محمد یشق بطنھا ویخرج الولد لایسع الا ذالک۔(ھکذافی الخانیۃ علی الھندیۃ۔کتاب الصلاۃ باب فی غسل المیت ومایتعلق بہ ،وھکذا فی الفتاوی الھندیۃ۔فی کتاب الصلاۃ۔الباب الحادی والعشرون فی الجنائز۔الفصل الاول فی المحتضر،ھکذافی الفتاوی التاتارخانیۃ فی کتاب الصلاۃ الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز نوع آخر فی الخطا الذی یقع فی الباب)

سوال نمبر 70 عورتیں حالت حیض میں نیاز کا کھانا بنا سکتی ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوہاب اللھم ھدایت الحق والصواب

حیض ونفاس کی حالت میں بھی عورتیں نیاز کا کھانا بنا سکتی ہیں اور دوسرے لوگ اسے کھا بھی سکتے ہیں۔جیسا کہ امام اہلسنت حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حائضہ کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی جائز ہے۔اسے اپنے ساتھ کھلانا بھی جائز ہے(ان باتوں سے احتراز یہود و مجوس کا مسئلہ ہے)

وقد کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یدنی رؤسہ الکریم لام المؤمنین الصدیقتہ رضی اللّٰہ تعالی عنھا وھی فی بیتھا وھو صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم معتکف فی المسجد لتغسلہ فتقول اما حائض فیقول حیضتک لیست فی یدک

(ترجمہ) سرکار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا سر مبارک دھلوانے کیلئے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے قریب کرتے تھے اس وقت آپ گھر میں ہوتیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں معتکف ہوتے۔ام المؤمنین عرض کرتیں میں حائضہ ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔

(بحوالہ فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 356 مسئلہ نمبر 148 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور پاکستان)

خلاصہ کلام یہ ہیکہ عورتیں حالت حیض میں بھی کھانا وغیرہ پکا سکتی ہیں اور دوسرے لوگ

اسے کھا بھی سکتے ہیں تو اسکے بنائے ہوئے کھانے پر نیاز کیونکر ممنوع ہوگا لہذا جائز ہے شرعًا اس میں کوئی قباحت نہیں۔

سوال نمبر 71 کئی شوہروں والی جنت میں کس کے ساتھ ہوگی، اور کنواری کس کے ساتھ ہوگی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

یقینًا جنت میں میاں بیوی ایک ساتھ رہینگے اور جنت میں داخل ہونے والی خواتین کو اللہ تعالیٰ سرے سے پیدا فرمائیگا۔ اور کنواری حالت میں جنت میں داخل ہونگی۔ جنتی خواتین اپنے شوہروں کی ہم عمر ہونگی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (انا آنشاھن)۔ بیشک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا۔ (فجعلناھا ابکارا) تو انہیں بنایا کنواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں (عربا اترابا) انہیں پیار دلائیاں ایک عمر والیاں (لاصحاب الیمین) دہنی طرف والوں کیلئے (ھذا نزلھم یوم الدین) (یہ انکی مہمانی ہے انصاف کے دن)

(سورۃ الواقعۃ آیت نمبر (35/36/37/38/56) ترجمہ کنز الایمان)

(پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے) (ادخلوا الجنۃ انتم وازواجکم تحبرون) سورۃ الزخرف آیت نمبر (70) ترجمہ کنز الایمان) داخل ہو جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں اور تمہاری خاطریں ہوتیں) آیات مذکورہ سے یہ ثابت ہوا کہ اہل ایمان جنتیوں کا میاں بیوی والا رشتہ جنت میں بھی قائم رہیگا)

اگر کوئی عورت یکے بعد دیگرے ایک سے زیادہ مردوں کے نکاح میں آئی تو ایک قول کے مطابق جس کے نکاح میں سب سے آخر میں تھی جنت میں اسی

کیساتھ ہوگی۔جیسا کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ حسن اخلاق کے پیکر نبیوں کے تاجور محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
فرمان روح پرور ہے۔عورت جنت میں اپنے اس شوہر کے نکاح میں دی جائے
گی۔جو دنیا میں اسکا سب سے آخری شوہر تھا۔(مسند الشامیین للطبرانی جلد دوم صفحہ(359) حدیث نمبر(1496)
دوسرا قول یہ ہے کہ جسکا اخلاق سب سے اچھا ہوگا اسے ملے گی۔جیسا کہ ام
المؤمنین حضرت سیدنا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے عرض کی : یارسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم !بعض عورتیں دنیا میں دو تین۔یا چار شوہروں سے
(یکے بعد دیگرے) شادی کرتی ہیں پھر مرنے کے بعد وہ جنت میں اکٹھے ہوں
تو وہ عورت کس شوہر کیلیئے ہوگی۔ارشاد فرمایا: اسے اختیار دیا جائیگا اور جس خاوند
کا اخلاق دنیا میں سب سے اچھا ہوگا وہ اسکو اختیار کریگی۔وہ کہیگی اے میرے
رب (عزوجل) میرے اس خاوند کا اخلاق سب سے اچھا تھا لھذا اسکے ساتھ
میرا نکاح فرمادے۔المعجم الکبیر جلد 23) صفحہ نمبر(367) حدیث نمبر(870)

(ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں)

خلاصہ کلام یہ ہیکہ : تمام جنتی عورتیں جنت میں اپنے اپنے شوہروں کے ساتھ
رہینگی اور اگر عورت کنواری ہو یعنی شادی سے پہلے ہی انتقال کرگئی ہو۔یا شادی
شدہ تو ہو۔لیکن اس کا شوہر جنتی نہ ہوتو۔جنت میں انکو اختیار دیا جائیگا جسکو وہ پسند
کریگی اسکے ساتھ اس کا نکاح ہوجائیگا۔اور اگر موجودہ لوگوں میں کسی کو بھی پسند
نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت میں ایک مرد پیدا فرمائیگا جو اسکے ساتھ نکاح
کریگا:فی الغرائب ولو ماتت قبل ان تزوج تخیر ایضا:ان رضیت بآدمی زوجت منہ:
وان لم ترض فاللہ یخلق ذکرا من الحور العین فیزوجھا منہ : یعنی مؤمنہ کنواری کو

اختیار دیا جائیگا: جسے وہ پسند کرے گی اسکے ساتھ اسکا نکاح کردیا جائیگا اور پسند نہ کیا تو تو اللہ عزوجل حورعین میں ایک مرد پیدا فرمائیگا اور اس سے اس کا نکاح کردیا جائے گا)

سوال نمبر 72 فرض روزوں کے باقی رہتے۔نفل روزہ رکھنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

جس کے ذمے رمضان شریف کے فرض روزے ہیں وہ اگر نفلی روزے رکھے تو وہ نفلی روزے قبول نہ ہونگے جبتک کہ وہ اپنے فرض روزے پورے نہ کرلے (چنانچہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ومن صام تطوعا وعلیه من رمضان شئی لم یقضه فانه لا یتقبل منه حتی یصومه۔ یعنی جو نفلی روزہ رکھے اور اس پر رمضان کا کوئی روزہ باقی ہو۔جسکی اس نے قضا نہیں کی۔تو اس کا یہ نفل روزہ قبول نہیں ہوگا جبتک وہ فرض روزہ نہ رکھ لے۔ (مسند احمد) جلد (14) صفحہ (269) مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

(اور) خلیل ملت حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اور لو لگائے رکھے کہ مولا عزوجل اپنے کرم خاص سے قضا نمازوں کے ضمن میں ان نوافل کا ثواب بھی اپنے خزائن غیب سے عطا فرمادے۔جن کے اوقات میں یہ قضا نمازیں پڑھی گئیں۔ (سنی بہشتی زیور نفل نمازوں کا بیان صفحہ نمبر (240) بحوالہ بہار شریعت حصہ چہارم قضا نمازوں کا بیان:)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جسکے ذمہ فرائض باقی ہیں اسکی نفل عبادت قبول نہیں ہوتی چاہے وہ روزہ کی شکل میں ہو یا نماز کی شکل میں یا زکوٰۃ کی شکل میں ہو۔اسی طرح جسکے ذمہ فرض روزے ہوں اسکے نفل روزے قبول نہیں ہوتے انہیں چاہئے کہ (محرم الحرام میں) نفل کی جگہ پر فرض روزے جو قضا ہوئے ہیں انہیں رکھ لے اور اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھے (اللہ عزوجل) سے امید ہیکہ وہ اپنے خزائن غیب سے ان قضا روزوں کے صدقے میں نفل روزوں کا بھی ثواب عطا فرمادے)

تھے اب کوئی جائداد اضافہ کردی۔وہ روپئے اور یہ جائدادسب کا مجموعہ مہر ہوجائیگانہ اس زیادت کیلئے اگلے مہر کا باقی ہونا شرط ہے۔اگرادا کردیا ہے تو معاف ہوچکا ہے تو اسکے بعدبھی زیادت روا ہے۔(فتاوی خلیلیہ جلددوم باب المھر صفحہ نمبر(98)مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور کراچی پاکستان)

مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری مارھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید تحریر فرماتے ہیں کہ ہاں شوہرمقررہ مہر پرکچھ مقدار بڑھاد ے تو یہ مقدار بھی شوہر پر واجب ہوگئی۔

(فتاوی خلیلیہ جلددوم صفحہ نمبر 97/98 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور کراچی پاکستان)

خلاصہ کلام یہ ہیکہ :اگر شوہر مقررہ دین مہر پر کچھ بڑھا کردینا چاہے اوردونوں کی رضامندی شامل ہوتو بڑھا کردے سکتا ہے۔لہذا اگرشوہر نے مقررہ مہر پر کچھ مقدار بڑھادیا۔تو شوہر پر۔ بڑھا کردینا واجب ہے۔اور دین مہر دیدینے کے بعدواپس مانگنا حرام ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

سوال نمبر 73 شوہر کا مقررہ دین مہر پر کچھ بڑھا کر دینا اور پھر واپس لے لینا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

شوہر جب چاہے زوجہ کے مہر میں اضافہ کرسکتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (ولا جناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضة) (ترجمہ کنزالایمان)

اور قرارداد کے بعد تمہارے آپس میں کچھ رضامندی ہوجائے تو اس میں گناہ نہیں۔

(سورۃ النساء آیت نمبر (24)

اسی آیت کے تحت تفسیر بضاوی میں ہے (فیما یزاد علی المسمیة ویحط بہ عنہ بالتراضیی) (ترجمہ) باہم رضامندی سے جو کچھ طئے شدہ مہر میں زیادہ یا کم کیا جاتا ہے اس میں گناہ نہیں (تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ نمبر (69) موٴسسۃ الرسالہ بیروت)

(اور البدائع الصنائع میں ہے (وتجوزالزیادۃ فی المھر اذا تراضیا بھا والحط عنہ اذارضیت (ترجمہ) مقررہ مہر میں اضافہ کرنا جائز ہے۔ جبکہ میاں بیوی دونوں اسپر راضی ہوں اور کمی بھی جائز ہے جبکہ بیوی اسپر راضی ہو۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع جلد نمبر (3) صفحہ نمبر (5 1 9)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

اور خلیل ملت مفتی احمد خان قادری برکاتی نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: شوہر کو ہروقت زوجہ کے مہر میں زیادت کا اختیار ہے اور اب مہر یہی قرار پائیگا: جو بعد اس زیادت کے مقرر ہوا۔ اسکے لئے تجدید نکاح کی حاجت نہیں۔ بلاتجدید نکاح بھی زیادت کرسکتا ہے۔ نہ اس میں گواہوں کی ضرورت ہے۔ تنہائی میں باہم اضافہ کرلینا صحیح ہوجائیگا۔ ہاں اگر شوہر انکار کرے تو گواہ درکار ہونگے۔ نہ زیادت جنس مہر سے ہونی لازم۔ خلاف جنس بھی صحیح ہے۔ مثلاً روپئے مہر

سوال نمبر 74 اگر پہلی رکعت میں سورہ والناس پڑھی تو آخری رکعت میں کونسی سورت پڑھی جائے گی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

اگر کسی شخص نے فرض نماز کی پہلی رکعت میں۔ قل اعوذ برب الناس پڑھا۔ تو دوسری میں بھی یہی پڑھے۔ جوہرہ نیرہ میں ہے (واذاقرة فی الاولی قل اعوذ برب الناس: یقرة فی الثانية: قل اعوذ برب الناس) (جوھرة النیرة علی مختصر قدوری جلد اول صفحہ نمبر 58)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابو العلاء علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ: دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے۔ جب کہ کوئی مجبوری نہ ہو۔ اور مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں۔ مثلاً۔ پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس پڑھی۔ تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے یا دوسری میں بلا قصد وہی پہلی صورت شروع کردی یا دوسری سورت یاد نہیں آئی تو وہی پہلی پڑھے)

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ نمبر 548 مسئلہ نمبر 32 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

مزید فرماتے ہیں کہ: اور نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورت کو بار بار پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ نمبر 549 مسئلہ نمبر 33 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

اور امام اہل سنت مجدد دین وملت کنز الکرامت جبل الاستقامت غواص بحر معرفت الحاج الحافظ الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: بغیر ضرورت فرائض میں مکروہ تنزیہی ہے: پس پہلی رکعت میں سورۃ الناس عمداً نہیں پڑھنی چاہیئے۔ تاکہ تکرار کی ضرورت نہ پڑ جائے۔ اگر سہواً یا عمداً پڑھ چکا تو اب دوسری رکعت میں وہی سورت یعنی

سورۃ الناس دوبارہ پڑھے۔ کیونکہ ترتیب بدل کر پڑھنا تکرار سے بھی سخت ہے: بخلاف ختم قرآن کی صورت کے کہ اس میں پہلی رکعت میں سورۃ الناس تک پڑھنا اور دوسری رکعت میں الم تا ھم المفلحون پڑھنا جائز اور درست ہے)

(فتاوی رضویہ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 266 مسئلہ نمبر 458 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کسی نے فرض کی پہلی رکعت میں سہوا: قل اعوذ برب الناس: پڑھدی تو دوسری رکعت میں بھی اسی کو پڑھے: ایسی صورت میں بلا کراہت نماز ہوجائیگی :اور اگر کسی نے قصدًا پہلی رکعت میں: قل اعوذ برب الناس: پڑھی تو بھی دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الناس ہی پڑھے: ایسی صورت میں کراہت تنزیہی کیساتھ نماز ادا ہوجائیگی۔ اور مذکورہ دونوں صورتوں میں سجدہ سہو لازم نہیں ہے: ہاں البتہ نوافل اور سنت غیر موکدہ میں ایک ہی سورت کو بار بار پڑھنا بلا کراہت جائز ہے)

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

سوال نمبر 75 شوہر نے بی بی سے کہا نماز پڑھو بی بی نے کہا میں نہیں پڑھونگی تو کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

اگر بی بی نے یہ کہا کہ میں نماز نہیں پڑھونگی تو اسکے کہنے میں متعدد احتمال ہیں چند ایک ملاحظہ ہو (ایک) تو یہ کہ نماز نہیں پڑھتی اسلئے کہ پڑھ چکی (دوسرا) یہ کہ میں نماز نہیں پڑھتی۔ یعنی تیرے حکم سے نہیں پڑھتی۔ اسلئے کہ تجھ سے جو بہتر ہے وہ حکم کر چکا ہے (تیسرا) یہ کہ میں نماز نہیں پڑھتی یعنی بے باکی اور فسق کے طور پر کہا (چوتھا) یہ کہ میں نماز نہیں پڑھتی اس وجہ سے کہ مجھ پر نماز فرض نہیں ہے۔ اور نہ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اس چوتھی صورت میں حکم کفر ہے)

(فتاوی ہندیہ میں ہے قول الرجل لا اصلی یحتمل اربعۃ اوجہ احدھا لا اصلی لانی صلیت والثانی لا اصلی بامرک فقد امرنی بھا من ھو خیرک والثالث لا اصلی فسقا مجانۃ فھذہ الثلاثتہ لیست بکفر والرابع لا اصلی اذ لیس یجب علی الصلاۃ ولم اومر بھا یکفر)

(فتاوی ہندیہ کتاب السیر۔ باب احکام المرتدین۔ ما یتعلق بالصلاۃ)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ و مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: کسی کلام میں چند معنی بنتے ہیں بعض کفر کی طرف جاتے ہیں اور بعض اسلام کی طرف تو اس شخص کی تکفیر نہیں کی جائیگی (یعنی اسکو کافر قرار نہیں دیا جائیگا ہاں اگر معلوم ہو کہ قائل نے معنئ کفر کا ارادہ کیا۔ مثلاً وہ خود کہتا ہیکہ میری مراد یہی ہے تو کلام کا محتمل ہونا نفع نہ دیگا۔ یہاں سے معلوم

ہواکہ کلمہ کے کفر ہونے سے قائل کا کافر ہونا ضروری نہیں

(بحوالہ بہار شریعت جلد دوم حصہ 9 صفحہ نمبر 455 مرتد کا بیان۔ مسئلہ نمبر 3 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

اگر نیت یہ تھی کہ نماز پڑھ چکی ہوں اسلئے نہیں پڑھونگی یا نیت یہ تھی کہ میں تیرے حکم سے نہیں پڑھونگی۔ یا بے باکی اور فسق کے طور پر کہا تو ان تمام صورتوں میں (ہندہ) کافرہ نہ ہوئی اور نکاح نہ ٹوٹا بلکہ ایسی باتیں کہنے کی وجہ سے اس پر صرف توبہ لازم ہے۔لیکن اگر اس نیت سے کہا کہ مجھ پر نماز فرض ہی نہیں ہے۔اور نا ہی مجھے اسکا حکم دیا گیا ہے تو (ہندہ) کافرہ ہوگئی لیکن پھر بھی نکاح نہیں ٹوٹیگا بلکہ (زید) کے نکاح میں ہی رہیگی: اگرچہ ظاہر مذہب یہی ہے کہ زوجین میں سے کوئی اسلام سے پھر جائے تو اسکا نکاح فوراً فسخ ہوجائیگا لیکن۔اب فتوی اس بات پر ہیکہ مسلمان عورت ارتداد کے سبب نکاح سے خارج نہیں ہوتی۔ جیسا کہ سیدی حضور سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: اب فتوی اس بات پر ہیکہ مسلمان عورت معاذ اللہ مرتد ہو کر بھی نکاح سے نہیں نکل سکتی وہ بدستور اپنے مسلمان شوہر کے نکاح میں ہے: ومن ذالک افتائی مرارا بعدم انفساخ نکاح امرأۃ مسلم بارتدادھا۔لمارءیت من تجا سرھن مبادرۃ الی قطع العصمۃ کما بینتہ۔فی السیر من فتاوانا وکم لہ من نظیر (ترجمہ) یعنی اس وجہ سے بارہا فتوی دیا کہ مسلمان کی بیوی کا نکاح اسکے مرتد ہونے سے فسخ نہ ہوگا۔ کیونکہ میں عورتوں کو عصمت نکاح سے نکلنے میں جلد بازو جری دیکھا۔ میں اسے اپنے فتاوی کی کتاب السیر میں بیان کیا اور اسکی بہت سی نظیریں ہیں اھ)

(بحوالہ فوائد رضویہ حاشیہ فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ نمبر 393، مجلس شرعی کے فیصلے صفحہ نمبر 493 ناشر والضحی پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاھور پاکستان، فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ نمبر 161 مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازارا لاھور پاکستان، فتاوی مصطفویہ صفحہ نمبر 344)

حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ: مرتدہ شوہر پر حرام ہوگئی۔ وہ جبتک توبہ کر کے اسلام نہ لائے اس سے جماع حرام اس جماع سے جو اولاد ہوگی ولد الحرام ہوگی اگرچہ ولد الزنا نہ کہیں ہندہ پر فرض ہیکہ کلمہ کفر سے توبہ کرے اور از سر نو مسلمان ہو اسکے بعد زید دو گواہوں کے سامنے اس سے دوبارہ نکاح کرے ملخصا اھ)

(فتاوی رضویہ جلد نمبر (6) صفحہ نمبر (138) خلاصہ کلام یہ ہیکہ توبہ واستغفار اور تجدید ایمان کے بعد نکاح بھی لازم وواجب ہے۔ عورت اسکے شوہر کی جانب لوٹائی جائیگی وہ کسی اور سے نکاح نہیں کرسکتی: اور نا ہی بنا تجدید نکاح اپنے شوہر کیلئے حلال ہوگی)



سوال نمبر 76 بعض عورتیں اپنے سروں کے بالوں کو بیچ دیتی ہیں اور دوسروں کے بالوں کو استعمال بھی کرتی ہیں ایسا کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

زندہ یا مردہ انسان کے بالوں کی تجارت یعنی خرید و فروخت کرنا احترام انسانیت کی وجہ سے ناجائز و حرام ہے۔ اور ان سے کسی قسم کا نفع اٹھانا بھی ناجائز ہے) جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابو العلاء علامہ و مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: انسان کے بال کی بیع درست نہیں اور انہیں کام میں لانا بھی جائز نہیں۔ مثلاً ان کی چوٹیاں بنا کر عورتیں استعمال کریں حرام ہے حدیث میں اسپر لعنت فرمائی ہے۔

(بہار شریعت جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 700 بیع فاسد کا بیان مسئلہ نمبر 21 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

ہاں عورت جانوروں کے بال اپنے بالوں کو بڑھانے کیلئے استعمال کرسکتی ہیں اور مرد کو ایسا کرنے یا وِگ لگانے کی قطعاً اجازت نہیں)

علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں: وشئ الانسان والانتفاع بہ لم یجز والانتفاع لان الآدمی مکرم غیر مبدل فلایجوز ان یکون شئی من اجزائہ مھانا مبتدلا۔ وقد قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ لعن اللّٰہ الواصلۃ والمستوصلۃ وانما یرخص فیما یتخذ من الوبر فیزید فی قزون النسآئ وذوائبھن: (ترجمہ) انسان کے بالوں کی خرید و فروخت اور اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا ناجائز ہے۔ کیونکہ آدمی محترم ہے۔ اسکے کسی جزء کو

استعمال کیا نہیں جا سکتا: اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسی عورت پر لعنت بھیجتا ہے جو اپنے بالوں میں انسانوں کے بال ملاتی ہے۔ ہاں عورت کا اپنے مینڈھیوں میں جانوروں کے بالوں کو استعمال کرنے میں اجازت ہے۔

(البحر الرائق کتاب البیوع باب بیع الفاسد جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 88 مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی بیروت)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جانوروں کے بال کی خرید وفروخت کرنا اور اسکا استعمال کرنا جائز ہے مگر انسان کے بال کی خرید وفروخت کرنا یا اسکو استعمال کرنا ناجائز وحرام ہے لہذا اگر کوئی عورت اپنے سر کے بال کی تجارت کرتی ہے تو۔ وہ کار حرام کا مرتکبہ وفاسقہ معلنہ ہے۔ کیونکہ فاسقہ معلنہ وہ عورت ہے جو کھلے طور پر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے یا بار بار گناہ صغیرہ کا مرتکب ہو۔ اگر کوئی عورت چھپ چھپا کر کسی گناہ میں ملوث ہوتی ہے تو بھی فاسقہ ضرور ہے مگر فاسق غیر معلنہ ہے۔ لہذا عورتوں کو چاہئے کہ اپنے سروں کے بالوں کی تجارت نہ کرے بلکہ سر سے جھڑے ہوئے بالوں کو دفن کردے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ۝ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِن شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَٰهِ النَّاسِ ۝ مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

سوال نمبر 77 کیا نفل روزہ یا نفلی عبادت کرنے کیلئے شوہر کی اجازت ضروری ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

نفلی عبادت کیلئے عورت کو اپنے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے۔اگر بغیر اجازت نفلی روزہ رکھا یا کوئی بھی نفلی عبادت کی تو ثواب شوہر کو ہوگا۔ (حدیث شریف میں ہے) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہیکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا والذی نفسی بیدہ لاتودی المرأۃ حق ربھا حتی تؤدی حق زوجھا (یعنی) قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔عورت خدا کا حق ادا نہیں کرسکتی۔جبتک کہ وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے (ابن ماجہ صفحہ نمبر 132)

اس حدیث پاک میں شوہر کے حقوق کی اہمیت کو کتنے اچھے انداز میں بیان کیا گیاہے کہ اگرکوئی عورت اپنے کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتی ہے۔توگویا اس نے اللہ کے حقوق کو پامال کیا:اس سے پتہ چلتا ہے کہ عورت کیلئے نفل نماز سے بہتر شوہر کہ خدمت ہے۔کہ اگرکوئی عورت شوہر کی خدمت نہ کرکے نفل نماز میں مشغول رہتی ہے۔تو اس کا یہ نماز پڑھنا کچھ سودمند نہ ہوگا یہاں تک کہ۔ ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ:اگرعورت شوہر کی اجازت کے بغیرکوئی نفلی عبادت کرے۔توگنہگار ہوگی:ابوداؤدوطیالسی وابن عساکرابن عمررضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہیکہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا۔شوہر کاحق عورت پر یہ ہیکہ اپنے نفس کواس سے نہ روکےاورسوائے فرض کے کسی دن

بغیر اسکی اجازت سے روزہ نہ رکھے۔اگر ایسا کیا۔یعنی بغیر اجازت نفلی روزہ رکھ دیا تو گنہگار ہوئی۔اور بغیر اجازت اسکا کوئی بھی عمل مقبول نہیں۔اگر عورت نے کرلیا تو شوہر کو ثواب ہے۔اور عورت پر گناہ۔اور بغیر اجازت اسکے کسی کا گھر نہ جائے اگر ایسا کیا تو جبتک توبہ نہ کرے اللہ اور اسکے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔عرض کیا گیا اگر شوہر ظالم ہو۔فرمایا اگرچہ شوہر ظالم ہو

(کنز العمال جلد دوم صفحہ نمبر 52) اور فتاوی ہندیہ میں ہے:

ویکرہ ان تصوم المرأۃ بغیر اذن زوجھا الا ان یکون مریضا او صائما او محرما بحج او عمرۃ۔ولیس للعبد والامۃ ان یصوما تطوعا الا باذن المولی کیفما کان۔وکذا المدبر والمدبرۃ وام الولد۔فان صام احد من ھولاء للزوج ان یفطر المرأۃ وللمولی ان یفطر العبد والامۃ وتقضی المرأۃ اذا اذن لھا زوجھا۔او بانت ویقضی العبد اذا اذن لہ المولی او اعتق فاما اذا کان الزوج مریضا او صائما او محرما لم یکن لہ منع الزوجۃ من ذالک ولھا ان تصوم وان نھاھا ولیس کذالک العبد والامۃ فان للمولی منھما علی کل حال۔کذا فی الجوھرۃ النیر۔

(الفتاوی الھندیۃ جلد اول صفحہ نمبر 201 الفتاوی الشامیۃ جلد دوم صفحہ نمبر 133)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ فرائض کی ادائیگی کیلئے بیوی کو شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں لہذا رمضان کے فرض روزے اور فرض نمازیں وغیرہ شوہر کی مرضی کے بغیر بھی ادا کریگی۔البتہ نفل نماز یا روزہ ادا کرنے سے اگر شوہر کی حق تلفی ہو تو اس صورت میں شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ رکھنا یا نفل نماز پڑھنا عورت

کیلئے درست نہیں۔ اگر شوہر کا حق ضائع نہ ہو تو شوہر کی اجازت کے بغیر بھی نفل روزہ اور نماز پڑھنا درست ہے۔ اذن جس طرح صراحۃ ہوتا ہے۔ یوں ہی دلالۃ بھی ہوتا ہے۔ یعنی شوہر کو معلوم ہیکہ فلاں نفلی عبادت عورت کریگی اور اس نے منع نہ کیا تو یہ بھی اجازت ہے۔ اجازت کی ضرورت اس وقت ہے جب شوہر پاس ہو اگر شوہر دور ہو تو اجازت کی ضرورت نہیں اسی طرح اگر شوہر سخت بیمار ہو یا خود روزہ دار ہو یا حالت احرام میں ہو تو اجازت کی ضرورت نہیں۔ اگر شوہر کا حق ضائع ہوتا ہو اور اسکی اجازت کے بغیر نفلی رکھا تو روزہ تو درست ہو گا لیکن اس کا ثواب شوہر کو ملیگا)

سوال نمبر 78 بعد ولادت بچے کے کان میں کتنے دنوں تک اذان کہی جا سکتی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

نومولود بچوں کے کان میں اذان و اقامت کہنا مستحب ہے کوئی فرض و واجب نہیں ہے۔ جیسا کہ خلیفۃ اعلی حضرت مصنف بہار شریعت حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ ابوالعلاء علامہ و مولانا مفتی محمد امجد علی علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ بچے کے کان میں اذان دینا مستحب ہے)

(بہار شریعت حصہ (3) صفحہ نمبر (32) مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی شریف انڈیا)

نومولود کے کان میں اذان و تکبیر پیدا ہونے کے فوراً بعد کہیں تا کہ جن حکمتوں اور فوائد کے پیش نظر اس اذان کا حکم ہے۔ وہ حاصل ہوں خیال رہیکہ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد کان میں اذان و تکبیر کہنے سے بچہ شیطانی خلل اور ام الصبیان جیسی بیماری

سے محفوظ رہتا ہے) جیسا کہ امام اہلسنت حضور سیدی سرکار اعلی حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فتاوی رضویہ شریف میں والدین پر اولاد کے (60) حقوق بیان فرماتے ہوئے (حقوق نمبر (08) میں تحریر فرمایا ہے کہ: جب بچہ پیدا ہو فوراً اسید ھے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہے کہ خلل شیطان اور ام الصبیان سے بچے) (رسالہ مشعلۃ الارشاد فی حقوق الاولاد) (فتاوی رضویہ شریف جلد (24) صفحہ نمبر (452 تا 453) مسئلہ نمبر (167) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور پاکستان)

خلاصہ کلام یہ ہیکہ نومولود بچے کے کان میں اذان دینا کوئی فرض وواجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اگر اذان نہ بھی دی گئ تو گنہگار نہ ہوا لیکن یاد رہیکہ بچے کی پیدائش کے فوراً ابعد کان میں اذان وتکبیر کہد ینے سے بچہ خلل شیطان اور ام الصبیان جیسی خطرناک بیماری سے وظر رہتا ہے۔ اگر کسی وجہ کر بچے کی پیدائش کے فوراً ابعد اذان نہ دے سکے تو چند دنوں بعد بھی دائیں کان میں چار بار اذان اور بائیں کان میں تین بار تکبیر کہد ینا جائز ہے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی لہذا اگر بچہ صرف سات ماہ میں پیدا ہو گیا اور ڈاکٹروں نے ضرورت کے تحت شیشے میں رکھدیا تو شیشے سے نکالے جانے کے بعد اسکے کان میں اذان وتکبیر کہد یں ان شاء اللہ فائدہ ہوگا)

سوال نمبر 79 اگر شوہر کو سزائے عمر قید ہوگئی تو بیوی دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوهاب اللهم هدایت الحق والصواب

اگر کسی عورت کے شوہر کو قتل کے جرم میں عمر قید کی سزا ہوجائے تو اس عورت پر لازم ہے کہ اپنے شوہر کی رہائی کا انتظار کرے۔ اسلئے کہ ابھی اس کا شوہر بقید حیات ہے یعنی زندہ ہے اور (رہا) عمر قید کا معاملہ تو فی زمانہ اس کا وقت مقرر ہوتا ہے۔ اور وہ (رہا) بھی ہوجاتا ہے۔ اگرچہ بڑھاپے میں ہو۔ اور عمر قید کی سزا میں (شاید) کبھی کبھی قیدی کو فیملی سے ملنے کی اجازت بھی ملتی ہے اسلئے (فتنہ) اکبر سے بچنے کی صورت بھی نکل جاتی ہے۔

لیکن اگر عورت اپنے شوہر سے چھٹکارا چاہتی ہے تو وہ حق خلع استعمال کرسکتی ہے۔ خیال رہے کہ مال کے بدلے میں نکاح کو زائل کرنے کا نام خلع ہے اگر شوہر خلع پر راضی ہو تو۔ خلع کرسکتی ہے۔ یعنی عورت اپنے شوہر کو کچھ مال دیکر چھٹکارا حاصل کرسکتی ہے) جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ (فان خفتم الا یقیما حدوداللّٰہ فلا جناح علیھما افتدت بہ) (ترجمہ کنزالایمان) پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہیں حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دیکر عورت چھٹی لے (سورۃ البقرہ آیت نمبر (229)

(ہدایہ میں ہے) واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا لا یقیما حدود اللّٰہ فلا بتہ س بان تتقدی نفسھا بمال یخلعھا بہ۔لقولہ تعالی۔فلاجناح علیھمافیماافتدت بہ فاذاوقع بالخلع تطلیقۃبائنۃ۔ولزمھا المال (اھ)

(ھدایہ جلد اول صفحہ نمبر (384) باب الخلع ۔ مطبوعہ مجلس برکات ۔ مبارکپور ۔ یوپی)

(ردالمحتار میں ہے) وفی القھستانی عن شرح الطحاوی: السنۃ اذا وقع بین الزوجین اختلاف ان یجتمع اھلھا لیصلحوا بینھما فان لم یصلحا جاز الطلاق ۔ والخلع: اھ: (الدرالمختار ۔ وردالمحتار جلد سوم صفحہ نمبر (441)

امام اہلسنت حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: خلع شرع میں اسی کو کہتے ہیں کہ: شوہر برضائے خود مہر و مال وغیرہ کے عوض عورت کو نکاح سے جدا کردے ۔ تنہا زوجہ کیلئے نہیں ہوسکتا ۔ اھ) (فتاوی رضویہ جدید جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 264 مسئلہ نمبر 39 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابوالعلاء حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں: عورت کا قبول کرنا شرط ہے ۔ بغیر اسکے قبول کئے خلع نہیں ہوسکتا ۔ اور اسکے الفاظ معین ہیں ۔ ان کے علاوہ اور لفظوں سے نہ ہوگا: پھر فرماتے ہیں ۔ اگر زوج وزوجہ میں نااتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کرسکینگے ۔ تو خلع میں مضائقہ نہیں اور جب خلع کرلیں تو طلاق بائن واقع ہوجائیگی ۔ اور جو مال ۔ ٹھہرا ہئے عورت پر اسکا دینا لازم ہے) (بہار شریعت جلد دوم صفحہ نمبر (194) خلع کا بیان مسئلہ نمبر (1/2) مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

یاد رہے کہ شریعت اسلامیہ میں جب ایک مرتبہ نکاح منعقد ہوجاتا ہے تو بیوی اپنے شوہر کی زوجیت سے کبھی خارج نہیں ہوتی ہاں اگر شوہر اسے طلاق دیدے

یا خلع کردے یا وہ مرجائے تو بعد عدت بیوی دوسرے سے نکاح کرسکتی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (والمحصنات من النسآئ) (ترجمہ کنزالایمان) اور حرام ہیں شوہردار عورتیں) (سورۃ النسآء آیت نمبر (24) یعنی شادی شدہ عورتیں دوسروں کیلئے حرام ہیں (ردالمحتار جلد دوم صفحہ نمبر (623) باب العدۃ میں البحرالرائق سے منقول ہے) (اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا) (اور عالمگیری جلد اول صفحہ نمبر (289) میں ہے (لا یجو للرجل ان یتزوج زوجہ غیرہ) خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسی صورت میں عورت کیلئے حکم شرع یہ ہے کہ اپنے شوہر کی رہائی کا انتظار کرے اگر عورت شوہر کا انتظار کرنا نہیں چاہتی ہے بلکہ دوسری شادی کرنا چاہتی ہے۔تو اپنے شوہر سے کچھ مال کے بدلے میں خلع کا مطالبہ کرے۔اس میں دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔اور خلع کے بعد طلاق بائن واقع ہوجائیگی۔ اور پھر بعد عدت دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے۔اور اگر خلوت صحیحہ نہیں ہوئی ہے تو عورت بعد خلع بغیر عدت گزارے دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔کما قولہ تعالیٰ۔ثم طلقتموھن قبل ان تمسوھن فمالکم علیھن من عدۃ تعتدونھا: سورۃ الاحزاب آیت نمبر (33/49) یعنی پھر تم انہیں طلاق دیدو قبل اسکے کہ تم انہیں مس کرو تو تمہارے لئے ان پر کوئی عدت نہیں)

سوال نمبر 80 بعض عورتوں کا کہنا ہے کہ محرم اور صفر کے مہینے میں نکاح نہیں کرنا چاہئے کیا یہ صحیح ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

شریعت مطہرہ میں کسی سال یا کسی مہینے یا کسی دن بھی شادی بیاہ کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔لہذا ماہ محرم الحرام اور ماہ صفر المظفر میں بھی شادی۔ بیاہ اور منگنی وغیرہ کرنا سب جائز ہے۔امام اہلسنت حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا کہ ماہ محرم الحرام اور ماہ صفر المظفر میں نکاح کرنا منع ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیوں؟ تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا: کہ نکاح کسی مہینے میں منع نہیں)(فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر (11) صفحہ نمبر (266) مسئلہ نمبر (90) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور) خلاصہ کلام یہ ہے کہ ماہ محرم الحرام اور صفر المظفر اور دیگر تمام مہینوں میں بھی نکاح جائز ہے۔ یہ جو بعض عورتوں کا کہنا ہے کہ ماہ محرم اور صفر میں نکاح نہیں کرنا چاہئے۔ شریعت میں اسکی کوئی اصل نہیں ہے۔یہ ساری باتیں بے بنیاد ہیں۔مسلمانوں کو ایسے خیالات وتوہمات سے دور رہنا چاہئے)



سوال نمبر 81 لڑائی کے دوران ساس بہو کو اور بہو ساس کو بھدی بھدی گالیاں دیتی ہیں یہ کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کی تحقیر کرنا یا اسے گالی دینا حرام قطعی ہے وگناہ کبیرہ ہے) جیسا کہ امام اہلسنت حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی رضویہ میں نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سباب المسلم فسوق) یعنی مسلمانوں کو گالی دینا فسق۔ گناہ کبیرہ ہے۔ (رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ والحاکم (اسے) امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، اور حاکم، نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا) (صحیح مسلم کتاب الایمان باب سباب المسلم فسوق جلد اول صفحہ نمبر (58) قدیمی کتب خانہ کراچی) (بحوالہ فتاوی رضویہ جلد نمبر (21) صفحہ نمبر (127/128) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور:) احمد وبزار نے عبداللہ بن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے بسند جید روایت کیا۔ سباب المسلم کالمشرف علی الھلکۃ۔ مسلمان کو گالی دینے والا اس شخص کی مانند ہے۔ جو عنقریب ہلاکت میں پڑا چاہتا ہے۔ (الترغیب والترھیب بحوالہ البزار الترھیب من السباب واللعن مصطفی البانی مصر جلد سوم صفحہ (476)

طبرانی نے اوسط میں بسند حسن حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (من اذا مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔ جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ (المعجم الاوسط جلد چہارم صفحہ نمبر (373)

حدیث نمبر(3633)مکتبۃ المعارف ریاض:)(بحوالہ فتاوی رضویہ شریف جلد(21)صفحہ نمبر(128)مسئلہ نمبر(11)
مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور) خلاصہ کلام یہ ہے کہ گالیاں دینا سخت ناجائز وحرام ہے اور کسی بھی مسلمان مرد وعورت کیلئے یہ جائز نہیں کہ بلاوجہ شرعی کسی کو بھی گالی دے لہذا ساس کو چاہئے کہ وہ اپنی بہو کو بھدی بھدی گالیاں دینے کے بجائے اسے پیار ومحبت سے سمجھائے بوقت ضرورت ڈانٹ بھی پلائے مگر زبان پر گالیوں کے الفاظ ہرگز نہ لائے اور بہو کو بھی چاہئے کہ اپنی ساس کو ماں کا درجہ دے اسکی خدمت کرے اور ہرگز ہرگز اپنی ساس کو گالیاں نہ دے اگر ساس اور بہو دنوں اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھائنگی تو ان شاء اللہ عزوجل خوش حال زندگی گزریگی)

سوال نمبر 82 حالت روزہ میں انجکشن لگوانا یا خون جانچ کروانا یا یا خون عطیہ دینا۔ یا سلائن کروانا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

صبح صادق سے لیکر سورج ڈوبنے تک جان بوجھکر کھانے پینے اور جماع کرنے سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے(بہار شریعت) کھانے پینے جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو(بہار شریعت) اسکی مزید تفصیل فتاوی رضویہ شریف میں ہے۔کہ روزہ تین باتوں سے جاتا ہے(1) جماع اگرچہ انزال نہ ہو(2) مس جبکہ انزال ہو(3) باہر سے کوئی چیز جوف (پیٹ) میں اس طرح داخل ہو کہ باہر سے اس کا علاقہ نہ رہے۔مثلاً ڈورے میں بوٹی باندھکر نگل لی اور ڈور باہر ہے۔تو اگر اسے نکال لیگا۔روزہ نہ

جائیگا۔اور اگر ڈور باقی نہ رہی یا نکالنے میں بوٹی یا اس کا کچھ حصہ جوف میں رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔ فتاوی رضویہ کتاب الصوم جلد (10)

فتاوی مفتئ اعظم میں ہے کہ محتاط علماء کے نزدیک انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ چاہے انجکشن گوشت میں لگایا جائے۔ یا رگ میں: اور فقیہ العصر حضرت علامہ و مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: تحقیق یہ ہیکہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ چاہے رگ میں لگایا جائے چاہے گوشت میں کیونکہ اس کے بارے میں ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ جماع اور اسکے ملحقات کے علاوہ روزہ کو توڑنے والی صرف وہ دوا اور غذا ہے جو مسامات اور رگوں کے علاوہ کسی منفذ سے دماغ اور پیٹ میں پہنچے

(درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ (108)

اندرون جسم کسی جگہ دوا یا غذا کا مسام کے ذریعہ پہنچنا روزہ نہیں توڑتا۔ جب یہ ذہن نشیں ہو گیا کہ۔ روزہ توڑنے والی وہ دوا۔ اور غذا ہے جو مسامات کے علاوہ کسی منفذ سے دماغ اور پیٹ تک پہنچے۔ تو اب انجکشن کی حقیقت پر غور کیجئے: جو انجکشن گوشت میں لگتا ہے۔ اس کے بارے میں۔ تو ظاہر ہیکہ وہ مسامات ہی کے ذریعے پہنچتا ہے۔ لہذا اس سے (روزہ نہیں ٹوٹتا) رہ گیا رگ کا انجکشن تو اسکے جسم میں پہنچنے کی کیفیت یہ ہے کہ وہ خون کیساتھ جسم میں پھیلتی ہے (اور ماہرین تشریح جانتے ہیں کہ خون رگوں سے دل میں جاتا ہے اور وہاں سے پھر واپس رگوں میں آتا ہے دل سے دماغ اور پیٹ تک کوئی منفذ نہیں اسلئے رگوں کے انجکشن سے بھی روزہ نہیں ٹوٹیگا)

(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ نمبر (516) مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاھور پاکستان)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انجکشن لگوانے یا خون ٹیسٹ کروانے یا خون عطیہ دینے یا پانی سلائن کروانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر خون ٹیسٹ کروانے میں ضعف کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں: البتہ روزے کی حالت میں بلڈ بینک میں خون کا عطیہ کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ عطیہ دینے کی صورت میں (250 سے 300) ملی لیٹر تک خون نکال لیا جاتا ہے۔ جس سے روزہ دار کو کمزوری لاحق ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ ہاں اگر کسی مسلمان کی جان بچانے کیلئے خون دینا ہو تو رات میں دے دن میں دینا مکروہ ہے) (کمافی الھندیۃ وما یدخل من مسام البدن من الدھن لا یفطر ھکذا فی شرح المجمع) (فتاوی عالمگیری الفتاوی الھندیۃ کتاب الصوم۔ الباب الرابع۔ فیما یفسد وما لا یفسد جلد اول صفحہ 203 مطبوعہ رشیدیہ)

ولا بۃس بالحجامۃ ان ۃمن علی نفسہ الضعف اما اذا خاف فانہ یکرہ وینبغی لہ ان یوخر الی وقت المغرب۔ وذکر شیخ الاسلام: شرط الکراھۃ ضعف یحتاج فیہ الی الفطر والفصد نظیر الحجامۃ ھکذا فی المحیط

(الفتاوی الھندیۃ۔ جلد اول صفحہ نمبر (200) مطبوعہ دار الفکر بیروت)



سوال نمبر 83 رضاعی بہن کیساتھ نکاح درست ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

رضاعی بھائی بہن کا آپس میں نکاح حرام ہے اسلئے کہ اگر کوئی بھی بچہ مدت رضاعت میں کسی عورت کا دودھ پی لے تو دودھ پینے والے بچے پر دودھ پلانے والی عورت اور اسکے تمام اصول وفروع حرام ہوجاتے ہیں۔اسلئے کہ یہ خاتون ان بچوں کی ماں اور اسکی تمام اولادان بچوں کے رضاعی بھائی بہن جاتے ہیں: اور رضاعی بھائی بہن کا نکاح نہیں ہوسکتا)(ارشاد باری تعالیٰ ہے) (واخواتکم من الرضاعة)(ترجمہ کنزالایمان)(اورحرام ہوئیں تم پر دودھ کی بہنیں)(سورۃ النساء آیت نمبر(23)حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں(ان الرضاعة تحرم ماتحرم من الولادة اھ)(صحیح مسلم۔رقم نمبر(1444)کتاب الرضاع باب یحرم من الرضاعة مایحرم من الولادة۔یعنی رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہوجاتے ہیں جونسب سے حرام ہوتے ہیں۔صحیح البخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے۔قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم:الرضاعة تحرم ماتحرم الولادة:یعنی رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہوجاتے ہیں جونسب سے حرام ہوتے ہیں:صحیح البخار جلد دوم صفحہ نمبر(764)کتاب النکاح۔باب امھاتکم اللاتی ارضعنکم ویحرم من الرضاعة مایحرم من النسب:)جوہرنیرہ میں ہے:کذالک بنات اختہ من الرضاعة لقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم۔یحرم من الرضاعة مایحرم من النسب اھ)

(جوہرنیرہ جلد دوم صفحہ نمبر (110) کتاب النکاح)

یعنی حقیقی ہی کی طرح رضاعی بہن کی بیٹیاں بھی حرام ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے۔جو نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے۔(درمختار مع ردالمحتار میں ہے) حرم علی المتزوج ذکرا اوانثی اصلہ وفروعہ واختہ وبنتھا والکل رضاعا اھ ملخصا: یعنی مرد وعورت پر اسکے اصول وفروع بہن اور بھانجی حرام ہیں۔اور یہ سب دودھ کے رشتے سے بھی حرام ہیں) (درمختار مع ردالمحتار جلد نمطر (4) صفحہ نمبر (100 / 101) کتاب النکاح فصل فی المحرمات)

(تبیین الحقائق میں ہے) یحرم علیہ جمیع من تقدم ذکرہ من الرضاع وھن امہ واختہ وبنات اخوتہ:اھ: یعنی جنی عورتیں مذکور ہوئیں سب دودھ کے رشتے سے بھی حرام ہیں۔رضاعی ماں بہن اور رضاعی بہن کی بیٹیاں۔

(تبیین الحقائق جلد دوم صفحہ نمبر (463) کتاب النکاح)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے۔تحریر فرماتے ہیں کہ: اگر شرعی طور پر زید اور ہندہ کا رضاعی بھائی بہن ہونا ثابت ہوجائے تو یہ دونوں آپس میں نکاح کرنے کے سبب سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوئے۔ان پر فرض ہیکہ فورا الگ ہوجائیں۔ اور اعلانیہ توبہ استغفار کریں۔اور اگر ایسا نہ کریں تو لوگ اس کا بائیکاٹ کریں)

(فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ نمبر (446) کتاب الرضاعت: مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاھور)

فقیہ عدیم المثال امام اہلسنت مجدد دین وملت حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:

رضاعی بھائی بہن کی بیٹیاں۔ بھانجی۔ بھتیجی۔ نسبی کی طرح حرام قطعی ہیں اھ)

(فتاوی رضویہ شریف مترجم جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 498 کتاب النکاح۔ باب المحرمات۔

رسالہ الجلی الحسن فی حرمۃ ولد اخی اللبن مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رضاعت سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں یادرہیکہ دودھ شریک وہ بہنیں بھی حرام ہیں جو رضاعی ماں کی اپنی سگی بیٹی نہ ہو۔ مثلاً زاہد اور زاہدہ یہ دونوں الگ الگ ماں باپ کی اولاد ہیں اوران دونوں نے ہندہ کا دودھ پیا تو یہ دونوں بھی آپس میں رضاعی بھائی بہن ہوگئے۔ اوران دونوں کے بیچ بھی نکاح حرام ہے)

سوال نمبر 84 دعائے افطار روزہ کھولنے کے بعد پڑھنی چاہیئے یا پھر روزہ کھولنے سے پہلے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوہاب اللھم ہدایت الحق والصواب

دعائے افطار روزہ کھولنے کے بعد ہی پڑھنی چاہیئے کیونکہ الفاظ دعاء سے ثابت ہوتا ہے: اور فی الواقع اس کا محل بعد افطار ہے۔ جیسا کہ حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: افطار کے وقت کی دعاء افطار کرنے کے بعد پڑھے نہ کہ افطار کے پہلے: حضور سیدی سرکار اعلی حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: فی الواقع اس کا محل بعد افطار ہے۔ ابوداؤد عن

معاذ بن زھرہ انه بلغه ان النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم کان اذا افطر قال اللھم لک صمت وعلی رزقک ۔افطرت فحمل افطر علی معنی ارادالافطار صرف عن الحقیقة دون حاجة الیه وذا لا یجوز وھکذا فی افطرت: حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیه مرقاۃ شرح مشکواۃ میں تحریر فرماتے (کان اذا افطر قال):اءدعا وقال ابن الملک اءقرۃ بعد الافطار (الخ) انتھی بالفاظ)

(فتاوی رضویہ شریف جلد(4)صفحہ(651) بحوالہ فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ نمبر(344) کتاب الصوم: مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاھور) خلاصہ کلام یہ ہے کہ دعا افطار روزہ کھولنے کے بعد ہی پڑھی جائے اوراس کا بہتر طریقہ یہ ہیکہ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) پڑھکر افطار کر لے۔ یعنی کچھ کھائے اور پانی پیئے اسکے بعد یہ دعاء پڑھے (اللھم لک صمت وبک آمنت وعلی رزقک افطرت ۔یعنی ائے رب ہمارے میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے افطار کیا) اسکے پھر جو کچھ کھانا چاہے کھائے۔اور اخیر میں پھر یہ دعاء پڑھے (الحمد للہ الذی اطعامنا وسقانا وجعلنا من المسلمین) (یعنی ساری تعریفیں اس اللہ کی جس نے ہمیں کھلایا اور ہمیں پلایا اور اپنے فضل وکرم سے ہمیں مسلمان بنایا)



سوال نمبر 85 حالت روزہ میں آنکھوں میں گلاب پانی ڈالنے سے روزہ ٹوٹیگا یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

حالت روزہ آنکھوں میں گلاب جل ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اگرچہ اسکی تاثیر جوف (پیٹ) میں محسوس ہو کیونکہ آنکھوں سے جو تاثیر پیٹ کے اندر پہنچتی ہے وہ مسام سے پہنچتی ہے منافذ سے نہیں سوائے ناک اور کان کے۔ کہ اس میں منافذ سے پہنچتی ہے۔ جیسا کہ فتاوی شامی مترجم میں ہیکہ روزہ کی حالت میں آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ فتاوی شامی جلد دوم صفحہ نمبر (473)

اور امام اہلسنت پروانہ شمع رسالت حضور سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ: ہاں جوف کے اندر مسام کے سوا منافذ سے پہنچے تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور سرمہ بھی بروقت لگانے کی اجازت ہے اور لگا کر سو بھی سکتا ہے اور سونے سے کھکھار میں سرمہ کی رنگت آجائے تو بھی کچھ حرج نہیں کہ یہ مسام سے پہنچا اور آنکھوں میں معاذ اللہ کان یا ناک کے سوراخ سے نہیں کہ ان میں داخل ہونا روزہ کو مضر ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 365 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی ملتقطا اور ایسا ہی فتاوی بریلی صفحہ 371 مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاھور میں ہے) اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابو العلاء علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ: بھری سنگھی لگوائی یا تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا۔ اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو۔ بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو

جب بھی نہیں ٹوٹا)(بہار شریعت جلد اول حصہ 5 صفحہ نمبر 987 وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا: مسئلہ نمبر 4 مطبوعہ المکتبۃ المدینہ) خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے حالت روزہ میں جان بوجھکر یا بھول سے اپنی آنکھوں میں گلاب جل (یعنی گلاب پانی) ڈال لیا تو عندالشرع اس کا روزہ نہیں ٹوٹا)

سوال نمبر 86 ہندو پنڈت کے پاس جا کر جادو ٹونا کا اعلاج کروانا درست ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

مسلمان عامل جو مباح طریقے پر علاج وعملیات کرتا ہو اسکے پاس جائز طریقے پر اعلاج کروانا جائز و درست ہے: لیکن کسی پنڈت کے پاس یا کسی اوجھا کے پاس یا کسی ایسے شخص کے پاس جانا جو نا جائز طریقے پر یا سفلی عمل کرتا ہو۔شرعاً نا جائز وحرام ہے) اگر اس عقیدے کے ساتھ (ہندو پنڈت) سے قسمت کا حال پوچھا کہ جو یہ بتائیگا وہ قطعاً یقیناً حق ہوگا۔تو یہ کفر ہے۔اور اگر یہ اعتقاد تو نہ ہو۔لیکن صرف رغبت وشوق کی وجہ سے ہو۔تو گناہ کبیرہ وفسق ہے اور اگر مزاق کے طور پر ہو۔تو مکروہ ہے اور اگر پنڈت کو ہاتھ دکھانا اسکو عاجز کرنے کیلیئے ہوتو۔حرج نہیں لیکن یہ آخری صورت کم ہی کی جاتی ہے اور عموماً رغبت وشوق سے ہی دکھایا جاتا ہے۔جو حرام و گناہ کبیرہ ہے اور اسکے دیئے ہوئے تعویذ کو اپنے پاس رکھنا نا جائز وحرام ہے۔جیسا کہ امام اہلسنت حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان۔فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ: کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا

بھلا، برا، دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو تو کفر ہے اور اگر رغبت وشوق کی وجہ سے ہو تو فسوق و گناہ کبیرہ ہے اور اگر مذاق کے طور پر ہو تو مکروہ ہے اور اگر نجومی کو عاجزی کرنے کیلئے ہو تو کوئی حرج نہیں اور حدیث پاک کے حوالے سے اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ چالیس دنوں تک اسکی نماز قبول نہیں ہوتی (فتاوی رضویہ جلد 21 صفحہ 155156 مسئلہ نمبر 26 تا 29 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور) خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی پنڈت کو عالم الغیب سمجھکر اس سے بطور اعتقاد یعنی یہ عقیدہ رکھکر کر کہ جو یہ کہتا ہے بالکل صحیح کہتا ہے فال کھلوایا اور اعلاج کروایا تو اس پر حکم کفر عائد ہوتا ہے: ایسی صورت میں اس پر توبہ استغفار وتجدید ایمان لازم ہے اگر مرید ہے تو تجدید بیعت اور اگر بیوی والا ہے تو نئے مہر پر تجدید نکاح بھی لازم ہے اگر بطور شوق و رغبت گیا توصرف اعلانیہ توبہ لازم ہے)

سوال نمبر 87 بینک میں جمع شدہ یا قرض دیئے ہوئے رقم پر زکواۃ ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

روپیہ کہیں بھی ہو یا کسی کے پاس امانت ہو مطلقاً اس پر زکواۃ واجب ہے۔اسی طرح اگر پیسہ بینک وغیرہ میں جمع ہے یا کسی کو قرض دیئے ہوئے ہے تو ان پیسوں پر بھی زکواۃ واجب ہے) جیسا کہ: امام اہلسنت پروانہ شمع رسالت حضور سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا کہ بینک یا ڈاکخانہ میں جو روپیہ جمع کیا جاتا ہے۔اسکی نسبت زکواۃ کا کیا حکم۔تو آپ علیہ الرحمۃ نے جواب دیتے ہوئے۔فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرمایا کہ: روپیہ کہیں جمع ہو کسی کے پاس

امانت ہو مطلقا اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔(فتاوی رضویہ جلد (10) صفحہ (145) مسئلہ نمبر (35) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور) اور خلیفہ سرکار اعلیٰ حضرت صدر شریعت بدر طریقت مصنف بہار شریعت حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ: دین قوی کی زکوٰۃ بحالت دین ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہیگی۔ مگر واجب الاداء اس وقت ہے۔ جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہو جائے۔ مگر جتنا وصول ہوا اتنے ہی کی واجب الادا ہے۔ یعنی چالیس (40) درہم وصول ہونے سے ایک درہم دینا واجب ہوگا۔ اور اسی (80) وصول ہوئے تو دو وعلی ھذا القیاس)(بہار شریعت جلد اول صفحہ نمبر (905/906) مسئلہ نمبر (10) مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی) خلاصہ کلام یہ ہے کہ رقم چاہے جہاں کہیں بھی جمع ہو: مثلاً: اسٹیٹ بینک میں یا ڈاکخانے میں یا سہارا انڈیا وغیرہ میں یا کسی کو قرض دیا ہو: چاہے کسی کے پاس بطور امانت رکھی ہوئی ہو: ہر صورت میں ان پیسوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔ البتہ ان پیسوں کی زکوٰۃ اس وقت واجب ہے جب رقم وصول ہو جائے: یاد رہے کہ رقم حاصل ہونے کی صورت میں ہر سال کا حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی) لیکن بہتر یہ ہے کہ جن پیسوں کے ملنے کی قوی امید ہو اگر اسکی زکوٰۃ ادا کر سکتے ہوں تو ادا کر دیں ورنہ ملنے پر تمام سال کا حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ اور جن پیسوں کے ڈوب جانے کا خطرہ ہے جس وقت وہ پیسے مل جائینگے اس وقت گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ سال بہ سال حساب لگا کر ادا کرنی ہوگی)

سوال نمبر 88 اردو اخبارات جن پر اسمائے اسلامی لکھے ہوں ان کو جلانا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

وہ اخبارات جن میں قرآنی آیتیں یا اسمائے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ یا احادیث کریمہ یا اسمائے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یا اسمائے بزرگاں۔ یا۔ محمد حسن۔ یا عبداللہ۔ جیسے مقدس اسمائے گرامی وغیرہ لکھے ہوں انہیں آگ میں جلانا درست نہیں ہے۔ بہتر یہ ہیکہ انکو جمع کر کے کسی اچھی جگہ دفن کر دیا جائے یا پتھر وغیرہ باندھکر سمندر یا دریا وغیرہ میں ڈالدیا جائے: جیسا کہ حضور مفتی وقارالدین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وقارالفتاوی میں تحریر فرماتے ہیں کہ: قرآن پاک کے بوسیدہ اور پرانے اوراق اور وہ اخبارات جن پر قرآنی آیات واحادیث وغیرہ لکھی ہوئی ہوتی ہیں ان کو جمع کرنا اور اسکے بعد ایک مقام پر دفن کر دینا یا کھلے پانی جیسے سمندر یا دریا وغیرہ میں پتھر باندھکر ڈالدینا سب سے زیادہ مناسب ہے۔ وقارالفتاوی جلد دوم صفحہ نمبر 100 مطبوعہ بزم وقار الدین کراچی اور حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: ادب واجلال جہاں تک ممکن ہو بہتر ہے فتح القدیر میں ہے۔ کل ما کان فی الادب والاجلال کان حسنا: یعنی ہر وہ کام جو ادب واحترام میں داخل ہو: وہ اچھا ہے۔ فتاوی رضویہ جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 406 مسئلہ نمبر 170 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ اردو اخبار جن میں آیات قرآن واحادیث کریمہ لکھے ہوں یا اسلامی نام لکھے ہوں ادب کا خیال کرتے ہوئے

انہیں جلایا نہ جائے بلکہ اسے لپیٹ کر، دریا، یا، سمندر وغیرہ میں پتھر باندھکر ڈالدیا جائے یا کسی محفوظ جگہ میں دفن کردیا جائے جہاں کسی کا گزر نہ ہوتا ہو: اور اسے ہرگز جلایا نہ جائے۔

سوال نمبر 89 (ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کیلئے کیا حکم شرع ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

اولاد پر والدین کی اطاعت فرض ہے۔جن کی اطاعت میں شریعت کے کسی حکم سے ٹکراؤ لازم نہ آئے۔نیز والدین کیساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنا۔بھی شرعاً ضروری ہے۔انکی نافرمانی اور انکی ایذارسانی سخت حرام ہے۔اور کبیرہ گناہ ہے۔قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں والدین کیساتھ حسن سلوک اور انکی خدمت کی بڑی تاکید آئی ہے۔اور والدین کی نافرمانی ان کے ساتھ بدکلامی کے ساتھ پیش آنے اور والدین کو ستانے کی بہت وعیدیں آئی ہیں)ارشاد باری تعالی ہے)

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا۔اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما۔واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا (ترجمہ کنزالایمان) (اور انکے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے۔اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا (اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اسکے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کیساتھ اچھا سلوک کرو۔اگر تیرے سامنے ان میں

ایک یا دونوں۔ بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔تو ان سے (ہوں) نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اوران سے تعظیم کی بات کہنا۔ (سورۃ الاسراء آیت نمبر (23/24) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں (عن عبداللّٰہ بن عمرو قال: قال رسول اللّٰہ ة من الکبائر شتم الرجل والدیہ۔قالوا۔یارسول اللّٰہ وھل یشتم الرجل والدیہ۔قال۔نعم۔یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ۔ متفق علیہ (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔لوگوں نے عرض کیا: ائے اللہ کے رسول! کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو گالی بھی دے سکتا ہے۔آپ نے فرمایا۔جی ہاں! آدمی کسی دوسرے کے والد کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی اسکے والد کو گالی دیتا ہے اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے۔تو وہ اسکی ماں کو گالی دیتا ہے (مشکاۃ المصابیح۔کتاب الآداب۔باب البر والصلۃ۔الفصل الاول۔اورمجدد دین وملت کنز الکرامت جبل الاستقامت غواص بحر معرفت عالم شریعت حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ الرحمن: تحریر فرماتے ہیں کہ: باپ کی نافرمانی اللہ جبار وقہار کی نافرمانی ہے۔

آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اس کے جنت ہیں اور ناراض کرے تو وہی اس کے دوزخ ہیں (فتاوی رضویہ جلد نمبر (24) صفحہ نمبر (384/384) (مسئلہ نمبر (158) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور) حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الرحمن مزید تحریر فرماتے ہیں کہ: اگر والدین سے بیٹے کا حق ادا کرنے میں کوتاہی اور قصور ہو گیا (تو بھی) والدین کے حقوق (بیٹے پر) بحال (یعنی برقرار) ہیں وہ بیٹے

سے کبھی ساقط (یعنی معاف) نہیں ہو سکتے۔ (فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر (24) صفحہ نمبر (371) (مسئلہ نمبر (145) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابو العلاء علامہ و مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: جب زید اپنے والدین کیساتھ ایسی بیجا حرکتیں کرتا ہے تو وہ نیک چلن کہاں رہا۔ ماں باپ کیساتھ بھلائی کرنا فرض ہے۔ ماں باپ کی نافرمانی اور انکو ایذا رسانی گناہ کبیرہ اور اشد کبیرہ ہے۔ (فتاوی امجدیہ جلد نمبر (4) صفحہ نمبر (526) ناشر دار العلوم امجدیہ مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ والدین کو برا بھلا۔ کہنے اور گالی دینیا ور نرم دلی کیساتھ بات وچیت نہ کرنے والے لڑکے اور لڑکیاں اشد گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں (اور اشد گناہ کبیرہ کا مرتکب) (مستحق عذاب و مستحق غضب جبار ہے لہذا ماں باپ کی نافرمانی کرنے والوں پر لازم ہے کہ مجسطرح ہو سکے والدین کو راضی کرے اور ان سے معافی مانگے اور زندگی بھر انکی خدمت کرے اور گناہوں پر نادم ہو کر بارگاہ رب لم یزل میں سجدہ ریز ہو اور توبہ واستغفار کرے اور ہر کار خیر میں بڑھ چڑھکر حصہ لے محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اہتمام کرے اور قرآن خوانی وغیرہ بھی کرے صبح ومساذ کرواذ کار کرے اور اللہ عزوجل کے محبوبین بندوں کے نام نذر و نیاز پیش کرے جو کہ مقبولیت دعا کا سبب ہے)

سوال نمبر 90 اگر کسی عورت نے عدت میں نکاح کرلیا تو نکاح ہوا یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

خیال رہے کہ عدت کے زمانے میں نکاح کرنا تو دور (نکاح) کا پیغام دینا بھی حرام قطعی ہے اگر کسی نے دوران عدت نکاح کرلیا تو وہ نکاح منعقد ہوا ہی نہیں (حضور فقیہ ملت فرماتے ہیں کہ) شوہر سے جدائی کتنی ہی طویل مدت کے بعد کیوں نہ ہو طلاق اور خلع کیبعد عدت ضروری ہے۔ کہ وہ صرف حمل معلوم کرنے کیلئے نہیں بلکہ وہ نکاح کے ختم ہونے کا سوگ بھی ہے۔ (فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ باب العدت صفحہ نمبر 65 مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور) (ارشاد باری تعالیٰ ہے (والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلاثة قروئ) سورۃ البقرۃ آیت نمبر (228) اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک (ترجمہ کنزالایمان) اور وہ عورتیں جنہیں حیض کی امید نہ رہی: اور وہ عورتیں جنہیں ابھی تک حیض نہ آیا ہو: انکی عدت تین ماہ ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے (جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے) واللاتی یئسن من المحیض من نسآئکم ان رتبتم فعدتھن ثلاثته اشھر واللاتی لم یحضن واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن سورۃ الطلاق آیت نمبر (4) اور وہ عورتیں جن کے شوہر انتقال کرجائیں انکی عدت چار ماہ اور دس دن ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعة اشھر وعشرا) سورۃ البقرۃ آیت نمبر (234) اور مجدد دین وملت وارث علوم نبوت کنز الکرامت جبل الاستقامت غواص بحر معرفت حضور سیدی سرکار اعلیٰ

حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: جبتک عدت نہ گزرے نکاح تو نکاح۔ نکاح کا پیغام دینا بھی حرام قطعی ہے (فتاوی رضویہ جلد نمبر (13) صفحہ نمبر (319) مسئلہ نمبر (88) مزید فرماتے ہیں کہ: عدت کے اندر نکاح حرام قطعی ہے) (فتاوی رضویہ جلد نمبر (13) صفحہ نمبر (319) مسئلہ نمبر (89) مزید تحریر فرماتے ہیں کہ: پس یہ نکاح کہ قبل گزرنے عدت کے دوسرے شخص سے ہوا (اصلاً) صحیح نہیں ہوا۔ دونوں پر فرض ہے کہ فوراً اجدا ہوجائیں) (فتاوی رضویہ جلد نمبر (13) صفحہ نمبر (320) مسئلہ نمبر (90) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور) خلاصہ کلام یہ ہے کہ عدت کے دوران نکاح کرنا تو دور نکاح کا پیغام دینا بھی حرام قطعی ہے: کسی صورت میں حلال نہیں ہے لہذا جن عورتوں نے خلع کرالیا یا شوہر نے طلاق دیدیا یا شوہر کا انتقال ہوگیا تو ان تمام صورتوں میں عدت ضروری ہے اگر عدت کے اندر دوسرا نکاح کریگی تو نکاح نہ ہوگا۔ اور ایسی حالت میں نکاح پڑھانے والا بھی سخت گنہگار ہے اگر حرام جانکر پڑھایا تو سخت فاسق وفاجر اور زنا کار کا دلال ہوا۔ مگر اس کا اپنا نکاح نہ گیا۔ اگر عدت میں نکاح کو حلال جانکر پڑھایا تو خود اسکا نکاح جاتا رہا اور وہ اسلام سے خارج ہوگیا اور ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں جبتک کہ وہ توبہ نہ کرے یہی حال شریک ہونے والوں کا ہے۔ جو نہ جانتا تھا کہ نکاح عدت میں ہورہا ہے اس پر کچھ الزام نہیں۔ اور جو دانستہ شریک ہوا۔ اگر حرام جانکر تو سخت گنہگار ہوا۔ اور حلال جانا تو اسلام بھی گیا (فتاوی رضویہ جلد نمبر (11) صفحہ نمبر (267) مسئلہ نمبر (92) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور) ہاں اگر خلوت سے پہلے طلاق ہوگئی یا خلع کرالیا تو عدت نہیں لیکن اگر خلوت یا رخصتی سے پہلے شوہر کا انتقال ہوگیا تو عدت لازم

ہے فتاوی تاتارخانیہ میں ہے (وعدة المتوفی عنها زوجها اذا کانت غیر حامل وهی حرة اربعه اشهر وعشرا، یستوی فی ذالک الدخول وعدم الدخول والصغر الکبر) (الفتاوالتاتارخانیة/5/228/ رقم:7725)

(تنبیہ) زمانہ عدت میں حلال جانکر نکاح پڑھانے والے اور گواہی دینے والے اور نکاح میں شامل ہونے والے پر توبہ استغفار و تجدید ایمان اگر بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بمہر جدید اگر مرید ہے تو تجدید بیعت بھی لازم ہے۔ نکاح خواں اگر امام ہے تو جبتک وہ توبہ نہ کرلے اسے امام بنانا سخت ناجائز و حرام ہے یعنی اسکے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور پڑھی گئی نمازوں کا پھیرنا واجب ہے)

سوال نمبر 91 اگر کوئی، وندے ماترم، بھارت ماتا کی جۓ، جۓ ہند، ۔ اور گاندھی کو مہاتما کہے تو اس پر کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

مذکورہ الفاظ مسلمان مرد و عورت کسی کو بھی از روئے شرع بولنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے جیسا کہ فقیہ اعظم ہند حضور شارح بخاری علامہ و مولانا مفتی شریف الحق صاحب امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: **وندے ماترم**۔ گانے والے۔ مہاتما گاندھی اور **بھارت ماتا کی جۓ** لگانے والے۔ دین سے خارج ہو گئے۔ اسکے سارے اعمال حسنہ اکارت ہو گئے۔ انکی بیویاں انکے نکاحوں سے نکل گئیں ان سب پر فرض ہے کہ فوراً بلا تاخیر۔ ان کفری اقوال سے توبہ کریں۔ اور پھر سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوں اور اپنی بیویوں کو رکھنا چاہیں تو پھر جدید نکاح

بمہر جدید کریں **وندے ماترم** مشرکانہ گیت ہے۔ **بھارت ماتا کی جئے** پکارنا بھی کفر ہے۔ جو لوگ یہ جئے بولیں۔ان پر توبہ تجدید ایمان ونکاح لازم ہے۔یہ ہندوؤں کے شرکیہ اعتقاد کی ترجمانی ہے۔انکے اعتقاد کے مطابق ایک دیوی ہے جسکو بھارت ماتا کہتے ہیں۔جو ہندوستان کی مالک ومختار اور اس میں متصرف ہے۔جیسے گنگا جمنا کے بارے میں ان کا اعتقاد یہ ہے کہ۔یہ دونوں دریا نہیں یہ دو دیوی ہیں۔(فتاوی شارح بخاری کتاب العقائد جلد دوم باب الفاظ الکفر صفحہ نمبر (589)(598) مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی مئو یوپی)(فتاوی علیمیہ جلد دوم صفحہ نمبر (371) مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاھور) اور حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: گاندھی۔خواہ کسی مشرک یا کافر یا بدمذہب کو مہاتما کہنا حرام اور سخت حرام ہے۔مہاتما کے معنی ہیں روح اعظم یہ وصف سیدنا حضرت جبریل امیں علیہ الصلاۃ والسلام کا ہے۔مخالفان دین کی ایسی تعریف اللہ عزوجل ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے۔فتاوی رضویہ جلد (21) صفحہ (254) مسئلہ نمبر (98) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور) خلاصہ کلام یہ ہے کہ: **وندے ماترم** یا **بھارت ماتا کی جئے** یا **جئے ہند** یا **مہاتما گاندھی امر رہے** کا نعرہ لگانے والے دین سے خارج ہوجاتے ہیں: اور انکی بیویاں نکاحوں سے نکل جاتی ہیں۔اوران پر توبہ استغفار وتجدید ایمان۔اگر بیوی والا ہوتو تجدید نکاح بمہر جدید۔اگر مرید ہوتو تجدید بیعت بھی لازم ہوجاتا ہے۔اگر عورت یہ نعرے لگائیگی تو کافرہ ہوجائیگی۔ایسی صورت میں اس عورت پر توبہ واستغفار وتجدید ایمان لازم ہے اگر شادی شدہ ہے تو،توبہ واستغفار وتجدید ایمان ونکاح جدید بمہر جدید لازم ہے۔

سوال نمبر 92 اگر داماد نے ساس کیساتھ زنا کیا اور اس سے نکاح بھی کرلیا۔تو اسکے لئے کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

اگر داماد نے ساس کیساتھ زنا کیا تو اسکی بیوی اسکے نکاح سے تونہیں نکلے گی۔ البتہ اسکی بیوی اس پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرمت مصاہرت کی وجہ سے حرام ہوگئی۔ اب اس شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دے۔اگرنہیں چھوڑے گا تو گنہگار ہوگا۔اور بیوی کے حق میں بھی گرفتار ہوگا(ارشاد باری تعالیٰ ہے) (فامساک بمعروف اوتسریح باحسان)(سورۃ البقرۃ آیت نمبر(229)جیسا کہ حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت کنزالاکرامت جبل الاستقامت غواص بحرمعرفت الشاہ امام احمدرضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ الرحمن۔اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریرفرماتے ہیں کہ:اس میں کوئی شک نہیں کہ: اپنی منکوحہ کی ماں کے جسم کو بنظرشہوت ہاتھ لگانے سے گو نکاح زائل نہیں ہوتا۔ مگرعورت ہمیشہ ہمیشہ کوحرام ہوجاتی ہے۔اوراس شخص پر واجب ہوتا ہے کہ۔ اسے چھوڑدے(ارشاد باری تعالیٰ ہے)فامساک بمعروف او تسریح باحسان واذ قد فاتہ الامساک بالمعروف لزمہ التسریح باحسان۔یعنی بھلائی کیساتھ پاس رکھو یا اچھے انداز میں اسکوآزاد کردو۔اس صورت میں پاس رکھنا ممکن نہیں رہا۔لہذا شوہر پرلازم ہے کہ اسے خودچھوڑ دے۔جبتک وہ (یعنی شوہر)ترک نہ کرے۔یا حاکم شرع تفریق نہ کردے۔نکاح بیشک باقی ہے۔ دوسری جگہ ہرگز اس لڑکی (یعنی اسکی بیوی) کا نکاح جائزنہیں۔ہاں بعد

متارکہ۔ یا تفریق حاکم شرع۔ پدر دختر (یعنی اس لڑکی کے باپ) کو اختیار ہوگا کہ اس لڑکے کے سوا جس سے چاہے۔نکاح کردے۔)(در مختار میں ہے)(بحرمۃ المصاھرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لھا التزوج بآخر الا بعد المتارکۃ وانقضاء العدۃ والوطء مبھا لا یکون زنا۔اھ(درمختار فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دھلی جلد اول صفحہ نمبر(188)(ردالمحتار میں ہے)(ای وان مضی علیھا سنون کما فی البزازیۃ وعبارۃ الحاوی الا بعد تفریق القاضی او بعد المتارکۃ۔اھ۔(ردالمحتار فصل فی المحرمات۔دار احیاء التراث۔العربی۔بیروت جلد دوم صفحہ نمبر(283)(فتاوی رضویہ مترجم جلد نمبر(11)صفحہ نمبر(321/324)مسئلہ نمبر(164)مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور) اور ساس یعنی بیوی کی ماں جس سے اس کا جنم ہوا ہے اس سے نکاح بنص صریح حرام اشد حرام زنائے خالص ہے کیونکہ وہ محرمات میں سے ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے(حرمت علیکم امھتکم وبنتکم واخواتکم وعمتکم وخلاتکم وبنت الاخ وبنت الاخت وامھاتکم التی ارضنکم واخواتکم من الرضاعۃ وامھات نساءکم (ترجمہ کنزالایمان) اور حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور عورتوں کی مائی (سورۃ النساء آیت نمبر(23)اور درمختار فصل فی المحرمات میں ہے:ونکاح البنات یحرم الامھات۔یعنی بیٹیوں سے نکاح کرنا اسکی ماؤں کو حرام کردیتا ہے) خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنی ساس کیساتھ زنا کیا تو اگرچہ اسکی بیوی اسکے نکاح سے نہیں نکلی مگر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے

اسکی بیوی اسپر حرام ہوگئی لہذا اس شخص پر واجب ہے کہ اسے چھوڑ دے کیونکہ جبتک وہ اسے نہیں چھوڑیگا تبتک وہ دوسرے سے نکاح نہیں کرسکتی۔شوہر کے چھوڑ دینے کے بعد وہ عدت گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے۔اگر شوہر بیوی کو نہ چھوڑیگا تو گنہگار ہوگا اور بیوی کے حق میں گرفتار بھی ہوگا۔اور ساس سے بھی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نکاح حرام اشد حرام ہے۔اگرچہ بیوی کو طلاق دیدیا ہو یا وہ وفات پا چکی ہو۔ساس سے بہر صورت نکاح حرام ہے۔زنائے خالص ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

سوال نمبر 93 شریعت کے نزدیک آخری بدھ کی کیا حقیقت ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوہاب اللھم ھدایت الحق والصواب

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان آخری بدھ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ: آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اس دن صحت یابی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت۔ بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اسکی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ: ابتدا: ابتلائے سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اسی دن تھی: (فتاوی رضویہ جلد 23 صفحہ ۲۷۱ / ?۲۷۲ مسئلہ نمبر ۱۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور) پھر ایک مقام پر سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا کہ ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو عورتیں بطور سفر شہر سے باہر جائیں اور قبروں پر نیاز وغیرہ دلائیں جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے اسکا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایسا ہرگز نہ ہو کہ اس میں سخت فتنہ ہے اور چہار شنبہ بدھ کا دن منانا محض بے اصل ہے۔ (فتاوی رضویہ شریف جلد ۲۲ صفحہ نمبر ?۲۴۰ مسئلہ نمبر ۸۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور) اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابو العلاء علامہ ومولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں) تحریر فرماتے ہیں نکہ ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے لوگ اپنے کاروبار بند کردیتے ہیں اور سیر وتفریح وشکار کو جاتے ہیں اور پوریاں پکتی ہیں لوگ نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ سیر کیلئے تشریف لے گئے تھے یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مرض شدت کیساتھ تھا وہ باتیں خلاف واقع ہیں۔ بہار شریعت جلد ۳ حصہ ۱۶ صفحہ ۶۵۹ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی خلاصہ کلام یہ ہے کہ شریعت کے نزدیک

آخری بدھ کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور یہ جو بعض جاہل مردوعورت میں مشہور ہے کہ ماہ (صفرالمظفر) کے آخری چہارشنبہ کو(حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ) نے مرض سے صحت پائی تھی (باکل بےاصل ہے) بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اسی دن سے مرض اقدس میں اوراضافہ ہوا تھا: جس میں وفات مبارک ہوئی: یادرہے کہ حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اورحضرت داؤدعلیہ السلام یا حضرت ادریس علیہ السلام کے نام کی نیاز کرانا باعث برکت اور جائزومستحسن ہے۔لیکن یہ خیال کرنا کہ آخری چہارشنبہ ہی کے دن نذرونیاز کرنا چاہے یہ سب باتیں بےاصل ہیں۔ہاں بلاتخصیص دن وتاریخ جب چاہیں کریں یقینا خیروبرکت حاصل ہوگی)

سوال نمبر 94 اگرشادی شدہ عورت غیرمرد سے ناجائزتعلقات قائم کرے تواس کیلئے کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

خیال رہے کہ شادی شدہ عورت سوائے شوہر کے کسی کیلئے حلال نہیں ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجیدوفرقان حمید میں ارشادفرماتا ہے۔والمحصناته اورحرام ہیں شوہردارعورتیں۔یعنی شادی عورتیں دوسرے مرد سے ہرگز ہرگز نکاح نہیں کرسکتی (سورۃ النساء آیت نمبر 24 ترجمہ کنزالایمان)اورالبدائع الصنائع میں ہے)(والمحصنات من النسآء وھی ذوات الازواج)یعنی محصنات سے مراد شوہر دار عورتیں ہیں)(البدائع الصنائع جلددوم صفحہ نمبر 548)

(اور ردالمحتار میں ہے)اما نکاح منکوحۃ الغیر فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا۔کذا فی السراج الوھاجۃ(یعنی شادی شدہ عورت کا نکاح کسی سے جائزنہیں ہے ایسا ہی سراج وہاج میں ہے)(ردالمحتارکتاب النکاح فی باب

المھر مطبوعہ زکریا دیو بند۔اور الفتاوی الھندیۃ میں ہے) لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ :یعنی کسی بھی مرد کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کی بیوی سے نکاح کرے)(اگر کوئی کنواری عورت کسی مرد سے ناجائز تعلقات قائم کرے یا کوئی شادی شدہ عورت کسی غیر مرد سے ناجائز تعلقات قائم کرے تو یہ زنا ہے اور زنا سخت ترین جرم ہے)جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا ہے کہ (ولا تقربوا الزنی انه کان فاحشة وساء سبیلا) (اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ترجمہ کنزالایمان سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 32 حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگرچہ زنا بدترین اور سنگین جرم ہے لیکن اگر کوئی شادی شدہ عورت کسی غیر مرد سے زنا کرلے تو نکاح نہیں ٹوٹتا۔البتہ اگر اپنے شوہر کے باپ دادا یا بیٹے یا پوتے سے زنا کرلے تو شوہر پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو جائیگی۔اگر پہلے سے تعلق تھے تو نکاح ہی نہ ہوا۔اگر بعد میں تعلق ہوا تو ہمیشہ کیلئے حرام ہوگئی۔فتاوی امجدیہ جلد دوم صفحہ ۲۷ خلاصہ کلام یہ ہے کہ شادی شدہ ہوتے ہوئے کسی غیر مرد سے ناجائز تعلقات قائم کرنا زنا تو ہے ہی ساتھ ساتھ ایک عظیم ترین جرم بھی ہے لیکن ارتکاب زنا کی وجہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ اسکا نکاح اسکے شوہر کیساتھ باقی رہتا ہے۔اگر بیوی گناہ عظیم کرنے کے بعد واقعی شرمندہ ہے اور سچے دل سے توبہ کرنا چاہتی ہے اور قرائن سے بھی پتہ چلتا ہو کہ وہ واقعی پاکیزہ زندگی گزارنا چاہتی ہے اور شوہر کی عزت کے تحفظ پر آمادہ ہے تو شوہر کو چاہئے کہ اسکی پردہ پوشی کرتے ہوئے۔نکاح میں رکھے۔اس میں شوہر کو اجر ملیگا۔لیکن

اگر بیوی کے سدھرنے کے آثار نہ ہوں اور قرائن سے پتہ چلتا ہو کہ مستقبل میں بھی عزت وآبرو کا خیال نہ کریگی۔ تو طلاق دینے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فان خفتم الا یقیما حدود اللّٰہ فلاح جناح علیھما فیما افتدت بہ ترجمہ کنز الایمان۔ پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہیں حدوں پر نہ رہینگے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے

(سورۃ البقرہ آیت نمبر 229)

سوال نمبر 95 اگر شوہر لا پتہ ہو گیا ہو اور بیوی کو طلاق بھی نہ دیا ہو تو بیوی دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہی؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

فقیہ ملت حضور مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان نے مفقود الخبر کے تعلق سے فتاوی فیض الرسول میں تحریر فرماتے ہیں کہ: مفقود الخبر کی عورت یعنی لا پتہ شوہر کی بیوی ضلع کے سب سے بڑے سنی صحیح العقیدہ عالم دین کے پاس جا کر فسخ نکاح کا دعوی کرے اور عالم دین اسے چار سال انتظار کا حکم دیگا۔ اگر چار سالوں میں اسکی کوئی خبر معلوم نہ ہوئی تو۔ عالم دین اسکے شوہر کی موت کا اعلان کرے۔ پھر عورت عدت موت یعنی چار ماہ دس دن گزار کر کسی دوسرے سنی صحیح العقیدہ مسلمان کیساتھ نکاح کر سکتی ہے۔ فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ نمبر 287 مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور پاکستان خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس عورت کا شوہر لا پتہ ہو گیا اور اس نے طلاق بھی نہ دیا ہو تو وہ اپنے ضلع کے سب سے بڑے عالم (جو مرجع فتاوی ہو) کے پاس جا کر فسخ نکاح کا دعویٰ کرے وہ عالم دین عورت کو چار سال انتظار کرنے کو کہیگا: اس چار سال کے دوران اگر عورت کا شوہر آ گیا یا اسکا پتہ چل گیا تو ٹھیک ہے۔ ورنہ عالم دین اسکے شوہر کی موت کا اعلان کر دیگا۔ اور پھر وہ عورت عدت موت یعنی چار ماہ دس دن گزار کر دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے)

سوال نمبر 96 اگر شوہر بیوی کو مارتا پیٹتا ہو اور نہ نان ونفقہ دیتا ہو نہ طلاق دیتا ہو تو بیوی دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

شوہر، بیوی، کو مارتا پیٹتا ہو اور پریشان بھی کرتا ہو اور نان ونفقہ بھی نہیں دیتا ہو اب اگر بیوی، شوہر، کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی ہے۔ تو ایسی صورت میں طلاق کا مطالبہ کرے اگر طلاق نہ دیتا ہو تو (شوہر) کو کچھ دیکر خلع کرالے کیونکہ ایک شادی شدہ عورت بغیر طلاق یا بغیر خلع کے کسی دوسرے مرد سے شادی نہیں کرسکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید وفرقان حمید میں ارشاد فرمایا ہے کہ فان خفتم الا یقیما حدود اللّٰہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہیں حدوں پر نہ رہینگے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے (ترجمہ کنز الایمان سورۃ البقرہ آیت نمبر 229) پھر دوسرے مقام پر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا (والمحصنات من النساء) (تم پر حرام ہیں شوہر والی بیبیاں) یعنی شادی شدہ عورت بغیر طلاق یا خلع کے دوسری شادی نہیں کرسکتی) (ترجمہ کنز الایمان سورۃ النساء آیت نمبر 24) (پھر دوسرے مقام پر اللہ عزوجل نیا رشاد فرمایا) (بیدہ عقدۃ النکاح) (اسی خاوند کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ یعنی طلاق کا مالک شوہر ہے) (ترجمہ کنز الایمان سورۃ البقرہ آیت نمبر 237)

(تنبیہ) اگر واقع شوہر بیوی کو مارتا پیٹتا ہو اور نہ گھر میں رہنے دیتا ہو نہ نان ونفقہ وغیرہ دیتا ہو تو بیوی شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے لیکن (خبردار، خبردار) بلا عذر شرعی طلاق کا مطالبہ نہ کرے کیونکہ بلا عذر شرعی طلاق یا خلع کا مطالبہ کرنا سخت

ناجائز وحرام ہے ایسی عورت کے متعلق حدیث شریف میں سخت وعیدیں آئی ہیں (فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ 49) (ایسی صورت میں سب سے پہلے علاقے کے بااثر لوگوں کے ذریعہ معاملہ کو حل کرانے کی کوشش کرے اگر شوہر مطابق شرع رکھنے کیلئے تیار ہوجاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ (بیوی) طلاق کا مطالبہ کریگی اگر شوہر طلاق دینے پر راضی نہ ہوتو (بیوی) کچھ دیکر خلع کا مطالبہ کریگی اب اگر زیادتی (شوہر) کی طرف سے ہے تو (شوہر) کیلئے یہ جائز نہیں کہ شادی کا خرچ یا نان ونفقہ وغیرہ کی معافی کا مطالبہ کرے بلکہ اس صورت میں تھوڑا مال بھی مانگنا اسکے لئے حلال نہیں اور اگر زیادتی (بیوی) کی طرف سے ہے تو (شوہر) خلع کے بدلے میں صرف مہر کی معافی کا مطالبہ کرے اور اس صورت میں عدت کے نفقہ سے اپنے کو بری کرنے کا مطالبہ کرسکتا ہے اور پوری شادی کا خرچ بھی لے سکتا ہے مگر بہتر ہے کہ مہر کی معافی کے علاوہ کسی چیز کا مطالبہ نہ کرے فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ 49 اگر شوہر، بیوی، کو طلاق دیدے یا خلع کردے تو بیوی عدت کے بعد کسی بھی دوسرے مسلمان مرد سے نکاح کرسکتی ہے)

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

سوال نمبر 97 کیا عورتیں بھی تراویح پڑھینگی اگر ہاں تو اسکا طریقہ کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

واضح رہے کہ (20) رکعت تراویح مرد وعورت دونوں کیلئے سنت موکدہ ہے۔ لہذا بلا عذر شرعی تراویح چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ خواتین کیلئے نماز تراویح کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ خواتین بغیر جماعت کے علیحدہ علیحدہ بیس رکعت نماز دو دو رکعت ادا کریں گی اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دینگی۔ اور عورتیں بھی نماز تراویح کھڑی ہو کر ہی پڑھینگی البتہ عذر کسی عذر کی بنا پر بیٹھ کر پڑھ سکتی ہیں اور بغیر عذر بیٹھ کر پڑھنے سے نماز تو ہو جائیگی مگر ثواب کم ملیگا۔ اگر حافظہ ہے تو پورے قرآن کو تراویح میں ختم کرے۔ حافظہ نہ ہونے کی صورت میں نماز تراویح میں مختصر سورتیں پڑھکر بھی ادا کی جاسکتی ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ عورتیں بھی نماز تراویح تنہا اپنے گھر میں پڑھینگی کیونکہ گھر میں بھی خواتین کی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیئے خواتین کو اکیلے ہی نماز پڑھنی چاہیئے اور حافظہ نہیں ہے تو جو بھی سورتیں یاد ہیں وہ نماز تراویح میں پڑھے یا تو پھر (الم ترکیف) سے تراویح پڑھے (الم ترکیف) سے تراویح پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تراویح کی پہلی دس رکعتوں میں قرآن مجید کی آخری دس سورتیں پڑھیں اور پھر آخری دس میں دوبارہ ان سورتوں کو پڑھ لے اور اگر کوئی ان کے علاوہ کوئی اور سورۃ پڑھنا چاہے یا ایک سورت سے ہر رکعت میں چند آیات پڑھ لے تب بھی جائز ہے) (درمختار مع رد) میں ہے (ویکرہ حضورھن الجماعۃ

ولوالاجمعة وعيدووعظ (مطلقا) عجوزاليلا (على المذهب) (المفتى به لفسادالزمان) (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلواة، باب الامامة)

(اور حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ تحریر فرماتے ہیں کہ عورت کو مطلقاً امام ہونا مکروہ تحریمی ہے فرائض ہوں یا نوافل (بہار شریعت جلد اول صفحہ نمبر 569 امامت کا بیان مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

سوال نمبر 98 کیا شوہر کا حق ماں باپ سے بڑھکر ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوهاب اللهم هدايت الحق والصواب

شوہر کے حق کو بیان کرتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ: عورت پر مرد کا حق خاص امور متعلقہ زوجیت میں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام حقوق حتیٰ کہ ماں باپ کے حق سے زائد ہے ان امور میں اس کے احکام کی اطاعت اور اس کے ناموس کی نگہداشت (یعنی اسکی عزت کی حفاظت عورت پر فرض اہم ہے) شوہر کی اجازت کے بغیر محارم کے سوا کہیں نہیں جاسکتی اور محارم کے یہاں بھی (اگر بغیر اجازت جانا پڑ جائے تو) ماں باپ کے یہاں ہر آٹھویں دن وہ بھی صبح سے شام تک کیلئے اور بہن بھائی، چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی، کے یہاں سال بھر بعد جاسکتی ہے مگر شوہر کی اجازت کے بغیر رات کو کہیں نہیں رہ سکتی یہاں تک کہ ماں باپ کے گھر بھی نہیں رہ سکتی۔ ہاں شوہر کی اجازت سے جہاں جانا ہو وہاں روزانہ جاسکتی ہے۔ اور

رات کے وقت بھی جا سکتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میں کسی کو غیر خدا کے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اور ایک حدث پاک میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر شوہر کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہ کر اس کی ایڑیوں تک جسم بھر گیا ہو اور عورت اپنی زبان سے چاٹ کر اسے صاف کر دے تو بھی اس کا حق ادا نہ ہوگا (فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر 24 صفحہ نمبر 380 مسئلہ نمبر 156 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاهور)

سوال نمبر 99 بیوی کے حقوق شوہر پر کیا ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال کیا گیا کہ بی بی کے حقوق شوہر پر کیا ہیں؟ تو آپ علیہ الرحمۃ والرضوان نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: نفقہ سکنیٰ (یعنی کھانا، لباس ومکان) دین مہر، حسن معاشرت، نیک باتوں، اور حیاء وحجاب کی تعلیم وتاکید اور اسکے خلاف سے منع وتہدید، ہر جائز بات میں اس کی دلجوئی اور مردان خدا کی سنت پر عمل کی توفیق ہو تو ماورائے مناہئ شرعیہ میں اسکی ایذا کا تحمل (ت۔حم۔مل) کمال خیر ہے اگر چہ یہ حق زن نہیں (یعنی جن باتوں کو شریعت نے منع کیا ہے ان میں کوئی رعایت نہ دے ان کے علاوہ جو معاملات ہیں ان میں اگر بیوی کی طرف سے کسی خلاف مزاج بات کے سبب تکلیف پہنچے تو صبر کرنا بہت بڑی بھلائی ہے۔ البتہ یہ عورت کے حقوق میں سے نہیں)

(فتاوی رضویہ جلد نمبر 24 صفحہ نمبر 379 مسئلہ نمبر 156 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاهور)

سوال نمبر 100 نماز میں مرد وعورت کے سجدہ کرنے کا طریقہ ایک ہے یا الگ الگ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایت الحق والصواب

واضح رہے کہ نماز میں مرد وعورت کے سجدہ کرنے کا طریقہ الگ الگ ہے۔مرد کیلئے سنت طریقہ یہ ہے کہ بازو کروٹوں سے۔اور پیٹ رانوں سے جدا رکھےاور کلائیاں زمین پر نہ بچھائے،مگر جب صف میں ہوتو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے جب کہ عورت کے سجدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ پست ہوکر اور سمٹ کر سجدہ کرے،اسطرح کے بازو کروٹوں اور پیٹ رانوں سے اور رانیں پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے لگی ہوئی ہونی چائیں،مردوں اور عورتوں کی نماز میں فرق کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شریعت طاہرہ نے نماز میں بھی عورتوں کے پردے کا لحاظ رکھا ہے،لہذا جن صورتوں میں عورتوں کی بے پردگی پائی جاتی ہے ان میں مردوں اور عورتوں کی نماز میں بھی فرق کیا گیا ہے اور عورتوں کو وہ طریقہ بتایا گیا ہے جن کیلئے زیادہ پردہ ہے،سجدہ کے طریقے میں فرق ہونے کی وجہ بھی یہی ہے،اگر عورتیں مردوں کی طرح بلند ہوکر اور کھل کر سجدہ کرینگی تو اس صورت میں بھی بے پردگی پائی جائیگی،اسلئے عورتوں کے سجدے کا طریقہ مردوں سے مختلف رکھا گیا،کہ ان میں ان کے لئے زیادہ پردہ ہے)(حوالہ جات)(ہدایہ اولین جلد اول کتاب الصلاۃ باب صفہ الصلاۃ،مطبوعہ بیروت لبنان کے صفحہ نمبر 51/52)(تنویر مع الدر،کتاب الصلاۃ،باب صفہ الصلاۃ،جلد دوم صفحہ نمبر 211 مطبوعہ دار اعالم الکتب ریاض)(منیہ المصلی مع شرحہ غنیۃ المستملی کتاب الصلاۃ،باب صفہ الصلاۃ،صفحہ نمبر 322 مطبوعہ درسعادت)(فتاوی عالمگیری کتاب الصلاۃ،الباب الرابع فی صفہ الصلاۃ،الفصل الثالث،جلد اول صفحہ نمبر 51 مطبوعہ دار الفکر)(بہار شریعت جلد اول حصہ نمبر 3 صفحہ نمبر 529 نماز پڑھنے کا طریقہ مسئلہ نمبر 103 مطبوعہ

المکتبۃ المدینہ کراچی) خلاصہ کلام یہ ہے کہ عورتیں نماز میں تکبیر کے وقت ہاتھوں کو دوپٹہ سے باہر نہ نکالیں اور کانوں تک نہ اٹھائیں، بلکہ کندھوں تک ہاتھ اٹھا کر سینے پر پہلے بایاں ہاتھ رکھیں اور اسکی پشت پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی رکھ لیں(مردوں کی طرح نہ باندھیں)رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں پر رکھیں، اور دونوں بازو خوب ملائیں، اور دونوں پیر کے ٹخنے بالکل ملا لیں، سجدہ میں پاؤں کھڑے نہ کریں، بلکہ داہنی طرف کو نکالکر خوب سمٹکر اور دب کر اس طرح سجدہ کریں کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور باہیں دونوں پہلوؤں سے ملا کر زمین پر رکھی ہوئی ہوں، دو سجدوں کے درمیان جلسہ اور التحیات میں اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکالکر بائیں سرین پر بیٹھیں اور دونوں ہاتھوں کو انگلیاں خوب ملا کر اپنی رانوں پر رکھیں)

(واللہ اعلم بالصواب)

تمت بالخیر

اس کتاب کی تصنیف 17 ستمبر 2022 بمطابق ۱۹ رصفر المظفر ۱۴۴۴ھ بروز سنیچر بوقت ظہر مکمل ہوئی اللہ عزوجل میری اس محنت کو قبول فرمائے۔

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ حبیبی پرنٹنگ پریس



HABIBI PRINTING PRESS

حبیبی پرنٹنگ پریس